[illegible]

مقدمہ و ترجمہ

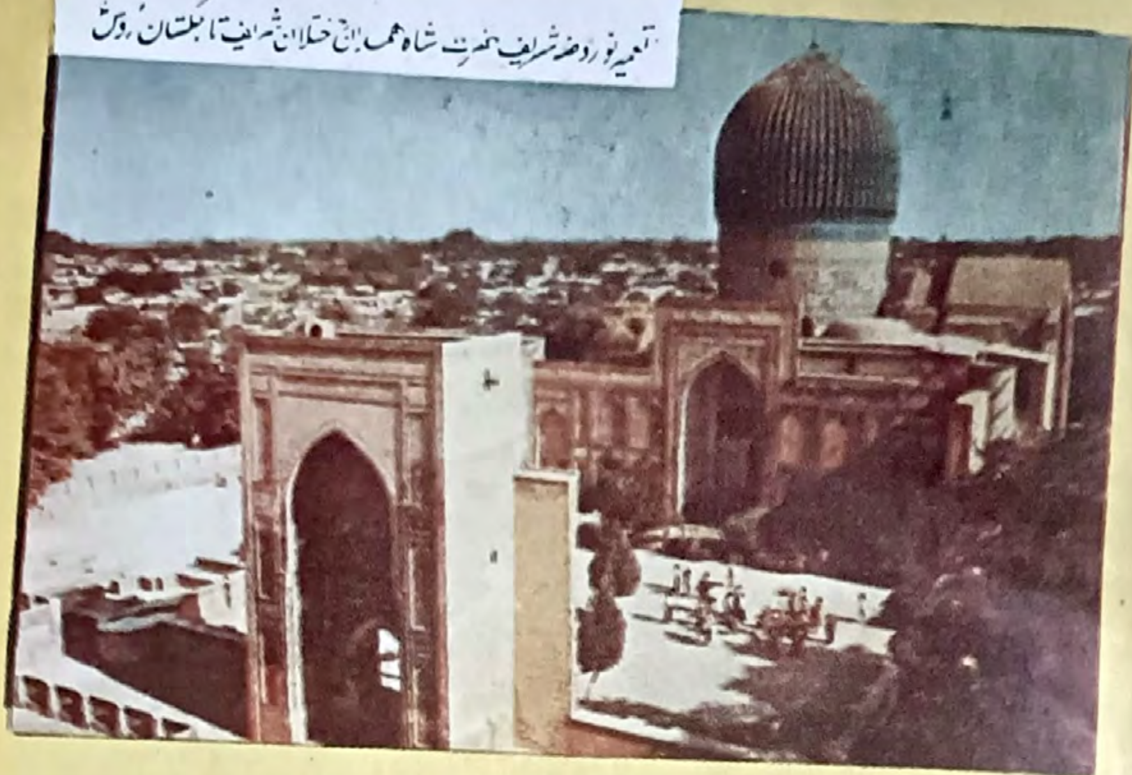
اورادِ فتحیہ

ناشر

[illegible]

PUBLISHER

Book Bell Srinagar



تعمیر نو روضہ شریف حضرت شاہ ہمدانؒ ختلان شریف تاجکستان روس



روضہ شریف امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ



پکھلی سرزمین جہاں پر حضرت امیر کبیرؒ کا غسل اور جنازہ ادا کیا گیا۔



گنبدِ صلویان ملک ہمدان اس مسجد شریف حضرت امیر کبیرؒ بچپن میں عبادت الٰہی کی ہے

ماما خواجہ سلطانوف



سنگ یادگاری کہ از ہندوستان به افتخار میر سید علی همدانی به کولاب آورده شده است
وان حالا در شفت مقبره مستقر است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوائف

نام کتاب .... انفاسِ قُدسیّہ

موضوع .... مقدمہ و ترجمہ اورادِ فتحیہ

اثرِ خامہ .... مولینا سیّد محمد قاسم شاہ بخاری

تاریخ اشاعت .... ۶ ماہ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ (عرسِ شاہ ہمدانؒ)

بجُستِ سعی .... خواجہ شوکت حسین کینگ رکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

تعداد صفحات .... ۳۲۰ + ٹائیٹل

کتابت .... عبدالحمید جاوید عیدگاہ سرینگر

ناشر .... بک بل بڈشاہ چوک سرینگر کشمیر

قیمت .... ۵۰/ روپے

PUBLISHER
Book Bell
Budshah Chowk, Srinagar Ph.: (Off.)77131 (Res.) 78522

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

مشہور ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"۔ میں اپنی اس مختصر سی علمی خدمت کو اُن تمام بزرگانِ دین اور مشائخ عظام کی خدمتِ گرامی کے نام مُعنوَن کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جنہوں نے سفیرِ اسلام مبلغِ شہیر حضرت امیر کبیر سید علی ابن شیخ شہاب الدین الھمدانیؒ کے مجموعۂ اوراد و اذکار —— اَورادِ فتحیہ —— کے بے شمار علمی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہونے پر تائید و توثیق کی مہر ثبت کی ہے۔ انہی میں جامع الکمالات حضرت شیخ یعقوب صرفی فاروقی کشمیریؒ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ، حضرت سید آدم بنوری رنیؒ، حضرت حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ محدث فاروقی دہلویؒ اور حضرت مولٰنا شاہ ابوالخیر مجددی فاروقی دہلویؒ جیسی شریعت و طریقت کی مقتدر اور مسلّم شخصیتیں بھی شامل ہیں جنہوں نے اس مختصر سے مجموعے سے بے پناہ فوائد و برکات حاصل کرنے کا عملاً اعتراف کیا ہے۔ ؎

جمالُ ذی الأرض کانوا فی الحیاۃ وھم
بعدَ الممات جمالُ الکتبِ والسیَرِ

خاکسار سید محمد قاسم شاہ بخاری عفی اللہ عنہ





اَلحمدُ للّٰہِ الَّذِی اعلٰی مَنزلَۃَ العُلماءِ العَاملینَ ٥ وَالاولیاءِ الکاملینَ ٥ اَلمتلذِذِین بِذکرِہٖ راغبین لرضائہٖ خائفینَ مِن مَالکِ یَومِ الّدِین ٥ اَلدّاعِین اِلی رَبِّھم بالحکمۃِ والموعظۃِ الحَسنۃِ وَالاَخلاقِ الطَّیبۃِ الطاھرۃ مُتبَعِیْن لِمن کانَ قبلَھُمْ مِنَ السَّلفِ الصَّالحین ٥ مُبتَغِیْن لِلسَّعادۃِ الاَبدِیَّۃ وَرِضَاءِ ارحمِ الرَّاحِمِیْنَ ٥

والصَّلوٰۃُ وَالسّلامُ علٰی سَیّدِ الذاکرِین وَ سَندِ العَابِدِیْن وَاِمَامِ المتقِین وَرسُولِ رَبِّ العٰلمِین محمّد المصطفٰی وَرَسُولِہٖ المجتبٰی الّذِی اُمِرَ فی القرآنِ الکریم بقولہٖ تعالٰی وَاذکُرِسم رَبِّکَ وَتبتّلْ اِلیہِ تبتِیلاً ،

لِیتفکرَ فیہِ مَنْ کان مِنَ العَاقِلِیْن ۝ وَعلیٰ اٰلِہٖ
وَاصحَابہ وَمَن تَبِعَھُمْ الّذِیْنَ کانوا یجاھدونَ
فی سبیل اللّٰہ وَیذکرونَ اللّٰہَ بکرۃً وّاَصِیْلاً
راجین رَحْمتِ اَرحَمِ الرّاحمِیْنَ ۝ وَلاسیّما علی
سَیّدِنَا وَمولٰنا الِامام الرَّبانی المُلَقّبِ بالعلی الثانی
اَلذِی بَدّل دَارَ الکُفر بدار الِاسلام بنظرتہٖ مِنْ
نوُرِ رِبّہٖ حتیٰ صَارَ ببرکتِ الِاخلاص فی مقصدٖ الاعلیٰ
وَمرامِہِ الاسنیٰ مِنَ الفائزینْ وَعلیٰ اھل زمانہٖ
مِنَ الفائقین ۝ وَبأئمۃِ الھُدیٰ مِنَ اللّاحقینْ ۝
وَجمعَ الاورادالفتحیۃَ للّذِین یُریدُوْنَ الاٰخرۃَ
وَالسَّعادۃَ الابدیّۃَ عند اَحْکمِ الحاکمین ۝ ؛
فواھًا لِمن اتّبعہٗ وَحَسرۃً للغافلین وَالمعرضین ؛

اَمّا بعدُ

یہ امرِ مُسَلّم ہے کہ حضرت رَبّ العالمین نے اپنی معرفت وشناسائی کی تعلیم کیلئے اس دُنیا میں انبیاء ومرسلین ؑ کو منتخب فرمایا۔ یہی برگزیدہ حضرات پورے اخلاص ودیانت کے ساتھ اللہ ؐ کی عظمت وبرتری اور وحدانیت بندگانِ خدا کو دینِ حق اور صراطِ مستقیم کی طرف پیار اور محبت سے دعوت دیتے ہیں اور اس دینی دعوت میں انہوں نے لوگوں کی تکلیفیں اور اذیتیں

برداشت کیں، مگر خود اپنی طرف سے کسی بدسے بدتر مخالف کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ چونکہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السّلام کی دعوتِ حق کا سلسلہ ہمارے نبی رحمت، پیغمبرِ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر ختم ہوا ہے اور رہتی دُنیا تک اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضؓ، اہلِ بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنتوں کی پیروی اور فرقانِ مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے کی سخت تاکید اور وصیّت فرمائی۔ جیسا کہ حضرت عرباضؓ بن ساریہ اور حضرت شریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں اس پر گواہ اور شاہدِ عدل ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"عَنِ العرباض رَضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ بن ساریۃَ قَالَ، وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ (فذکرا حدیثً) وَفیہِ فعلیکم لبُنَّتی وَسُنَّۃِ الخُلَفَاءِ الراشدین المھدیّین عَضُّوھَا بالنّواجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الاُمُوْرِفَاِنَّ کُلَّ بِدعۃٍ ضَلَالَۃٌ"

حاصل ترجمہ

:۔ "حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعظ ونصیحت میں فرمایا، اسی صورت میں تم میری سنّت اور میرے خلفاءِ

راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنّت پر پابند رہو، اور میری اور میرے خلفاءِ راشدین رضؓ کی سنّت کو اپنے ڈھاڑوں سے مضبوطی سے پکڑو، کہیں وہ چھوٹنے نہ پائیں۔ اور یہ کہ دین میں نئی چیزیں داخل کرنے سے پرہیز کرو، کیونکہ بدعت گمراہی ہے۔(بدعت وہ چیز ہے جو بعینہٖ یا جس کا اصل کتاب وسُنّت میں موجود نہ ہو۔)

اسی طرح حضرت ابُوشریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ:

"قَالَ، خرجَ علینا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ فَقَالَ اِنَّ ھٰذا القُراٰن طَرفہٗ بیدِ اللّٰہِ وَطرفہٗ بِاَیدِکُمْ فتمسَّکُوا بِہٖ فانکُمْ لَنْ تضِلُّوا بعدَہٗ اَبدًا"
(رواہُ الطبرانی)

حاصل ترجمہ :- "بے شک قرآن کریم کا ایک طرف اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں اور اس کا دوسرا طرف تم لوگوں کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا اس کو مضبوطی سے پکڑو اور سختی سے اس کے موافق عمل کرو۔ پھر تم کبھی اس گمراہ نہ ہوگے۔"

چونکہ اسلامی اعمال و احکام کی بہت سی قسمیں ہیں، جن میں سے ایک قسم ذکرِ الٰہی ہے اور یاد خدا کرنے والوں کو متعدد آیات و احادیث میں فلاح وکامیابی کا وعدہ فرمایا گیا ہے ــــ اس لئے

ہم اس کتاب میں ذکرِ الٰہی کی اہمیت اور ذاکرین کی فضیلت و سعادت قلم بند کرتے ہیں وہ بھی دوستانِ خدا کے دستور کے مطابق، اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ اب اس وقت ہمارے دلوں پر غفلت طاری ہو گئی ہے، ہمارے دلوں پر کھائی اور دُنیا کی جاہ و حشمت چھا گئی ہے۔ اور ہم اُمّت مسلم کے طریق کار اور معمولات کو رخصت کرنے لگے ہیں۔ آہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ... یعنی، اچھی طرح سُن لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو چین اور قرار نصیب ہوتا ہے۔ اور اس وقت جن مشکلات اور امتحانات سے ہم گذر رہے ہیں، اور جو آفات و بلا ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں وہ ہماری غفلت اور ربّانی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ ہاں، یہ ہماری غفلت ہی کے سبب سے ہوتا ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں:۔

" قَالَ بَعۡضُهُمۡ وَصِفَ لِیۡ ذَاکِرٌ فِی الۡاٰجَمَّةِ فَاٰتَیۡتُهٗ فَبَیۡنَمَا نَحۡنُ جُلُوۡسٌ اِذَا سُبُعٌ عَظِیۡمٌ اَقۡبَلَ فَضَرَبَهٗ ضَرَابَةً وَنَهَشَ مِنۡهُ قِطۡعَةً فَغَشِیَ عَلَیۡهِ وَ عَلَیَّ

فلمّا اَفقتُ افاق قلتُ لہٗ مَا ھٰذا فقالَ قبض اللّٰہُ
عَلیَّ ھٰذا السبع کلمّا دخلتنی فَترۃٌ عَن ذکرِہ
جاءَنی فعضّنی کما رأیت "

ترجمہ:۔ "ایک بزرگ کا قول ہے کہ ذاکِر یادِ خدا کرنے والے کی تعریف میرے سامنے کی گئی۔ یہ ذاکر ایک جنگل میں قرار پذیر تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ جونہی میں نے انہیں سلام کیا تو اچانک ایک بڑا درندہ نمودار ہوا جس نے اس عابد و ذاکِر پر حملہ کیا اور ان کے بدن کو زخمی بنایا، جس سے یہ ذاکر بھی بے ہوش ہو گئے اور میں بھی بے ہوش ہوا۔ اور جب ہم دونوں ہوش میں آئے تو میں نے ان سے دریافت کیا: کہ اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بڑے درندے کو میرے اُوپر مسلط کر رکھا ہے کہ جب بھی مجھے عبادت اور ذکرِ الٰہی میں سستی آجاتی ہے تو یہ اس وقت میرے اُوپر اسی طرح حملہ کرتا ہے جیسا کہ تُو نے دیکھا ہے۔"

حضرات! عصرِ حاضر میں ہم کشمیری مسلمانوں کی یہی مثال ہے کہ ہماری غفلت، دِلوں سے خوفِ الٰہی نکلنے کے سبب اور دینِ اسلام کی ہمہ گیر اور آفاقی تعلیم پر دُور ہو جانے کے باعث ہے۔ اب ہم میں حق و باطل کی

پہچان بھی نہیں رہی، اور نفسِ امارہ اور دُنیا پرستی نے ہم پر جور و استبداد اور ظلم تشدّد کا ایسا غلبہ، انسان نما درندوں کی شکل و صورت میں رو نما ہوا ہے جس کے ذریعہ سے ہم کو واحد القہار خدا وند تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا چھٹکارا اور خلاصی نہیں دے سکتا ہے ــــ لہٰذا ضرورت ہے کہ بزرگانِ دین کی تحقیق کے مطابق ہم اپنے مولائے کریم معبودِ برحق کے ذکر و فکر میں رہیں۔ وہی خدا ہماری مشکلات کو سہل اور آسان بنانے پر پوری قدرت رکھتا ہے، بے شک ہمارے دلوں کی بے قراری، بے چینی اور بے آرامی اسی کی یاد اور اُسی ذاتِ پاکِ واحد کے ذکر و فکر سے آرام، قرار اور اطمینان سے متبدل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اُسی خدائے لاشریک کا وعدہ ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب " اچھی طرح سُن لو، کہ اللہ ہی کی یاد اور ذکر سے دلوں کو قرار و اطمینان نصیب ہو گا ــــ "

اسی جذبہ کے تحت راقم الحروف نے گذشتہ سال ایک اہم خواب کی بنا پر اورادِ فتحیہ کا اردو ترجمہ کیا، ترجمہ مکمل کرنے کے بعد خاکسار نے شرح لکھنے کا قصد کیا لیکن اس مُبارک کتاب کو بحرِ ذخار پایا۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ شرح سے پہلے اس پر ایک بسیط مقدمہ لکھنے کی ضرورت ہے تاکہ مقدمہ پڑھکر قارئین کرام اورادِ فتحیہ کی علمی و عرفانی عظمت کا اندازہ بخوبی لگا سکیں گے؛ اور پھر

وہ شرحِ اوراد کے متمنی ہوں گے مگر جب مقدمہ کے لئے قلم اُٹھایا تو معاملہ طویل ہوا۔ فضیلتِ ذکر کا مضمون بہت صفحات پر پھیل گیا۔ بعد میں خاکسار نے اختصار کر کے متنِ اورادِ شریف کے متعلق مندرجہ ذیل امور پر مختصراً ایک مقدمہ سپردِ قلم کیا

۱۔ اہمیت و فضیلت ذکر

۲۔ فضیلتِ آیۂ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۳۔ فضیلتِ استغفار و توبہ

۴۔ فضیلتِ کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

۵۔ بحثِ سُبحان

۶۔ بحثِ عقائد

۷۔ بحثِ صلوٰۃ و سلام

ابتداً حضرت امیر رحمہ اللہ کے حالاتِ طیبات پر ایک بسیط مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام محظوظ ہوں گے۔ ہاں اس کتاب میں جو خوبی نظر آئے اسے میرے اساتذہ کرام خاص کر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب نقشبندی ثم رامپوری اور میرے پیرِ طریقت مفسرِ قرآن حضرت شیخ محمود الطرازی المدنی (سابق استادِ حدیث مسجد نبوی) جو تاریخ ساز

شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت امیرؒ کے ہم وطن تھے، اور دیگر سلاسل کی طرح سلسلہ کبرویہ میں مجاز تھے، کی طرف کریں۔ اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو اس سے میری کم بضاعتی پر محمول کر کے مطلع کریں اور درگزر سے کام لیں ؎

والعذر عند کرام الناس مقبولٌ

آہ! جس وقت "انفاسِ قدسیّہ" کے نام سے یہ کتاب تفسیرِ قرآن کے ساتھ ساتھ تالیف کر رہا ہوں اہلِ کشمیر کا سب کچھ لٹ گیا ہے اور یہ "باغِ سلیمان" جہنم زار میں تبدیل ہوا ہے۔ ان حالات میں، گویا میں حضرت امام جزری الشافعیؒ کی طرح ایک مضبوط روحانی قلعہ (حصن حصین) تعمیر کر رہا ہوں جب عجب خداوند تعالیٰ ابرِ رحمت برسا کر سرزمین کشمیر کو پھر دنیوی و روحانی سرسبز و شادابی سے مالا مال کرے

اس ضمن میں ناسپاسی ہوگی اگر میں شاگردِ محترم خواجہ شوکت حسین صاحب کینگ (استادِ حنفی عربی کالج سرینگر) اور جناب عبدالحمید جاوید (کاتب) کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کام میں میرا ہاتھ بٹایا۔ اور میں مالکانِ بُک بل بڈشاہ چوک کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے کتاب کو اعلیٰ معیار طباعت پر شائع کر کے دین پسندی کا ثبوت دیا۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

سیّد محمد قاسم شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظِ دلپذیر

از قلم خواجہ شوکت حسین صاحب کیتگ رکن انجمن تبلیغ اسلام جموں و کشمیر و استاذ جامعہ عربی عالم

کے توانم گویم حمدِ ذوالجلال ∴ نیز در نعتِ نبیم[1] گنگ و لال
بہر حبِّ مصطفیٰ و عصمتِ تمام ∴ ہست ایں مضمون ز عشاق ناتمام
قولِ شبلی ہمچو دُر آمد بدست ∴ "شیفتگانیم و پیغمبر پرست"
بعدِ نعتش مدحِ علیؒ واجب است ∴ ہمچو علیؓ خاصِ نبیؐ نائب است
اے دل اکنون مدحِ او آغاز کن ∴ مدحِ او مضراب بہرِ ساز کن
کیست علی؟ آں علیؒ ثانی لقب ∴ ز آلِ ختم المرسلینؐ والا حسب
بود در میدانِ اسلام شہسوار ∴ در فنونِ علمِ حق بُد مردِ کار
در فنِ تصنیف و تالیف بے مثال ∴ صد چو رازیؒ بر درش آمد کنگال
فتحیہ را کرد چوں تالیف او ∴ در جہاں شد غلغلش واہ شو بسو
بارک اللہ کتب اوراد خواند ام ∴ فتحیہ بر چرخ ہفتم زد علم
پیر ہراتؒ حزب تالیف مے نمود ∴ ہر یک از اربابِ علمش مے ستود
ہم سخاویؒ ہم سیوطیؒ زیں کلام ∴ ابنِ قیمؒ آمدہ صاحب مقام

[1] حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ (سیرۃ النعمانؒ)

لیک نسبت با امیرِ بحر و برؒ ⁂ شرطِ ادب است خامشی کردم حذر
شیخ جزریؒ کے گرفتے خامہ را ⁂ گر بدیدے در کتب ایں نامہ را
من کجے گویم زرشکِ سابقان ⁂ مدحِ تالیفِ امیرِ دو جہانؒ
من نہ تنہامستِ ایں مےخانہ ام ⁂ صد ہزاراں عارفان مستند ہم
قدرِ ایں اوراد داند شیخ ما ⁂ شیخ حمزہؒ عارفان را مقتدا
بعدِ عشاء ہم بخواند با اولیاء ⁂ ہر دی رشیؒ نیز کردہ اقتدا
پیرِ ہندیؒ در رقعات خود نمود ⁂ بہر شرح عجز خود بین ای حسود
گر بگویم نکتہ ہائے ایں کتاب ⁂ پُر شود یک دفترِ صدق و صواب
ما قدرنا حق قدرک را نہ گفت ⁂ ما عرفنا گرچہ جواں شافعیؒ بسُفت
حسبنا اللہ بہرِ ہنگامِ لقاء ⁂ رو بپرس از حلاجؒ ایں نکتہ را
دارم ارشادِ کتاب از عارفاں ⁂ بالخصوص از حضرتِ شیخِ جہاںؒ
شکر للہ امینؒ زمان استادِ من را ⁂ آنکہ یکتا ہست در ہر علم و فن
کردِ تالیفِ ایں کتاب بے نظیر ⁂ کرد احسان بر ہمہ شیخ و صغیر
گر کلیدِ فتحیہ خوانم بجا ⁂ نے غلط بل بابِ فتح شد بجا
خیبرِ شوکت کن سرِ خود پائمال ⁂ بعد ازیں ناید چو ایں مردِ کمال

لہ۔ پیرِ ہندی یعنی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے جب حضرت شیخ المشائخ میر سید غلام محمد شاہ اندرابی ثم کرالہ پوریؒ (کشمیری) نے درخواست کی کہ آپ اورادِ فتحیہ کی شرح لکھیں تو حضرت تھانویؒ نے حضرت حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کے ساتھ معذرت ظاہر کی ؎
زورت کو نہ خود زیر بارم ⁂ کہ از بالا بلندان شرمسارم
(خطوطات بھی کتب خانہ اندرابی کرالہ پورہ میں موجود ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کا وطن

اور

ولادتِ باسعادت

آپؒ کا وطن ہمدان (کولاب) ہے۔ اُس زمانے میں یہ علاقہ عراق کے حدود میں داخل تھا۔ آپ ہمدان ہی میں ۱۲ ماہِ رجب المرجب ۷۱۴ھ پیر کے دن پیدا ہوئے رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ پیدائش یہ دلالت کرتا ہے "ماشاء اللہ"۔ آپ کی پیدائش روحانیت اور رشد و ہدایت کی پیش خیمہ تھی، اور آپ کا اس دُنیا میں قدم رکھنا ہی پروردگارِ عالم کے بندوں کے لئے بے پایانِ رحمت تھا، اس لئے بعض اہلِ حال نے آپ کی پیدائش کا خاکہ ان ابیات میں کھینچا ہے ؎

آفتابِ علم زِ ختلان زد ٭ گوہرِ شرق و غربِ جولان زد
شاہبازے برآمد از ہمدان ٭ کہ سرِ آمد جملہ معتمدان
پور پُرنورِ خواجۂ بطحا ٭ وارثِ علم شاہ اَوْ اَدْنیٰ
مفخرِ خاصگانِ سُبحانی ٭ قطبِ عالم حبیبِ رحمانی

ترجمۂ ابیات:۔ "آپؒ بظاہر ہمدان میں پیدا ہوئے، لیکن آپ کی حالت اس آفتابِ عالم کی طرح ہے جو مشرق سے طلوع ہو کر ساری دُنیا کو اپنے فیوض و برکات سے جگمگاتا ہے۔ آپ کی مثال اس شاہبازِ معرفت کی سی ہے جو ہمدان میں نمودار ہو کر مُقربینِ رَبّ العالمین کا سر آمد اور سردار ہوا۔ آپؒ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُورا ور مقدس لختِ جگر ہیں اور آپ حضورؐ کے علم کے وارث اور بلاشبہ محبوبِ خدا اور قطبِ عالم ہیں۔"

حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ کا نسب

مُلّا حیدر رتشکونے "اشجار الخلد" میں آپ کا نسب اس طرح لکھا ہے:۔

جناب میر سیّد علی ہمدانیؒ ابن سیّد شہاب الدینؒ ابن سیّد محمدؒ ابن سیّد علیؒ ابن سیّد یوسفؒ ابن سیّد شرف الدینؒ ابن سیّد محب اللہؒ ابن سیّد محمد ثانیؒ ابن سیّد جعفرؒ ابن سیّد عبداللہؒ ابن سیّد محمد اوّلؒ ابن سیّد علیؒ ابن سیّد حسنؒ ابن سیّد جعفر الحجہؒ ابن سیّد عبداللہ زاہدؒ ابن سیّد حسینؒ الاصغر ابن سیّدنا امام زین العابدینؓ ابن سیّدنا سبط الرسول المعظم حسین بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ عنہم اجمعین ـــ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ اور حضرت امام حسینؓ کے درمیان سترہ سلسلہ اور واسطہ ہیں۔

سادات کی تین قسمیں :-

سادات کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں :

- حسنی :- وہ سادات جو حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذریّت سے ہیں ۔
- حسینی :- وہ سادات ہیں جو حضرت امام حسین سیّد الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذریّت سے ہیں ۔
- نجیب الطرفین :- وہ سادات ہیں جو والدِ ماجد کی طرف سے حسینیؓ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنیؓ ہوں ۔

حضرت کے والدِ بزرگوار جناب سیّد شہاب الدینؒ

آپ کے حالات تفصیلاً معلوم نہیں ہیں ، صرف اس قدر ظاہر ہے کہ ہمدان کے بہت بڑے رئیس تھے اور شاہی دربار تک پوری رسائی تھی۔ ہمدان میں مرزبان کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کی شادی جناب سیّد علاء الدین ہمدانی کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ ایامِ جوانی ختم ہونے کے بعد سیّد شہاب الدین کو حق تعالیٰ نے جلیل القدر، عظیم المراتبت فرزند ارجمند عطا کیا جس کا نام سیّد علی رکھا جو بعد میں "امیر کبیر" اور "علی ثانی" جیسے معزز اور مقدس القاب کے ساتھ پکارے جانے لگے۔

حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی قدس سرہٗ کی ابتدائی زندگی بچپن ہی سے آپؒ کے جبین مبارک پر رشد و ہدایت اور تقویٰ و طہارت

کے آثار عیاں اور روشن تھے۔ بچپن کے زمانہ میں عام بچوں کی طرح کھیل کود اور لہو و لعب کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے تھے، بلکہ زمانۂ طفولیت ہی میں قرآن مجید حفظ کیا' قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد خاندانی روایات کے مطابق اپنے ماموں جناب سید علاء الدین سے علوم عقلیہ و نقلیہ کا استفادہ کیا ہے۔ آپ سے علوم و فنون حاصل کرنے کے بعد سلوک اور روحانی مدارج و مراتب حاصل کرنیکی بڑی تڑپ اور کشش ہوئی کیونکہ آپ کے خداداد دل و دماغ میں یہ بات اچھی طرح آئی کہ رسمی سیادت و نجابت اور خاندانی برتری اور عظمت گو بجائے خود اچھی اور باعث برکت چیز ہے۔ لیکن یہ ابدی نجات' سرمدی سعادت اور دین و دُنیا کی بہتری کیلئے کفیل اور ضامن نہیں بن سکتی۔ عزت دارین اور آخرت کی سرخروئی تو صرف علم و ہنر' زہد و تقوی' قرآن و سنّت کی اتباع اور بزرگان دین کے نقشِ قدم پر چلنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ لہٰذا مبلغینِ اسلام اور داعیانِ مبین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے قرآن و سنّت' ائمۂ دین' فقہا' و محدثین اور دوستانِ خدا کے علوم و افکار۔ اور ان کے طریق کار سے آگاہ ہو جائیں، تب ان کی تبلیغ سے اُمت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اسی بنا پر سیّدنا حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانیؒ سیادتِ صوری کے ساتھ ساتھ سیادت معنوی پاکیزہ

اخلاق و اعمال اور حسن کردار کی طرف خصوصی توجہ دینے لگے۔

بندگی بایدپیمبرزادگی منظور نیست

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وقت کے بہترین مشائخ کرام کی صحبت اور فیوض و برکات سے سرفراز فرمایا، خاص کر مولانا شیخ رکن الدین حضرت علاء الدولہؒ سمنانی اور ان کے خلیفۂ خاص حضرت ابوالمعالی شیخ شرف الدین مزدقانیؒ کی صحبت، فیوض اثر سے مستفید اور مستفیض ہوئے۔ واضح رہے کہ حضرت شیخ شرف الدین کے پیر بزرگوار حضرت شیخ نجم الدین احمد کبریٰؒ ہی سلسلہ کبرویہ کے مؤسس اور بانی ہیں۔

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کے پیرانِ طریقت کا سلسلہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مندرجہ واسطوں سے جا ملتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خواجہ حسن بصریؒ، خواجہ حبیب عجمیؒ، شیخ داؤد طائیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ سری سقطیؒ، شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ ابوعلی رودباریؒ، شیخ ابوعلی کاتب مصریؒ، شیخ ابوعثمان مغربیؒ، شیخ ابوقاسم گورگانی، شیخ ابوبکر نساجؒ، شیخ احمد غزالیؒ، شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی، شیخ عمار یاسرؒ، شیخ نجم الدین احمد کبریٰؒ، شیخ علی الدین رضی لالہ، شیخ جمال الدین احمد ذاکر جورفانی، شیخ نورالدین عبدالرحمٰن، شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی، شیخ شرف الدین محمود مردقانی کے خلیفۂ خاص اور مرید با اخلاص

جناب علی ثانی میر سید علی ہمدانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں ــــ اس طرح میر سیّد علی ہمدانیؒ اور حضرت سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اکیس[۲۱] واسطے ہیں۔ اور حضرت امیرؒ اور حضرت شیخ نجم الدّین کبریٰؒ کے درمیان صرف پانچ واسطے ہیں۔

ابوالمعالی شیخ شرف الدین محمود مزدقانیؒ
کے حالات اور
حضرت امیرؒ کے موصوف تک پہنچنے کے اسباب و عوامل

مؤرخ کشمیر مفتی محمد سعادتؒ نے لکھا ہے: کہ بارہ[۱۲] سال کی عمر ہی میں حضرت علی ثانیؒ کے قلبِ مبارک پر علمِ غیب کے اسرار روشن ہونے لگے کہ آپؒ نے بارہ[۱۲] سال کی عمر میں یہ خواب دیکھا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابۂ کرامؓ، اولیاء اللہؒ کے ساتھ ایک سربفلک عمارت میں تشریف فرما ہوئے حضرت میر سیّد علیؒ نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آگے بڑھنے کی کوشش کی، مگر یہ کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی کہ آپؐ نے فرمایا:

" اے فرزند! بیش من نمی توانی رسید تا بیش شیخ شرف الدین مزدقانی نہ روی۔"

ترجمہ: " اے فرزند میرے پاس تم اس وقت تک پہنچ نہ سکو گے جب تک تم شرف الدین مزدقانی کے پاس نہیں جاؤ گے۔"

یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی آپؒ، جناب محمود مزدقانیؒ کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ دفعتہً آپؒ کے دیدار کا داعیہ پیدا ہوا، کچھ ہی مدّت کے بعد حضرت امیرؒ نے اپنے استاد کو تنہائی میں بیٹھ کر سر ہلاتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے استاد سے دریافت کیا: "کہ آپ سرِ مبارک کیوں ہلاتے ہیں"؟ استاد نے فرمایا: "یادِ خدا کرتا ہوں" آپؒ نے اس پر یہ سوال کیا کہ: "یہ ٹھیک ہے کہ یادِ خدا فرماتے ہیں، مگر اس کا تعلق سر ہلانے سے کیا ہے۔؟" استاد نے فرمایا: "برخوردار! مجھے اپنے پیر مُرشد کی اسی طرح اجازت ہے۔" حضرت امیرؒ نے دریافت کیا کہ "جناب کے پیر مُرشد کا نامِ مبارک کیا ہے؟" استاد نے جواب دیا: "اُن کا اسمِ گرامی شیخ شرف الدین محمود مزدقانیؒ ہے۔" بس یہ سُنتے ہی سابقہ خواب یاد آیا اور بے قرار و بے چین ہوئے اور استاد سے عرض کی کہ مجھے بھی اس تعلیم سے بہرہ ور کیجئے۔ استاد نے نہایت مشفقانہ طریقے سے تعلیم دیکر بالواسطے حضرت شرف الدین محمود مزدقانیؒ کا شاگرد بنایا اور تین دن کے اندر ہی آپ کے دلِ مبارک پر اسرارِ عالمِ غیب ہویدا ہونے لگے اور استاد سے با ادب کہا: آپ مجھے اسی چشمۂ فیض تک پہنچا دیجئے، جہاں سے آپ نے اس جام کا پیالۂ معرفت

نوش کیا ہے۔

حضرت امیر کبیرؒ کی جناب محمود مزدقانیؒ سے پہلی ملاقات!

حضرت شیخ مزدقانی رحمۃ اللہ نے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور ان کا خاندان معلوم کیا۔ تو بطور نصیحت فرمایا: "صاحبزادے! اگر مخدومیت کا دعویٰ ساتھ لیکر آئے ہو، تو ہم آپ کی خدمت بجا لانے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر یہاں اسلئے آئے ہو کہ کچھ آپ کو حاصل ہو جائے تب آپ پر فرض ہے کہ جو کچھ میں کہوں اس کے مطابق عمل کریں۔" حضرت امیرؒ نے عرض کی: "میں خدمت اور شوقِ طلب میں آیا ہوں، آپ کے احکام کی تکمیل جان و دل سے کرونگا۔"

غرض کہ حضرت امیرؒ نے اپنے پیر برحق حضرت شیخ محمود مزدقانیؒ کی ہدایات وارشادات کے تحت ذکر و فکر اور تزکیہ باطن کے اصول سیکھے اور تھوڑے ہی زمانے میں محبوبیت کے درجہ تک پہنچے۔ حضرت مزدقانیؒ اپنے مریدوں کو فرماتے تھے کہ سید علی جیسے نوجوان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام پاک بلند آواز سے نہ لینا چاہئے، ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مقدس سنتے ہی آپ کی روح عالم قدس کی طرف پرواز کرے، پھر یہ تدبیر کی کہ کئی ماہ کے لئے آپ کی مخصوص انداز سے بٹھا کر بازار کی روٹیاں آپ کو کھلائی گئیں

یہاں تک کہ محویت و استغراق میں کچھ فرق آگیا۔ مختصر یہ کہ آپ نے اس پیر و مُرشد کی خانقاہ میں ۷۳۶ھ سے ۷۴۲ھ تک برابر چھ سال گزارے۔ اس عرصہ میں آپ ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع فرماتے رہے اور کبھی غیر مفید امور میں شامل نہیں ہوتے۔ اس کمال کے باوجود پیر کامل نے آپ کو اپنے رہبرِ طریقت جناب الوالبرکات تقی الدین شیخ علی دوستی کے پاس حاضر ہونے کا حکم دے کر فرمایا: "کہ باقی تعلیمات آنجناب سے ہی حاصل کریں۔

حضرت امیر کبیرؒ، حضرت الوالبرکاتؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دُو سال آپ سے باطنی علوم اور پاک نفسی کے مقامات اور مدارج سیکھے، دو سال بعد الوالبرکاتؒ نے حضرت امیرؒ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

"مجھے جوش مارنے والی چند ہانڈیاں دکھلائی گئیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بڑا چمچہ دیکھا جس میں سے کچھ نوالے آپ لیتے جاتے تھے۔ اس سے یہ بتلانا مقصد تھا کہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہیں اور آپ مختلف اولیاءِ کاملینؒ کے فیض سے کامیاب ہونگے"۔ اس کے بعد ہی حضرت الوالبرکاتؒ کا انتقال ہو جاتا ہے اور اُدھر سے پھر حضرت مزدقانیؒ سیر و سیاحت کرنے اور دُنیا بھر کے دوستانِ خدا سے فیض و برکات حاصل کرنے کا حکم دیتے ہیں، اور حضرت امیرؒ حضرت مزدقانیؒ کے اس حکم کی تعمیل فرماتے ہیں۔ حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ نے "سیروا فی الارض" کے

پیش نظر عرب و عجم، ہندوستان ماوراء النہر، ترکستان اور دوسرے اسلامی بلاد کی سیر و سیاحت فرمائی۔ اس سیر و سیاحت میں جہاں آپ نے مناظرِ قدرت چشمِ عبرت بین سے مشاہدہ کئے وہاں آپ نے بڑے بڑے علماء و مشائخ اور خدا رسیدہ بزرگوں سے بھرپور دینی اور روحانی فائدہ اٹھایا۔ علماء نے لکھا ہے کہ آپ نے اس سفر میں چودہ سو[۱۴۰۰] اولیاء اللہ سے فیض و برکات حاصل کئے، کیونکہ آپ کی سیر و سیاحت کا زمانہ مختصر اور محدود نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ اکیس[۲۱] سال اور بقول بعض اہلِ تاریخ بائیس[۲۲] سال کا طولانی زمانہ تھا۔ اور جب حضرت امیرؒ علوم و فنون، تزکیۂ اخلاق، سلوک کے مدارج میں اپنے معاصرین اور اس وقت کے برگزیدہ علماء و مشائخ کرام پر مافوق ثابت ہوئے تب ان کو علماءِ وقت اور مشائخ زمانہ نے بجائے علی بن شہاب علی ثانی اور امیر کبیرؒ جیسے معزز القاب سے پکارنا شروع کیا۔....

حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ اور خطۂ کشمیر

یوں تو آپؒ نے ہر جگہ کے لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف دعوت دی، لیکن آٹھویں صدی ہجری کے ربیع الآخر میں آپ نے خصوصیت سے ملکِ کشمیر کو اپنی تبلیغی اور دینی دعوت کا مرکز بنایا۔ چنانچہ قاری محمد حسن گارہ یاری اور مفتی محمد سعادت نے معتمد کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے، کہ آنجنابؒ نے تین[۳] مرتبہ ملکِ کشمیر میں تشریف لایا ہے۔ گو کہ آپؒ سے

پہلے حضرت سیّد عبدالرحمٰن بلبل شاہ صاحب رحمۃ اللہ سہروردی القادری نے کشمیر میں اسلام کا جھنڈا گاڑا تھا اور رینچن شاہ کو مسلمان بنا کر اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی۔

پہلی مرتبہ حضرت امیرؒ نے سلطان شہاب الدین کے دورِ اقتدار کے دوسرے سال کشمیر کو اپنی سیر و سیاحت سے زینت بخشی، اس دفعہ آپؒ نے صرف چار ماہ کی قلیل مدّت میں کشمیر میں اقامت کی ہے۔ یہ ۷۷۴ھ کا واقعہ ہے۔ مقدم شریف سے اس کی تاریخ نکلتی ہے۔ جناب سیّد خاورؒ نے آپؒ کی آمد کی تاریخ درجہ ذیل ابیات میں قلمبند کی ہے۔ فرماتے ہیں: ؎

۱۔ میر سیّد علی شہ ہمدان ٭ سیرِ اقلیم سبعہ کردہ نکو!
۲۔ شُد مشرف ز مقدمش کشمیر ٭ اہلِ آں شُد از و ہدایت جو
۳۔ سال تاریخ مقدم او را ٭ گفتم از مقدم شریف بجو

ترجمہ: "حضرت شاہ ہمدانؒ نے چار دانگ عالم کی خوب سیر و سیاحت فرمائی۔ آنجناب کی تشریف آوری سے کشمیر کے رہنے والے مشرف باسلام ہوئے ہیں، اور آپ سے ہدایت و رہبری کے طلبگار ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کا سالِ تاریخ مقدم شریف کے لفظ سے ڈھونڈو۔"

کشمیر میں چار ماہ قیام فرما کر ہندوستان کے راستے سے واپس ہوئے۔

دوسری مرتبہ آپؒ نے سلطان شہاب الدین کے بھائی سلطان قطب

الدین کے عہدِ حکومت میں سات سو سادات اور علماء کے ہمراہ کشمیر میں نزولِ اجلال فرمایا اور محلہ علاء الدین پورہ سرینگر میں قیام فرمایا۔ اس کی تاریخ آمد اشعار کے آخری جملہ سے واضح ہوتی ہے:

شکر کز مقدم امیر کبیر ؛ باغ کشمیر ہمچو گل بشگفت
ہاتف غیب سال مقدم او ؛ آمد این جا علی ثانی گفت

اس مرتبہ آپؒ نے بقول اہلِ علم دو سال چھ ماہ تک کشمیر میں قیام فرمایا۔ تیسری مرتبہ آنجنابؒ نے ۷۸۵ھ میں کشمیر میں قدمِ رنجہ فرمایا۔ اس مرتبہ آپؒ نے لگ بھگ چھ ماہ کشمیر میں قیام فرمایا ــــ یہ ہے حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانیؒ کی کشمیر آنے کی مختصر کیفیت۔

حضرتِ امیرؒ کے ظاہر و باطن میں یکسانیت

جب تک کسی مبلّغِ اسلام کا ظاہر و باطن، ذہنی اور روحانی معرفت اور تقویٰ و طہارت کے ساتھ آراستہ نہ ہو، اور جب تک مبلّغ اپنی پیش کردہ دعوت کے اصولوں پر اعتقاد اور عمل نہ رکھتا ہو تو وہ مبلّغ کبھی اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اب آپ سیّدنا حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و صورت اور تقویٰ و طہارت دریافت کریں اور آنجنابؒ کی سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کریں تو آپ آنجنابؒ کو شریعتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وسلم کا پابند، طریقت کا ہیرو، حقیقت کا جوہری اور معرفت کا نچوڑ پائیں گے ۔ وہ کون سی خوبی ہے جو حضرت امیر رحمہ اللہ میں موجود نہ تھی ۔ وہ کونسے آداب و مستحبات تھے جن پر آپؒ عمل پیرا نہ تھے؟ ان ہی خوبیوں اور محاسن کی بنا پر مختصر مدت میں آپؒ نے وہ کامیابی حاصل کی جو دوسرے مبلغوں کو صدہا سال میں بھی حاصل نہ ہوئی ۔

رَحِمَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً ۔ مَتَّوَالِیَۃً اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

حضرت امیرؒ کی تصنیفات!

آپؒ کی تصنیفات کے بارے میں بعض علماء نے لکھا ہے : کہ آنجنابؒ کی تصنیفات کی تعداد دو سو کے قریب ہیں جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :

۱ ۔ ذخیرۃ الملوک ، ۲ ۔ چہل اسرار ، ۳ ۔ مودۃ القربیٰ ، ۴ ۔ تلقینیہ ، ۵ ۔ اربعینیہ ، ۶ ۔ نفسیہ ، ۷ ۔ ادادیہ ، ۸ ۔ الفتوہ ، ۹ ۔ ذکریہ ، ۱۰ ۔ نفسیۂ فارسیہ ، ۱۱ ۔ منہاج العارفین ، ۱۲ ۔ وجودیہ ، ۱۳ ۔ اعتقادیہ ، ۱۴ ۔ درویشیہ ، ۱۵ ۔ حلِ مشکل ، ۱۶ ۔ عقلیہ ، ۱۷ ۔ مکتوباتِ شریف ، ۱۸ ۔ سریہ ، ۱۹ ۔ سبعین ، ۲۰ ۔ معرفۃ الزاہد ، ۲۱ ۔ جمع الاحادیث ، ۲۲ ۔ دھمیت نامہ ، ۲۳ ۔ اورادِ فتحیہ ، ۲۴ ۔ مرآۃ طالبین ، ۲۵ ۔ قواعد عشرہ ، ۲۶ ۔ داؤدیہ ، ۲۷ ۔ ہمدانیہ ، ۲۸ ۔ اخلاقیہ ، ۲۹ ۔ اسرار النقطہ ، ۳۰ ۔ شرح اسماء اللّٰہ ، ۳۱ ۔ نوریہ ، ۳۲ ۔ حل الفصوص ،

۳۳۔ مشارق الانوار ، ۳۴۔ آداب المریدین ، ۳۵۔ اسراریہ ،
۳۶۔ شرح قصیدۂ خمریہ ، ۳۷۔ فقریہ ، ۳۸۔ فارضیہ ،
۳۹۔ چہل حدیث ، ۴۰۔ الدعوات .... وغیرھا

شاہانِ کشمیر پر حضرت امیرؒ کی تعلیم کا اثر

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب حضرت امیر سیّد علی ہمدانیؒ نے پہلی مرتبہ کشمیر کو اپنی تشریف آوری سے مزیّن فرمایا تو اس وقت کشمیر کا بادشاہ سلطان شہاب الدین شہمیری تھا جو آپ کا حلقہ بگوش ہوا اور آپکی نصایح پر عمل کرتا رہا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ شاہانِ کشمیر میں سے سلطان شہاب الدین کا زمانۂ اقتدار نہایت بلند اور بالشان تھا، اس کے پاس پچاس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیدل فوج تھی۔ شہاب الدین نے نہ صرف کشمیر کی حدود کو مضبوط کیا بلکہ کشمیر کی مغربی سمت کو غزنی تک اور پنجاب کی طرف سرہند سے آگے بڑھا ـــــ ادھر سے بادشاہِ دہلی فیروز شاہ تغلق کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں سلطان شہاب الدین دہلی تک نہ پہنچ پائے، اس مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر اس سے جنگ کرنا بھی کسی وجہ سے مناسب اور سودمند نہ سمجھا اور اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر کسی مفکر اور دانشمند کے ذریعہ باہم مصالحت ہو جائے تو غنیمت ہے ـــــ

حضرت امیرؒ بحیثیت ثالث

حُسنِ اتفاق سے اُسی زمانہ میں حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانیؒ کشمیر سے حج بیت اللہ کے لئے ہندوستان کے راستے سے تشریف لے گئے جب آپؒ دہلی پہنچے تو فیروز شاہ تغلق سے ملاقات ہوئی تو آپؒ ہی نے شہاب الدین اور فیروز شاہ تغلق کے درمیان مصالحت کروائی، اور آپؒ ہی فیروز شاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ سلطان شہاب الدین کا علاقہ سرہند پنجاب تک رہے گا اور باقی حصّہ پر بدستور فیروز شاہ تغلق کا راج ہوگا۔ چنانچہ دونوں بادشاہوں نے آپ کا فیصلہ تسلیم کرلیا۔ اسی طرح آپ ایک طرف سے حضرت امیرؒ کی درویشی کا خیال رکھئے' اور دوسری طرف سے آپؒ کی سیاست و کیاست پر غور کیجئے، جو کچھ اُس وقت آپؒ نے کیا' اب بھی بیدار مغز لوگ اس کی پیروی کرسکتے ہیں۔ یہ عظیم کام آپؒ نے گاؤ تکیوں پر بیٹھ کر نہیں کیا' بلکہ اپنے وجود باوجود کو فقر حقیقی سے ہمکنا بنا کر کیا کچھ کم علم گمان کرتے ہیں کہ حضرت امیر کبیرؒ بھی معاذ اللہ ان کی طرح قالین نشین تھے۔

حضرت امیرؒ اور سلطان قطب الدین

جب حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمہ اللہ دوسری مرتبہ کشمیر میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت کشمیر میں سلطان قطب الدین برادر سلطان

شہاب الدین کشمیری حکومت کرتا تھا۔ یہ عظیم المرتبہ اور نیک نژاد بادشاہ بھی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؒ کے ارشادات و ہدایات پر عمل کرتا تھا۔

چونکہ کشمیر میں اسلام تازہ تازہ ہی پہنچا تھا، اس لئے اس ملک کے عوام و خواص بغیر مشرکانہ مراسم ادا کرتے تھے۔

سلطان قطب الدین بھی بذاتِ خود کالی شوری مندر پر روزانہ جاتا تھا اور وہاں جاکر رسومِ جاہلیت انجام لاتا تھا۔ آپؒ کی نصیحت سے وہ اس حرکت سے باز آیا۔ اسی طرح سلطان قطب الدین کے عقد میں دو سگی بہنیں تھیں جو اسلامی احکام کے برخلاف ہے۔ حضرت امیرؒ نے بادشاہ کو سمجھایا کہ یہ اسلامی تعلیم و قوانین کے برخلاف ہے اس لئے ان دونوں میں سے ایک کو طلاق دیکر اپنے سے جدا کردو۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ کی نصیحت پر بجان و دل عمل کیا، حضرت امیرؒ بھی بادشاہ پر خوش ہوئے، اور اپنے ہاتھوں سے تیار کی ہوئی کلاہ اسکو عطا کی۔ بادشاہ اور بادشاہ کی اولاد اجلاسِ عام اور مخصوص اوقات میں فخر کے طور پر اس کلاہ مبارک کو اپنے تاج پر رکھتے تھے۔ سلطان فتح شاہ تک برابر اس دستور پر عمل ہوتا رہا۔ لیکن سلطان فتح شاہ کشمیری نے اپنے آخری ایام میں وصیت کی کہ یہ کلاہ اُس کے کفن کے ساتھ قبر میں رکھی جائے تو بادشاہ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ جب اس واقعہ کا علم شیخ المشائخ بابا اسمٰعیلؒ

کے خلیفۂ خاص جناب فتح اللہؒ صاحب اور مولٰنا آفی شاگرد رشید حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ کو ہوا تو انہوں نے اس پر افسوس کر کے فرمایا: کہ "سلطنت ازیں ہاں رفت" یعنی اب شہمیری خاندان سے حکومت جاتی رہی ......

ہر فیض کہ در سابقہ ہر دو جہان است
در پیروی حضرت شاہ ہمدان است
شاہ ہمدان بلکہ شاہنشاہ جہان است
اے خاک برآں دیدہ کہ در ریب و گمان است

حضرت امیرؒ کا وصال، انتقال پر ملال!

تیسری بار جب حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ اسلام کے اعلیٰ قوانین کو ملک کشمیر میں رواج دینے اور ان کو عملی طور تشکیل دینے کے لئے جلوہ افروز ہوئے اور جا بجا مساجد، خانقاہیں اور تبلیغی مراکز کا قیام عمل میں لایا اور اپنے خلفاء اور مبلغین کو مختلف مقامات پر متعین کیا۔ تو ۷۸۶ھ ہجری کے آخر میں آپؒ کو پھر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا، اور آپؒ اپنے مخصوص رفقاء کے ہمراہ پکھلی کے راستے سے کشمیر سے رخصت ہوئے۔ اور جب آپؒ یوسف زئی کے علاقہ گبر و سواد میں پہنچے تو غرۂ ذی الحجہ ۷۸۶ھ سے آنجنابؒ کو اپنے بدنِ مبارک میں کچھ کمزوری محسوس ہوئی؛

پانچ دن تک کچھ تناول نہ فرمایا، پانچویں دن شام کو خالص پانی کے چند گھونٹ نوش فرمائے۔ ذی الحجہ مذکور چھٹی شب میں اپنے ساتھیوں کو وصیتیں اور نصیحتیں فرمانے لگے، اور

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" یَا اللّٰہُ، یَا رَفِیْقُ، یَا حَبِیْبُ پڑھتے ہوئے ربانی ندا:

"رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ــــ" کی بشارت میں فضائے ملکوتی میں عالم لاہوت کی طرف حضرت امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک پرواز کر گئی ــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سچ ہے کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السّلام اجمعین کے بعد حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ جیسے رہبرِ وقت بیٹے بہت کم پیدا ہوئے ہوں گے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ علاقہ سواد و بجر میں کچھ لوگوں نے حضرت امیر رحمہ اللہ کے ساتھ بعض مسائل پر بحث کی جس کا انجام یہ ہوا کہ آپؒ کے مخالفین نے کھانے کیساتھ آپؒ کو زہر دیا۔ لیکن روایتی حیثیت سے "زہر کا واقعہ" درست نہیں ہے کیونکہ وہ کس مُلّا اور عالم کی طاقت تھی کہ وہ حضرت امیر رحمہ اللہ جیسے بحرِ بیکراں سے بحث و مباحثہ یا مناظرہ کر سکتا۔

وفات کا جو واقعہ میں نے لکھا ہے وہ قاری محمد حسن فداہ صاحب گاڑیاری کی فارسی عبارت سے لیا ہے اور زہر کا واقعہ مختلف تاریخوں میں درج ہے اور ان کی اتباع مفتی محمد سعادت صاحب نے کی ہے، اور اگر زہر کا واقعہ صحیح ہو بھی تو سمجھ لیجئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپؒ کو شہادت کا درجہ بھی عطا کیا ہے، جس سے آپؒ کی روحانی زندگی اور بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مرض الوفات میں آپؒ کی وصیّت

جناب حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیّت کی تھی، کہ مجھے اپنے اسلافِ کرام کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ آپؒ کی انتقالِ پُر ملال کے بعد آپؒ کے رفقاء میں اختلاف ہوا کوئی کہتا تھا کہ ہم کشمیر میں آپ کو دفن کریں گے، پکھلی والوں کی آرزو تھی کہ نعش مبارک ان ہی کے حوالے کی جائے۔ حضرت امیر رحمہ اللہ کی وصیّت کی بناء پر آپؒ کے اہلِ ملک کی یہ خواہش تھی کہ آپؒ کا مرقد "کولاب" میں ہی ہونا چاہیئے۔ اس اختلاف کو دُور کرنے کے لئے آپ کے محرمِ خاص اور ملازم بالاختصاص حضرت شیخ قوام الدین بدخشی رحمہ اللہ نے فرمایا

کہ جس ملک کا باشندہ آپؒ کا تابوت مبارک اُٹھا سکے اسی ملک میں آپؒ دفن ہوں گے۔ سب حاضرین نے یہ تجویز تسلیم کی، مگر تابوت کسی سے اُٹھ نہ سکا۔ آخر کار جناب شیخ قوام الدین بدخشیؒ ہی نے آپؒ کا تابوت اُٹھایا۔ چھ ماہ کا راستہ طے کرتے ہوئے ۵ جمادی الآخر ۷۸۷ھ میں ختلان (کولاب) پہنچے جہاں حضرت امیرؒ کو اپنے ہی آبائی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتیں ہوں اُس مزارِ پر انوار پر جہاں اِس وقت حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ آسودہ اور آرام فرما ہیں۔

سیادت پناہ آں امیر کبیرؒ ⁘ چو در باغ جنّت نہادہ سریر
حسن سال مولود عمر و وصال ⁘ دریں بیت گفتار زطبع منیر

... ⁘ ...

مظہر عارفاں شہ ہمدانؒ ⁘ کز دمش باغِ معرفت شگفت
منظہر نور کہ درویش را ⁘ عاقبت از جہانیاں بنہفت
عقل تاریخ سال رحلت او ⁘ سیّد ما علی ثانی گفت

اَللّٰھُمَّ اُحشُرنِی مَعَہ یوم القیامَۃ یوم لَا ینفعُ مَال وَ لَا بنون الّا مَنْ اتیَ اللہ بقلبِ سلیم ۔ ⁘

ماخوذ از تالیفِ خاکسار " التنویر بذکرِ الامیرؒ "

⁘ .. ⁘ .. ⁘

باب اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۂ اورادِ فتحیہ

موسوم بہ

اَنفَاسِ قُدسیّہ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفیٰ

امّا بعدُ

حضرات! ہم اِس وقت اہلِ زمانہ کی غفلت اور ان کی حقیقت ناشناسی کے پیشِ نظر حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اذکار قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بندۂ کمترین از خود کچھ عرض نہیں کرے گا، بلکہ انتباہ فی سلاسل اَولیاء اللہ میں حضرت سید المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ "وظائفِ کبرُویّہ" کے زیرِ عنوان فارسی میں قلم بند فرمایا ہے، راقم الحروف آپ ہی کی عبارت شریفہ کا خلاصہ پیشِ نظر رکھ کر ہدیہ قارئین کرے گا۔ پھر مزید اطمینان کی خاطر شاہ صاحبؒ کی فارسی عبارت بھی من وعن پیش کریگا، تاکہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ برصغیر ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے تمام

مکاتبِ فکر علماء و فقہاءِ اسلام کے شیخ الشیوخ اور استاذ الاساتذہ ہیں رحمہم اللہ علیہم ۔

اب آپ حضرت شاہ صاحبؒ کی فارسی عبارت کا خلاصہ ملاحظہ فرمادیں :۔

فصل اوّل | سلسلۂ کبرویہ کے طریق وظائف کا نمبروار اور بالترتیب بیان

۱۔ جونہی صبح صادق اچھی طرح ظاہر ہو جائے تو فجر کی سُنّت کی دو رکعتیں پڑھکر اور سلام پھیرنے کے بعد ایکسو بار "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" پڑھے ۔ اس کے بعد فجر فرض کی دو رکعتیں پڑھے ۔

حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : کہ

"جب میں سراندیپ میں حضرت آدم علیہ السّلام صفی اللہ کا قدم گاہ دیکھنے کیلئے گیا تو میں نے اس روز صبح کے وقت ایک عجیب و غریب خواب دیکھا، کہ اکثر مشائخ کرامؒ اس فقیر کی ملاقات کے لئے روحانی طور پر حاضر ہوئے جن میں حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز تھے ۔ حضرت میر سیّد علی ہمدانیؒ فرماتے ہیں : کہ میں نے حضرت نجم الدینؒ سے خواب ہی میں دریافت کیا : کہ حضرت ! اذکار و اوراد میں کونسا ذکر زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور کس کا زیادہ ثواب

ہے ؟ فرماتے ہیں، کہ حضرت نجم الدین کبریٰؒ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا
میں نے ان تمام اخبار و احادیث صحیحہ کا مطالعہ کیا ہے جو اذکار
اوراد کے باب میں وارد ہیں، تو غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ
جو فضیلت و ثواب " سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ
الْعَظِیْم " میں پایا جاتا ہے وہ اجر و ثواب کسی اور ذکر و وظیفہ
میں نہیں پایا ۔"

حضرت میرؒ فرماتے ہیں: "کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا اور حضرت
نجم الدین کبریٰؒ کے جواب پر غور کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی وہ حدیثِ مبارک یاد آئی جب سید المحدثین حضرت محمد بن اسمٰعیل
البخاری عطر اللہ مرقدہٗ نے بخاری شریف کے جلد دوم کے اختتام پر
لائے وہ یہ ہے کہ سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ
حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ (وھما) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ [له] "

ترجمہ: " دو کلمے ہیں زبان پر آسان اور ہلکے، میزانِ عمل میں

له : یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے۔ لیکن " وبحمدہٖ
استغفر اللہ " کے الفاظ دوسری کتب احادیث سے ماخوذ ہیں۔
بخاری شریف میں یہ کلمات درج نہیں ہیں۔

بہت بھاری اور وزن دار ہیں اور پروردگار رحمٰن کو بہت پیارے اور محبوب ہیں، یعنی : " سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۔" (اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ، اور اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو اپنی عظمت و بزرگی میں بہت ہی برتر ہے)۔

۲ = اور شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدینؒ نے فتوحاتِ مکّیہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی فجر کی نماز پڑھ کر اس تسبیح کو ایکسو بار پڑھے گا اس کو برکت حاصل ہوگی، اور وہ صفائے ذہنی مشاہدہ کرے گا۔ اسی طرح جو کوئی اس دُعا کو فجر کی سُنّتوں کے بعد پڑھے گا، جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، یعنی : " اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً ..... الیٰ اٰخر " پھر فرض نماز (فجر) شروع کریگا تو اللہ جلّ شانہٗ اس کے گناہوں کو مغفرت فرمائے گا۔"
(نوٹ : یہ دُعا آگے آئے گی، انشاءاللہ)

سلسلۂ کبرویہ کا دوسرا ذکر اور ورد اورادِ فتحیہ

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ عمل مذکور کے بعد نماز فجر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرے، بعد از سلام فوراً اورادِ فتحیہ شروع کرے اور فرماتے ہیں کہ اورادِ فتحیہ قیمتی برکات میں سے ہیں اور

اس کا کلمہ، کلمۂ خیر و برکت کا موجب ہے اور جو شخص خضوع و خشوع کے ساتھ اورادِ فتحیہ پڑھے گا وہ اس کی برکت کا ضرور مشاہدہ کرے گا۔ اتنا ہی بلکہ وہ چودہ سو اولیاء اللہ کی ولایت سے حصّہ پائے گا۔ اور فرماتے ہیں: کہ اگر اس اوراد کے فضائل و خواص بیان کئے جائیں گے تو بہت وقت صَرف ہوگا، کیونکہ آنجناب (حضرت علی ثانیؒ) نے ساری عمر شریف میں معمورۂ عالم کی تین مرتبہ سیر کی ہے اور چودہ سو اولیاء کاملین رحمہم اللہ اجمعین سے ملے ہیں۔ ان میں سے چار سو اولیاء کرامؒ کو سلطان محمد بندۂ خداؒ کی مجلس میں دیکھا ہے اور ہر ولیؒ سے رخصت ہوتے وقت دعاء اور رقعہ کی التماس کی ہے اور ان رقعوں کو اپنے جامۂ مبارک کے ساتھ مُرقع کر لیا ہے، اور اِن دعاؤں اور ذکروں کو جو بے اختیار ان کی زبانِ فیض ترجمان پر جاری ہوئے تھے، جمع کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس اوراد کا مجموعہ تیار ہوگیا۔ اور خود حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں: کہ جب میں بارہویں مرتبہ کعبہ شریف کی زیارت کے لئے گیا تو مسجدِ اقصیٰ میں پہنچا یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش (مراد حضرت میرؒ) کی طرف تشریف لا رہے ہیں، اور میں اٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے حاضری کا شرف حاصل کیا،

اور عرض سلام سے فراغت پاکر آپؒ نے اپنے آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور مجھ سے فرمایا "خذ ھٰذہٖ الفتحیہ" یعنی اس "فتحیہ" کو لے لو۔ آپؒ فرماتے ہیں، جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مقدس سے لیا اور نظر کی، تو یہی "اورادِ فتحیہ" تھی اور اسی اشارہ سے اس مجموعۂ اذکار کا نام "اورادِ فتحیہ" رکھا گیا۔ وَاللّٰہُ الھَادِیْ اِلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْم۔ اس طرح اب اورادِ فتحیہ کی فضیلت و برتری دوسرے بہت سے اذکار پر ثابت ہوئی۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی

تیسرا وظیفہ: ختمِ میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

وہ یہ ہے کہ پہلی آدھی رات کو اُٹھے اور تازہ وضو کرے اس کے بعد دو رکعت بہ نیت نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہ ۱۵ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرے اور سلام پھیرنے کے بعد "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" ایکہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھ کر پھر "یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیّ" ایکہزار (۱۰۰۰) مرتبہ پڑھے۔ اس کے بعد "یَا بُدُّوْحُ" ایکہزار ایک (۱۰۰۱) مرتبہ پڑھ کر اپنا سر اپنے گریبان میں جھکائے اور مراقبہ کرے اور دیکھے کہ عالمِ غیب سے کیا چیز مشاہدہ ہوتی

ہے۔ مراقبہ سے فراغت کے بعد پھر دو رکعت نفل پڑھے اور ان کا ثواب حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو بھیجے۔ انتہیٰ۔

یہ تھا حاصل ترجمہ اس عبارت کا جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں طریق وظائف سلسلہ ہمدانیہ کے زیر عنوان تحریر فرمایا ہے۔

اب ہم اس مقام کی اہمیت کے پیش نظر آپ شاہ ولی اللہ صاحب کی اصلی فارسی عبارت بھی ملاحظہ فرماکر راقم مؤلف کے لئے دعائے خیر دارین فرمائے:

"فارسی عبارت"

"کیفیت اوراد و اوقات سلسلہ کامل الحقق الصمدانی علی الثانی میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہٗ العزیز آنست کہ چوں سپیدی صبح صادق بدمد دو رکعت نماز سنت ما مرا گذارد و چوں سلام بدہد این تسبیح را صد بار بخواند کہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" نقل است از آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہ در منشہ خود نوشتہ اند کہ دراں وقت کہ بسر اندیپ بہ زیارت قدم گاہ آدم صفی رفتم چوں نزدیک آں قدم گاہ رسیدم سحرگاہ واقعہ

عظیم شدہ کہ جمع کثیر از مشائخ کبار بدیدن ایں درویش آمدند
آزاں جملہ شیخ نجم الدین کبریٰ بود قدس اللہ سرہٗ العزیز دراں
حالت از شیخ سوال کردم از اذکار کدام فاضل ترست کہ
بمواظبت آں قریب بندہ بحق میسر شود شیخ فرمود کہ در جملہ
اخبار و احادیث صحیحہ نظر کردم آں عظمتے کہ دریں تسبیح یافتم
در ہیچکدام نیافتم چوں بخود باز آمدم ایں حدیث آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بخاطر آمد کہ "کلمتان خفیفتان علی اللسان
ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن وھما سُبحان
اللہ وَبِحمدِہٖ سُبحان اللہ العظیم وَبِحمدِہٖ اَستَغفِرُاللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شیخ محی الدین بن العربی
قدس اللہ سرہٗ العزیز در فتوحات آوردہ است کہ ہرکہ بامداد و
صد بار ایں تسبیح بگوید ویرا ہیچ گناہ نماند و ایں از وصایائے
مشائخ است کہ ہرکہ مداومت نماید برکت و صفائی آن را
مشاہدہ خواہد کرد چوں صد بار بخواند ایضاً ایں دعا کہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما از سالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم روایت می کند کہ میان
سُنّت و فریضۂ بامداد بخواند
اَللّٰھُمَّ اِنّیٓ اَسئَلُکَ رَحمَۃً ..... تا آخر۔" بخواند بعدہٗ

فریضہ نماز بامداد بگذار چوں سلام دہد بہ اوراد فتحیہ خواند مشغول شد کہ از برکات انفاس ہزار و چہار صد (۱۴۰۰) ولی کامل جمع شدہ است و فتح ہر یک ازاں در کلمہ بود است ہر کہ از سر حضور ملازمت نماید برکت و صفائی آں مشاہدہ خواہد نمود از ولایت ہزار و چہار صد ولی نصیب باید واللہ ولی التوفیق اکنون اگر فضائل و خواص ایں اوراد گفتہ شود بتطویل انجامد چرا کہ آں حضرتؒ در مدت عمر خود معمورہ عالم را سہ نوبت سیر کردہ اند و ہزار و چہار صد ولی کامل را یافتہ اند و چہار صد را از ایشان در یک مجلس سلطان محمّد خدائے بندہ دیدہ اند و از ہر ولی در وقت وداع دعائے و رقعۃ التماس نمودہ اند و آں رقعہا را جامہ خود مرقع کردہ اند و آں ادعیہ و اذکار را کہ بے اختیار بر زبانِ ایشان جاری مے شدہ جمع ساختہ اند ایں اوراد شدہ است منقول است از ہمان حضرت کہ چوں دوازدہم بار بزیارت کعبہ رفتم بہ مسجد اقصٰے رسیدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را واقعہ دیدم کہ بجانب ایں درویش می آیند برخاستم پیش رفتم و سلام بگفتم از آستینِ مبارک خود جزوی بیرون آوردند و ایں درویش را فرمود کہ خذ ھذہ الفتحیہ یعنی

بگیر این فتحیہ را چوں از دستِ مبارک حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گرفتم و نظر کردم ہمیں "اوراد" بودند بدین اشارت "اورادِ فتحیہ" نام کردہ شد

گرفتم و نظر کردم ہمیں اوراد بودند بدین اشارت اورادِ فتحیہ شد " وَاللّٰہُ الھادی اِلیٰ صِراطٍ مُّسْتَقِیْم ، فذکراہ اورادِ فتحیہ بہ تمامہا و وجدت بخط سیدی والوالد قدس سرہٗ ختم میر سیّد علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ اوّل نیم شب برخیزد و وضو تازہ کند دو رکعت نفل ادا نماید و در ہر رکعتے بعد سورۃ فاتحہ پانزدہ بار سورۃ اخلاص بعد از سلام یکہزار بار بگوید بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم بعد ازاں ہزار بار بخواند " یَا خفی الا لطاف ادرکنی بِلُطْفِکَ الخفی " بعدہٗ ہزار دیگر بار " یَا بدوح "بخواند و سر بگریبان فرد بردہ مراقبہ کند بہ بنید از عالمِ غیب چہ چیز مشاہدہ میشود بعد از فروغ دوگانہ بثواب حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ بخواند ، انتہی ۔"

ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب حضرت نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کے اصلی جواب پر یہ اعتراض کرلے کہ ' احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے : "اَفْضَلُ

الذِّکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ "، یعنی، سب سے بہترین ذِکر لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ ہے، اور پھر یہ کلمہ شریف قرآنِ حکیم کی ایک آیتِ کریمہ کا جُزو بھی ہے۔جیسا سورۃ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں اِرشادِ باری ہے،
فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ،
پس ظاہر ہے کہ تِلاوتِ قرآن پاک اگرچہ ایک ہی آیت یا جزوِ آیت ہو وہ بالاتفاق اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ وَاکرمُ الطاعت ہے ـــ تو پھر کس طرح ابو الجناب حضرت نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ کا جواب درُست اور حضرت میر سیّد علی ھمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی تائید صحیح قرار دی جاسکتی ہے۔

اِس اعتراض کا جواب !

....ـ وَاللّٰہُ اعلم، یہ ہے کہ حضرت میر سیّد علی الھمدانیؒ کا خواب سحر کے وقت، جیسا کہ گذر گیا ـــ پس سوال کا تعلق وقتِ سحر کے ذکر کے ساتھ تعلق، اور حضرت نجم الدین کبریٰؒ کا خواب بھی سحر کے وقت کے ذکر سے متعلق ہے۔ اور اس پر آیت بلند پایہ :
"وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ " کہ باخدا لوگ راتوں کے آخری وقتوں میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے خواستگار ہوتے ہیں اسی طرح حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے جواب کی تائید سورۃ احزاب کے اس آیتِ کریمہ سے بھی ہوتی ہے :

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا o وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا o (آیت ۴۱، ۴۲) ——— یعنی حضرت شیخ کا مطلب ہے بلحاظِ وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ افضل اور بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ اور رہا کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا افضل ذکر ہونا، بلحاظ عموم اوقات ہے۔ حضرت شیخ صاحبؒ کی فارسی عبارت کا پہلا ہی جملہ ہمارے جواب کی تائید کرتا ہے۔

بہرحال۔ تسبیح مذکور انفرادی صورت میں پڑھے یا اجتماعی۔ اس میں دونوں باتوں کی گنجائش ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ خود لکھتے ہیں، کہ حضرت میر رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو کشمیر اور خراسان میں زیادہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف یہاں اجتماعی صورت میں پڑھنے سے نیک آگاہ تھے۔ اور پھر اس پر انکار اور بدعت کا لفظ نہیں فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ اجتماعی طریقہ سے ہر قسم کے اذکار جہر غیر مفرط کے پڑھنے میں مکمل جواز ہے، ورنہ حضرت شاہ صاحبؒ خود اس کی صحت فرماتے۔ جیسا کہ مجددینؒ اور علماءِ صالحینؒ کا دستور ہے۔ پھر یہ ہند و پاک ہی کے نہیں بلکہ عرب و عجم کے استاد ہیں۔ جب انہوں نے حدیثِ مذکور اپنے عمل پر رکھا، تو پھر آجکل کے رسالہ خوانوں کو شرم آجانی چاہئے جو تسبیح مذکور کے پڑھنے سے

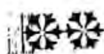
یا تو انکاری ہو جاتے ہیں یا اس کے جہراً پڑھتے وقت ناک چڑھاتے ہیں۔ پھر اس لادینیت اور دہریت کے زمانہ میں اصلاحِ امت اور تعلیم مسلمین کے لئے اس کا جہراً پڑھنا تریاقِ اکبر سے کچھ کم نہیں ہے۔

شاہ صاحبؒ نے جس دعا کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کے بعد پڑھے جس کی روایت آپؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف فرمائی ہے وہ پوری دعا یہ ہے:

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِھَا شَعَثِیْ وَتُصْلِحُ بِھَا دِیْنِیْ وَتَحْفَظُ بِھَا غَائِبِیْ وَبِھَا شَاھِدِیْ وَتُبَیِّضُ بِھَا وَجْھِیْ وَتُزَکِّیْ بِھَا عَمَلِیْ وَتُلْھِمُنِیْ بِھَا رُشْدِیْ وَتَرُدُّ بِھَا اُلْفَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِھَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ۔"

ترجمہ: " اے اللہ! میں آپ سے ایسی رحمتِ خاصہ کا سوال کرتا ہوں، جس سے آپ میرے دل کو ہدایت فرمائیں گے اور جس سے مجھے اطمینانِ کُلّی نصیب ہو۔ اور جس سے تو میری پریشان حالی کی درستی فرمائیں گے، اور جس سے تو میرے دین کی اصلاح فرمائیں گے اور اس کی برکت سے آپ میرے نامۂ اعمال کو بلند درجہ عطا فرمائیں گے۔ اور ایسی

رحمت کا خواستگار ہوں جس سے آپ قیامت کے دن میرے چہرے کو روشنی فرمائیں، (اور جس سے آپ اے اللہ! میرے عملوں کو پاک وصاف بنائیں گے۔) اور میرے محبت کا اضافہ فرمائیں گے، اور جس سے آپ مجھے ہر بُرائی اور ناپسندگی سے حفاظت فرمائیں گے۔"



ضروری نوٹ :-

اورادِ شریف کے بعض کلمات کی شرح لکھنے سے قبل ہم نے "ذکرِ الٰہی" کی اہمیت و فضیلت وعظمت پر ایک مقالہ سپردِ قلم کیا کیونکہ اورادِ شریف اذکار مسنونہ کا ایک دلپذیر انتخاب ہے اور اس مضمون کے بعد پہلے آپ فضیلت بسم اللہ ملاحظہ فرمائیں گے کیونکہ آنجناب نے اسی آیتِ بلند پایہ سے یہ تالیف لطیف ترتیب دی ہے اگرچہ کشمیر میں لوگ بعد نمازِ فجر صدیوں سے یہ اوراد کلمہ استغفار سے شروع کرتے ہیں اور اس طرح وہ متابعت سنّت نبویؐ کرتے ہیں ہاں فجر نماز کے بغیر دن میں جب بھی اجتماعی یا انفرادی طور قراتِ اوراد کی جاتی ہے تو تعوذ و تسمیہ کے ساتھ شروع کی جاتی ہے جیسا کہ خانقاہ معلی سرینگر میں آنجنابؒ کے دور سے رائج ہے باقی تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ نسخہ جاتِ اورادِ شریف میں کلمہ استغفر اللہ سے پہلے آیتِ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مرقوم ہے۔



ذکرِ الٰہی کی اہمیت و عظمت



فصل دوم

اَللّٰہ جل شانہٗ، سورۂ بقرہ میں فرماتا ہے :

فَاذکرونی اَذکرکُم وَاشکروالی وَلاتکفرون ۝

"(یعنی) تم مجھے یاد کرو، میں بھی تم کو یاد کروں گا۔ اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کیا کرو۔"

علماءِ اسلام نے اس بات پر بحث کی ہے کہ بندہ کا خدا تعالیٰ کو یاد کرنے اور خداوند تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنے کے کیا معنی ہیں۔؟ تو اس سلسلے میں رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے آیت مبارکہ کے یہ معنی کئے ہیں : "اُذکرونی بطاعتی اَذکرکُم بمعونتی۔" کہ تم اپنی عبادت بندگی سے مجھے یاد کرو، تو میں تم کو اپنی فتح و نصرت سے یاد کروں گا۔" جیسا کہ یہی معنی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے:
وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُم سُبُلَنَا ہ" کہ جو لوگ میرے راستے پر چلنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں، تو ہم ضرور ان کو اپنے راستوں پر چلائیں گے۔

۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ آیتِ مبارکہ کی اس طرح تشریح فرمائی ہے : "اُذکرونی بطاعتی اَذکرکُم بِمَغْفِرتی۔" یعنی، تم مجھے بندگی سے یاد کرو میں تم کو اپنی

بخشش و مغفرت سے یاد کرونگا ــــ" جیسا کہ دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہوا ہے :

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ " یعنے، کہ تم اللہ اور اُس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بندگی اور تابعداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔"

۳ ۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث آیہ مبارکہ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے ۔

" فَاذْکُرُوْنِیْ بِطَاعَتِیْ اَذْکُرْکُمْ بِثَوَابِیْ ۔" یعنے، کہ تم مجھے طاعت و فرمانبرداری سے یاد کرو، تو میں تم کو ثواب سے یاد کروں گا ــــ" یعنی، تمہاری طاعت و فرمانبرداری کو ضائع نہیں ہونے دونگا۔ جیسا کہ قرآن حکیم کے سورۃ الکہف میں یہی معنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا :

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ○ " کہ بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ہیں، تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر و ثواب کسی طرح ضائع نہیں کریں گے ــــ"

۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا،
" مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ فَقَدْ ذَکَرَ اللّٰہَ وَاِنْ قَلَّتْ صَلَاتُہٗ،

وَصِیامُہٗ وَتِلاوتُہٗ القُرآن وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ فَقَدْ
نَسِیَ اللّٰہَ وَاِنْ کَثُرَتْ صَلاتُہٗ، وَصِیامُہٗ وتِلاوتُہٗ
القُرآن۔" یعنی، جس نے احکامِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا ہے
تو اسی نے اللہ کا ذکر کیا ہے، یعنی وہی ذاکر ہے۔ گو اس کی نماز، اس
کا روزہ اور اس کی تلاوتِ قرآن کریم کم ہو۔ اور جس نے خداوند تعالیٰ
کے احکام کی نافرمانی کی اس نے خدا تعالیٰ کو بھلا دیا، اور ذاکروں کے
دفتر سے اس کا نام خارج کیا گیا ہے، گو کہ اس کی نمازیں، روزے
اور تلاوتِ قرآن پاک کی بہت ہوں۔"

۴۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیتِ متذکرہ
بالا کا یہ معنی کیا ہے:

"کَفٰی بِالتَّوحِیدِ عِبَادَۃً وَکَفٰی بِالْجَنَّۃِ ثَوَابًا۔" یعنی
وحدتِ الٰہی کی گہرائی تک پہنچنا عبادت کے لئے کافی ہے، اور
جنّت جزاءِ اعمال کے اعتبار سے بندہ کے لئے بہت زیادہ ہے۔"

۵۔ حضرت ابن کیسان رحمۃ اللہ علیہ نے آیتِ صدر کے یہ معنی کئے ہیں:

"فَاذْکُرُونِی بِالشُّکْرِ اَذْکُرْکُمْ بِالزِّیَادَۃِ۔" کہ تم
مجھے میرے احسانات پر شکر و ثنائ سے یاد کیا کرو، میں تم کو زیادتی
اور مزید نعمتوں اور بے شمار احسانات سے یاد کروں گا۔

جیساکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسری آیت مبارکہ میں یہی مطلب

فرمایا : لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ۔ " کہ تم اگر میری نعمتوں کی شکر گذاری کروگے تو میں ضرور ان میں اضافہ کروں گا اور اگر ناشکرے ہوگے تو میں تم سے سلبِ نعمت کروں گا ۔"

۶ ۔ بعض علماءِ اسلام نے آیتِ زیرِ بحث بالا کے یہ معنی کئے ہیں :
" اُذْکُرُوْنِیْ بِالتَّوْحِیْدِ وَالْاِیْمَانِ اَذْکُرْکُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالْجِنَانِ ۔" اگر تم مجھے توحید و ایمان کے ساتھ یاد کروگے، تو میں تم کو اونچے درجوں اور جنّتوں سے یاد کروں گا ۔"

جیسا کہ دوسری آیتِ مبارکہ میں اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے :
وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ..... الخ ۔ " اے نبی ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپؐ ان لوگوں کو خوشخبری دیجئے کہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کے لئے بہشت کے ایسے باغات ہیں کہ جن کے نیچے سے نہرے بہتی ہیں ۔"

۷ ۔ بعض علماءِ کرامؒ نے زیرِ عنوان آیتِ کریمہ کا مطلب اس طرح لیا ہے : " اُذْکُرُوْنِیْ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ اَذْکُرْکُمْ فِیْ بَطْنِھَا اِذَا انْسَلَخَ اَھْلُھَا ۔ " یعنی، کہ تم مجھے سطحِ زمین پر زندگی میں یاد کرو ۔ میں تم کو اس وقت یاد رکھوں گا جب تم زمین میں (یعنی قبروں میں) ہوں گے ۔ "

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"رَأَيْتُ اَعْرَابِيًّا وَاقِفًا يَوْمَ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ وَهُوَ يَقُوْلُ اِلٰهِيْ عَجَّتْ اِلَيْكَ الْاَصْوَاتُ بِضُرُوْبِ اللُّغَاتِ يَسْئَلُوْنَكَ الْحَاجَاتِ وَحَاجَتِيْ اِلَيْكَ اَنْ تَذْكُرَنِيْ عِنْدَ الْبَلَاءِ اِذَا نَسِيَنِيْ اَهْلِيْ۔" یعنی:۔
"میں نے میدانِ عرفات میں عرفہ کے روز یہ دعا کرتے ہوئے کھڑے ایک اعرابی کو دیکھا۔ جو یہ کہہ رہا تھا: کہ اے میرے پروردگار! بندوں کی قسم قسم کی آوازیں تمہاری طرف بلند ہوئیں کہ یہ سب اپنی اپنی حاجت تجھ ہی سے نہایت عاجزی سے مانگتے ہیں، اور میری حاجت بس تیری طرف یہ ہے کہ تو مجھے اس وقت یاد کرلے جب کہ میرے اہل وعیال نے مجھے بھلادیا اور فراموش کیا ہو ـــــ"

۸۔ بعض علماءِ کرامؒ نے اس آیت مبارکہ کا معنی یہ لیا ہے:
"اُذْكُرُوْنِيْ فِي الدُّنْيَا اَذْكُرْكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ـــــ" اے میرے بندو! تم مجھے دنیا میں یاد کرو، اللہ! اللہ! لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو، میں تم کو آخرت میں یاد رکھوں گا۔ اور تمہارے ذکر کو ضایع نہیں ہونے دوں گا۔ بلکہ یہ کلمات توحید آڑے وقت تمہارے کام آئیں گے۔

۹۔ بعض عالموں نے آیت بالا کا اس طرح مطلب سمجھایا ہے:
"اُذکرُونی بالطّاعاتِ اَذکرکُمْ بالمعافات، دلیلہ قَولہٗ تعالیٰ (مَن عَمِلَ صَالحاً مِنْ ذکرٍ اَوْ انثیٰ وَ هُوَ مومِنٌ فلنحْیِیَنّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔"

"کہ اے میرے بندو! تم مجھے طاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ یاد کیا کرو، تو میں تم کو دنیا میں عفو و عافیت اور صحت و سلامتی سے یاد رکھوں گا۔"

فرماتے ہیں:۔ کہ اس پر یہ دلیل دیتے ہیں، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں، کہ جو باایمان مرد اور باایمان عورت نیک کام کرے، ہم اس کو ضرور پاک اور برتر زندگی عطا فرمائیں گے۔

۱۰۔ بعض علماءِ اسلام نے آیتِ زیبِ عنوان کا مطلب اس طرح بیان کیا ہے:

"اُذکرُونی بالخلأ وَ المَلأ اَذکرکُمْ بالخلأ والملأ۔"

"اے میرے بندو! تم مجھے تنہائی اور مجلسوں میں یاد کرو، تو میں بھی تم کو تنہائی اور مجلسوں میں یاد رکھوں گا۔"

فرماتے ہیں کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ بعض احادیثِ قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے (متن کا ترجمہ اس طرح ہے)

"میں اپنے بندہ کے گمان کے بالکل نزدیک ہوں۔ پس وہ

جیسا چاہے ویسا ہی گمان میرے ساتھ کرے ۔۔۔۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں ، اور اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں ۔۔۔۔ اور اگر وہ (بندہ) مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اس مجلس میں یاد کرتا ہوں جو اس کی مجلس سے بہت بہتر ہے ۔۔۔۔ اور جو بالشت برابر میرے نزدیک ہو جائے تو میں اُس سے ایک گز کے قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے نزدیک ایک گز کے قریب ہو جاتا ہے تو میں اس سے ایک کلائی کے قریب ہوتا ہوں ۔۔۔۔ اور جو شخص پیدل میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں ۔۔۔۔ اور جو بندہ میرے پاس روئے زمین بھر کر گناہ لے کر آتا ہے تو میں اسی مقدار میں اُس کی طرف مغفرت و بخشش لے کر آتا ہوں ۔۔۔۔ لیکن شرط ہے کہ وہ (بندہ) میرے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرائے ۔۔۔۔"

ضمناً عرض ہے کہ اس حدیث پاک (قدسی) سے ذکر لسانی اور ذکر قلبی یا ذکرِ خفی و جہری اچھی طرح ثابت ہوتی ہے ۔

۱۱ ۔ بعض حضرات نے آیتِ صدر کا یہ مفہوم لیا ہے :

اُذْکُرُونِی فِی النِّعْمَۃِ وَالرَّخَاءِ اَذْکُرْکُمْ فِی الشِّدَّۃِ وَالْبَلَآءِ ۔" ـــ یعنی :- اے میرے بندو! تم مجھے نعمت و خوشحالی میں میرا ذکر کرو، میں تم کو سختیوں اور مصیبت کے موقعوں میں یاد کروں گا کہ وہ مصیبتیں تم سے ٹال لوں گا ۔

ـــ افسوس ہے کہ ہم :

خوش حالی و بے فکری میں دُنیا کے کام دھندوں میں پھنس جاتے ہیں اور اپنے پاک پروردگار کو بھول جاتے ہیں، اور مصیبت اور تکلیف کے موقعوں پر خداوند تعالیٰ یاد آنے لگتا ہے ۔ اسی کو حضرت شیخ کامل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : ؎

جنّۃ کہ ہوسے دوزخ چہ دَنی دیر پچھی کران عبادت
کہ ایہی ژہ کن بے غرضہٗ کس آسیہ دِلس تژہ دمعت

بہرحال جس عالم نے آیت " فَاذْکُرُونِی اَذْکُرْکُمْ " کا یہ معنی مراد لیا ہے انہوں نے اس کی صحت پر آیتِ ذیل سے استدلال کیا ہے ۔ کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے :

فَلَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِی بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔"

پس، اگر وہ یعنی حضرت یونس علیہ السلام تسبیح پڑھنے والوں میں نہ ہوتا تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا ـــ "

اس آیتِ مبارک کی تشریح سے عوام و خواص واقف اور باخبر ہیں البتہ تسبیح پڑھنے والوں کی اس آیتِ کریمہ سے بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خداوند تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے سے بڑی بڑی بلائیں ٹل جاتی ہیں ــــ مگر افسوس ہے کہ بعض نادان تو اب تسبیح و تہلیل پڑھنے کو بدعت یا تضیع اوقات قرار دیتے ہیں، معاذاللہ ـ ایسے ہی لوگوں کی بہکی باتوں سے آج ہماری قوم مصیبتوں اور سخت آزمائشوں میں گرفتار ہے ـ

حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" ایک شخص نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بادشاہی اور ان کی جاہ و حشمت دیکھ کر تعجب کیا ، تو حضرت سلیمانؑ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا : کہ تیرا ایک دفعہ سُبحان اللہ پڑھنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی پاکی و تحمید کرنا میری اس بادشاہت سے بہت بہتر ہے ـ کیونکہ میری سلطنت فنا پذیر ہے جو ایک دن ضرور ختم ہوگی ، مگر تیری تسبیح ہمیشہ زندہ جاوید رہے گی ـ "

اللہ اکبر ! اسی مضمون کو حضرت خاقانی ؒ نے اس شعر میں فرمایا :

؎ پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

اسی مضمون کو حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان

الفاظ میں فرمایا ہے :

"إِنَّ العبدَ إِذا كانَ دَعَّا فی السَّرَّآءِ فَينزلُ بِهِ البلآءُ فيقُولُ الملائكۃُ ، يا ربَّنا عبدُكَ قَدْ نَزَلَ بِهِ البلآءُ فيشفعُونَ لہُ فيجيبُهُمُ اللّٰہُ تعالٰی وَ اذا لم يَكُنْ دَعَّا قَالوا اَلآنَ فَلَا يشفعُونَ لَہُ بيانہُ قِصَّةُ فِرعُونَ اَلآنَ اٰمنتَ وَقَدْ عصيتَ مِن قبل ...الخ

یعنی :۔ جب بندہ مسرّتوں اور شادمانیوں میں پروردگار کریم کے روبرو دستِ بدعا ہوتا ہے، اور اس کے احکام پر کاربند ہوتا ہے اور اس حالتِ شادمانی و مسرّت میں خداوند تعالٰی کو یاد رکھتا ہے۔ جب ایسا بندہ بیمار یا سختی میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے لئے فرشتے پیشِ پروردگار شفاعت کر کے عرض کرتے ہیں : کہ، مولا ! یہ تیرا بندہ خوشی اور شادمانی میں تجھے یاد کرتا تھا، آج سختی میں گرفتار ہے۔ تو اللہ تبارک و تعالٰی اس بندہ کے حق میں فرشتوں کی شفاعت قبول فرماتے ہیں اور اس بندے سے وہ سختی دور فرماتے ہیں۔ اور اگر بندے کی عادت ایسی نہ ہو بلکہ خوشی اور شادمانی میں اس نے اپنے مولائے کریم کو بھلا دیا ہو تو اس کے لئے فرشتے کوئی سفارش نہیں کرتے، بلکہ اس کے لئے وہی کہتے جو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام

نے فرعون کو کہا تھا جب اُس نے اپنے اور اپنی لشکر کو سمندر میں ڈوبتے ہوئے دیکھا۔ تب فرعون نے کلمہ پڑھنا چاہا، تو حضرت روح الامین علیہ السّلام نے فرمایا: "نہیں! اب تمہارا کلمہ پڑھنا تجھے کسی کام کے نہیں آئے گا۔ اب تک کہاں تھا۔ پناہ بخدا، اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور فریب کاری کا یہی انجام ہے۔

۱۲۔ بعض حضرات نے آیتِ مبارکہ کا یہ معنی کئے ہیں:
" اُذکرُنی بالتّسلیم والتّفویضِ اَذکرکُمْ باَصلح الاختیارِ بیانُہٗ قولہٗ تعالیٰ وَ مَنْ یتوکّلْ علیَ اللّٰہِ فھُوَ حَسْبُہٗ۔"
یعنی:۔ "کہ تم مجھے تسلیم و تفویض سے یاد کرو، میں تم کو پسندیدہ انتخاب سے یاد کرونگا۔ عادل و حکمران اُسی کو جانتے جو اُس نے بندہ کے لئے بہتر جانا اور اس پر خوش اور راضی رہے ــــ یہ ایسا ہے جیسا کہ فرمایا گیا! "کہ جو کوئی اللہ جل شانہٗ پر توکّل اور بھروسہ کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کو کفایت فرمائے گا۔"

نوٹ:۔ تفویض و تسلیم کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھے اور کام کاج، سعی و تلاش نہ کرے، بلکہ اپنی بھرپور کوشش کرکے ربّ کائنات پر مکمل اعتماد کرے، کہ وہی ہے جو بندہ کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ بشرطیکہ بندہ کے کام میں اخلاص و نیک نیتی ہو۔

۱۳۔ کچھ علمائے اسلام نے مقدم الذکر آیت مبارک کے یہ معنی کئے ہیں:
" اُذْکُرُوْنِی بِالشَّوْقِ وَالْمَحَبَّۃِ اَذْکُرْکُمْ بِالْوَصْلِ وَالْقُرْبَۃِ۔" یعنی:۔ اے میرے بندو! تم مجھے پورے شوق و محبت سے یاد کرلو، تو میں تم کو وصل و نزدیکی سے یاد کروں گا۔" یعنی ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی میں جب بندۂ خدا اپنے پورے شوق و محبت کا اظہار کرے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ بارگاہِ الٰہی کے مقامِ وصل و قُرب میں داخل ہوا۔ بس پھر کیا کہیئے کہ اس کے جو خالق عالم کا پڑوسی اور رفیق بنا، پھر کس کی طاقت ہے کہ اس کو ستائے یا ایذا رسانی کرے۔ تاریخ اسلام یاد فرمائیے تو مشکل معاملات خود بخود حل اور آسان ہوں گے۔

۱۴۔ کچھ اور علمائے اسلام نے اس آیت بابرکت کے یہ معنی کئے ہیں:
یعنی ترجمہ:۔
کہ اے میرے بندو! تم مجھے میری عظمت و بزرگی اور حمد و ثنا سے یاد کرو، تو میں تم کو جود و عطا اور بہترین عوض و بدلہ دینے سے یاد کروں گا۔

افسوس ہے کہ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے ہم روز بروز اسلام کے احکام سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اور خود ساختہ خیالات و اعمال کو فروغ دینے میں مشغول ہوتے ہیں۔ حالانکہ شاعر مشرق حضرت

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کی تھی۔

؎ بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

۱۵۔ بعض جلیل القدر علمائے کرام رحمہم اللہ نے آیت متلوّہ مقدّم کے یہ معنی فرمائے ہیں:

"اُذْكُرُوْنِي بِالتَّوْبَةِ اَذْكُرْكُمْ بِغُفْرَانِ الْحُوْبَةِ۔"

کہ "اے میرے بندو! تم مجھے توبہ اور استغفار سے یاد کرو، تو میں تم کو تمہارے گناہوں کی مغفرت سے یاد کروں گا۔"

گویا اس آیہ مبارکہ میں توبہ اور استغفار کرنے کی تاکید ہے۔ مگر کوئی ہے جو سچے دل سے بارگاہِ ربِّ کائنات سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے، اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کے لئے عزم و ارادہ رکھتا ہے...؟

۱۶۔ بعض حضرات نے آیتِ شریفۂ صدر کی اس طرح تشریح فرمائی ہے:

"اُذْكُرُوْنِي بِالدُّعَاءِ اَذْكُرْكُمْ بِالْعَطَاءِ۔"

کہ "تم مجھے سوالِ دُنیا سے یاد کرو، میں تم کو داد و دہش اور عطا و بخشش سے یاد کروں گا۔ یعنی اپنی حاجتیں اور ضرورتیں مجھ ہی سے پیش کرو اور میرے قانون پر چلتے رہو، تو میں تمہارے مطابق

ومقاصد پورے کروں گا۔"

۱۷۔ اور اس آیتِ شریفہ کا کچھ علمائے کرامؒ نے یہ مطلب نکالا ہے:

"اُذْکُرُوْنِی بِالسُّؤَال اَذْکُرْکُمْ بِالنَّوَال ۔"

یعنی یہ کہ، "تم مجھے درخواست اور سوال سے یاد کرو تو میں تم کو بخشش اور عطاءِ جزیل سے یاد کروں گا۔"

یعنی: "وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔" کہ:

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں گے تو ان سے فرمائیے: کہ میں (اللہ) اُن سے بالکل قریب ہوں۔ میں سائلوں کی درخواست قبول کرتا ہوں جب کہ وہ مجھ سے ہی اپنی درخواستیں پیش کریں گے ۔۔۔ مگر یاد رکھیے کہ غذائے حرام کھانے والوں اور بدنظروں اور ظالموں کی دُعا بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبول نہیں پاتی۔

۱۸۔ کچھ اور حضرات نے آیتِ صدر کی تفسیر ان لفظوں کی ہے:

"اُذْکُرُوْنِی بِلَا غَفْلَۃٍ اَذْکُرْکُمْ بِلَا مُہْلَۃٍ ۔"

یہ کہ، "تم پورے عزم و یقین کے ساتھ اور غفلت چھوڑ کر مجھے یاد کرو تو میں تم کو بلا تاخیر یاد کر کے تمہاری مطلب برآوری کروں گا۔"

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں دیر ہے اور نہ اندھیر، بلکہ قصور اپنا

ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

١٩۔ بعض اکابرِ اُمت نے اس آیت مبارکہ کا تفسیر ان الفاظ میں فرمایا:

"اُذکُرُونِی بِالنَّدَم اَذکُرکُم بِالکَرَم۔"

کہ، تم مجھے پوری ندامت و پشیمانی سے یاد کرو، تو میں تم کو اپنے کرم و بخشش سے یاد کروں گا۔" مطلب یہ کہ، دعا کرنے والے کے دل میں پہلے یہ یقین ہونا چاہیئے کہ میں، اللہ جلَّ شانہٗ (مَلِک الجبار) کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا ہوں۔ لہذا دعاؤں میں عاجزی، نیستی اور اپنے گناہ سامنے ہونے چاہیئے اور شکستہ دل ہو کر اپنے ربّ کریم سے مانگ جو مانگنا ہو اور یقین رکھو کہ پھر اُدھر (بارگاہِ خداوندی میں) سے عطا اور بخشش میں دیر نہیں لگے گی۔ ہاں یہ ضرور ہے:

کہ دعا کرنے والا ان آداب کا پورا اہتمام کرے تب اس کی دعا بارگاہِ ایزدی میں قبول ہوگی۔ غفلت بھرے دِل کی دعا ردّ ہوتی ہے۔ آدابِ دُعا، کو خاکسار نے اپنی بعض تالیفات میں جمع کیا۔ ضرورت پڑے تو ان کا مطالعہ فرمادیں۔

٢٠۔ بعض حضرات نے آیتِ مبارکہ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا:

"اُذکُرُونِی بِالتَّوَصُّلِ اَذکُرکُم بِالتَّفَضُّلِ۔"

یعنی: "کہ، تم مجھے گناہوں سے بچکر پوری پاکی و عظمت سے یاد کرو، تو میں تم کو فوقیت و فضیلت کی ادائیگی سے یاد کروں گا۔"

۲۱۔ کچھ اور علماءِ کرام نے آیت مذکورہ کا اس طرح مطلب لیا ہے:

"اُذْكُرُونِي بِالْإِخْلَاصِ اَذْكُرْكُمْ بِالْخَلَاصِ۔"

کہ، تم مجھے پورے اخلاص اور نیک نیتی سے یاد کرو، تو میں تم کو نجات سے یاد کروں گا۔"

۲۲۔ بعض اکابر علماء نے آیتِ زیرِ عنوان کا ترجمہ اس طرح کیا ہے

"اُذْكُرُونِي بِالْقُلُوبِ اَذْكُرْكُمْ بِكَشْفِ الْكُرُوبِ۔"

کہ "تم مجھے سچے دل سے یاد کیا کرو، تو میں تم کو مصیبتوں اور سختیوں سے دور رکھ کر یاد کروں گا۔" شاعر کہتا ہے ؎

تو مگو مارا بداں شاہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

۲۳۔ کچھ حضرات زیرِ بحث آیت مبارکہ کا یہ مطلب لیا ہے:

"اُذْكُرُونِي بِلَا نِسْيَانٍ اَذْكُرْكُمْ بِالْاِيمَانِ۔"

یعنی، کہ تم ہمیشہ فراموشی کے بغیر مجھے یاد کرو، تو میں تم کو ایمان کی نعمت سے سرفراز کروں گا۔"

نوٹ :۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی دعا قبول ہوتی

ہے جو اپنے ربّ اور اس احکام و احسانات کو ہمیشہ یاد کرلیا کرے تو اللہ جلّ شانہٗ اسی کی دُعا قبول فرماتا ہے ــــ اور یہ بھی واضح رہے کہ شریعت کے ہر حکم اور فرمان میں اپنے اپنے خواص اور شرائط ہیں۔ اسی طرح ذِکرِ الٰہی میں بھی مخصوص شرطیں ہیں۔ نتیجہ اسی وقت ظہور پذیر ہوگا جب کہ اس میں وہ خواص اور شرائط پائی جائیں گی، اور پھر جس مقصد کے لئے ذِکر کرنا ہے وہ پاک اور مقدس عند اللہ ہونا چاہیئے۔ وہ صرف قُربِ الٰہی اور رضائے رحمانی کی طلب اور دنیوی کاموں کے لئے دُعاؤں کے علاوہ محنت اور جد وجہد بھی بہت ضروری ہے ــ حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں۔ ؎

جد و جہدم بود بہر روی یار
نے زِ بہر علم رسمی گوشدار

...○...

۲۴۔ بعض حضرات نے زیر عنوان آیت مبارکہ، یعنی:

(فَاذْکُرُونِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن) سورۃ البقرہ

("ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں بھی تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو، اور ناشکری نہ کیا کرو۔")

کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں:۔

"اُذْکُرُوْنِیْ بِالْاِفْتِقَارِ اَذْکُرْکُمْ بِالْاِقْتِدَارِ۔"

یعنی: کہ "تم محتاج اور فقیر بنکر مجھے یاد کرو، تو میں تم کو طاقت و

حکمرانی عطا کرکے یاد کروں گا۔"

لہٰذا! اقتدار کے بندوں کو انسانوں کے بجائے ربِّ کائنات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ربُّ العالمین ہی طاقت و حکمرانی اور عزّت و شوکت عطا فرمانے پر پوری قدرت رکھتا ہے ــ جیسا کہ قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو اس طرح ادا فرمایا ہے: ؎

چند گردی گرد ہر در اے علیؔ
مرہم ایں ریش از داروی اوست

۲۵۔ بعض حضرات نے آیتِ مذکورہ کا معنیٰ و مطلب اس فرمایا ہے:

" اُذْکُرُوْنِی بِالْاِعْتِذَارِ وَالْاِسْتِغْفَارِ اَذْکُرْکُمْ بِالرَّحْمَۃِ وَالْاِغْتِفَارِ۔" یعنی: "تم مجھے عذر و خواہی اور طلبِ مغفرت سے یاد کرو، تو میں تم کو رحمت و مغفرت سے یاد کروں گا۔" مطلب یہ ہے کہ عابد و ذاکر کو اپنے عبادت و ذکر پر نظر نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس کو اپنے گناہوں اور کوتاہیوں

پر نظر ہونی چاہیئے۔ اگر وہ مصیبت میں گرفتار ہے تو اس بات کا یقین کرے کہ " از ماست کہ بر ماست"

اللّٰہُ اَکْبَرُ ! ہمارے نبی معظم حضرت محمد عربی صلی اللہ و آلہ وسلم بعض اوقات اِن کلماتِ شریفہ سے دُعا فرماتے تھے : کہ'

" اِنْ تَغْفِرِ اللّٰھُمَّ فَاغْفِرْ جَمًّا فَاَیُّ عَبْدٍ لَکَ لَا اَلَمَّ

مولا ! ہر گاہ، تو مغفرت سے ہم کو نوازے، تو ہماری ہر ہر بات اور ہر ہر گناہ کا مغفرت فرما، ورنہ کون سا بندہ ہے جس نے کوئی سہو خطا اور لغزش و گستاخی سر زد نہ ہوئی ہو۔" مَاشَاءَ اللّٰہُ ! یہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کمال عبدیت کی نشانی ہے ۔ اسی کو حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْن کہتے ہیں : کہ نیکوکاروں کی نیکیاں بھی مقربین حضرت ذاتِ ذوالجلالؔ کے سامنے گناہ ہوتے ہیں اور پیغمبر آخر الزمان حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی یہ مقدس تعلیم ہوتے ہوئے بھی کچھ اُمتیوں کا اترانا اور اکڑنا اور جزاءِ اعمال سے غافل رہنا کتنا بڑا گناہ ہے، بلکہ عابدوں اور ذاکروں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ مستانہ وار یہ شعر گنگناتے ہیں۔ ؎

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر
قلمِ عفو بر گناہم کش

۲٦۔ بعض علماءِ کرام نے آیتِ صدر کے یہ معنی کیئے ہیں :

"اُذْکُرُوْنِی بِالْاِیْمَان اَذْکُرْکُمْ بِالْجِنَانِ ـــ" یعنی کہ تم مجھے پورے ایمان واعتقاد سے یاد کرو، میں تم کو جنت دے کر یاد کروں گا ـــ"

یعنی: ذاکرِ حقیقی وہ ہے جس کا دل ربِّ کریم کی رضامندی سے معمور و مسرور ہو اور اس میں بناوٹ اور تکلّف نہ ہو۔ بلکہ وہ ایمان اور اعتقاد میں پختہ ہو، وہی آخرت میں جنّت کا مستحق ہے۔

۲۷۔ آیتِ مبارکہ مذکور کا قریب یہی ہے، جنہوں نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :

"اُذْکُرُوْنِی بِالْاِسْلَامِ اَذْکُرْکُمْ بِالْاِکْرَامِ ـ" یعنی کہ! تم مجھے اسلام و فرمانبرداری سے یاد کرو، تو میں تم کو پوری عزت سے یاد کروں گا ـــ" ہاں! مگر یاد رکھیئے کہ ایمان فعلِ قلبی ہے اور اسلام افعالِ بدن سے تعلق رکھتا ہے اور دونوں میں مطابقت ہونی چاہیئے، وہ بھی قرآن و سنّت کے مطابق۔ اور خالص دعویٰ قبول بارگاہِ یزدانی میں قبول نہیں ہے ـــ اور عصرِ حاضر میں جو آپ زبانی دعوؤں کا طمطراق سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ اسے سُن کر، دیکھ کر پڑھیئے :

ایں مدعیان در طلبش بے خبرانند
کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

۲۸۔ بعض علماءِ کرام نے آیتِ مبحوث عنہا کا یہ ترجمہ کیا ہے:
" اُذکُرُونِی بالقلب اَذکُرکُم بکشف الحجب۔"
کہ، تم مجھے سچے دِل سے یاد کرو، تو میں تم سے ظاہری حجابات اور بشری پردے ہٹا کر یاد کروں گا۔" یعنی: اے بندے! جب تم مجھے سچے دل سے یاد کروگے تو میں تم سے ظاہری پردے ہٹا دوں گا اور اس قابل بناؤں گا کہ تم اپنی آنکھوں سے حقائق اشیاء ملاحظہ کروگے۔

ادعیہ ماثورہ میں وارد ہے: " اللّٰھُمَّ اَرِنا حقائقَ الاشیاءِ کَمَا ھِیَ۔" یعنی: " اے اللہ! ہم کو اشیاء عالم کی حقائق اسی شان سے دِکھائے جیسا کہ واقعی وہ موجود ہیں۔" عارف جب اس مقام پر فائز المرام ہوگا، تو پھر ماشاء اللہ اس کی عبادت کے کیا کہنے۔ آہ! حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں:
"جملہ عالم در حجاب اندر حجاب۔"

۲۹۔ بعض عارفوں نے آیتِ متلوہ فی الصدر کے یہ معنی کئے ہیں:
" اُذکُرُونِی ذِکرًا فانیًا اَذکُرکُم ذِکرًا باقِیًا۔"
میرے بندو! مجھے وقتی ذِکر سے یاد کرو، تو میں تم کو دائمی ذِکر کی

سعادت سے نوازوں گا۔" دھوکہ نہ کھائیے یہ ذکر، ذکرِ خدا فنا نہیں ہوتا، بلکہ بندہ فانی ہے۔ اس لئے اُس کا سلسلۂ ذکر بھی سدابہار اور غیر فانی ہے۔ زہے سعادت و توفیق۔ ؎

اے آنکہ در ملک خویش پاینده توئی
وز دامن شب برصبح نما ینده توئی
کارِ من بیچاره قوی بستہ شده
بکشائے خدایا کہ کشاینده توئی

۲۰۔ اس آیت بلند پایہ کے معنی بعض حضرات نے اس طرح کئے ہیں:
"اُذْكُرُونِي بالابتهال اَذْكُرْكُمْ بالافعال۔"
یعنی:۔ "تم مجھے پوری عاجزی و انکساری سے یاد کرو، تو میں تم کو پوری بزرگی کے ساتھ یاد کروں گا۔" مطلب یہ کہ "جو بندہ جتنی عاجزی و نیستی ربّ الارباب کی بارگاہ میں ظاہر کرے، تو اللہ جل شانہٗ اس کو پوری عزت و عظمت اور شان و شوکت سے یاد کرتا ہے۔ ؎

تو مگو مارا بداں شاہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

۲۱۔ بعض علمائے اسلام نے اس آیت بلند پایہ کے معنی اس طرح سمجھا کر بیان کئے ہیں:۔
"اُذْكُرُونِي بِالتَّذَلُّلِ اَذْكُرْكُمْ بِمَغْفِرَةِ الزَّلَلِ۔"

یعنی : " تم مجھے ذلّت و خواری سے یاد کرو ، تو میں تمہیں تمہاری لغزشوں کی مغفرت سے یاد کروں گا ـــــ "

۳۲ ـ اُذْکُرُوْنی بالاعتراف اَذْکرکُمْ بمحوالاقتراف ـ "

یعنی : " کہ تم مجھے اپنے گناہوں کے اقرار و اعتراف سے یاد کرو ، تو میں تم کو تمہارے گناہوں کے مٹانے سے یاد کروں گا ـ "

۳۳ ـ اُذْکُرُوْنِی بصفاءِ السرّ اَذْکُرْکُمْ بخالِصِ البِرّ ـ "

یعنی : " کہ ، تم مجھے صفاء باطن سے یاد کرو ، تو میں تم کو خالص نیکی سے یاد کروں گا ـــــ "

۳۴ ـ اُذْکُرُوْنی بالصِّدْقِ اَذْکرکُمْ بالرِّفق ـــــ "

یعنی : " کہ تم مجھے سچائی سے یاد کرو ، تو میں تم کو رِفق و مہربانی سے یاد کروں گا ـ "

۳۵ ـ اُذْکُرُوْنی بالصَّفوِّ اَذْکرکُمْ بالعفو ـــــ "

یعنی : " کہ تم مجھے برگزیدہ جان کر یاد کیا کرو ، تو میں تم کو عفو و بخشش سے یاد کروں گا ـــــ "

۳۶ ـ اُذْکُرُوْنی بالتَّعظِیم اَذْکُرْکُمْ بالتَّکرِیم ـــــ "

یعنی : " کہ ، تم مجھے پوری عزت و تعظیم سے یاد کرو ، تو میں تم کو انعام و اکرام سے یاد کروں گا ـ "

افسوس [illegible] یہ ناطق

احکام ہیں تو دوسری طرف یہ عابد و ذاکر مجالس عبادت و ذکر میں بھی بے ادبانہ، گستاخانہ طریقہ پر حقہ سگریٹ نوشی فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ! پھر بھی یہ ذاکر و عابد ہیں ـــــ یاد رکھو، ربّ العالمین کے دربار میں جب آیا کرو گے تو پورے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا کرو۔ اور حضرت مولانا رومیؒ کی یہ نصیحت یاد رکھا کریں۔ ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ॰ بے ادب محروم گشت از فضل ربّ
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ॰ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

۳۷۔ بعض علماءِ اسلامؒ نے آیتِ مذکورہ: (فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ) (سورۂ بقرہ)۔" نے یہ معنی فرمائے ہیں، کہ: "اُذْكُرُونِي بِالْجهد اَذْكُرْكُمْ بِاتمامِ النعمة۔"
یعنی: کہ تم پوری حقِ عبودیّت اور مکمل جدوجہد سے مجھے یاد کرو، تو میں تم کو تکمیلِ نعمت کر کے یاد کروں گا۔"

۳۸۔ مشہور عارف باللہ حضرت ربیعؒ نے اس آیتِ زیب عنوانِ ذِکر کا اس طرح مطلب بیان فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ ذَاكِرٌ مَنْ يَذْكُرُهٗ وَزائدٌ لِمَن يَشكُرهٗ وَمُعَذِّبٌ لِمَن يَكفُرهٗ۔" یعنی: "اللہ تعالیٰ ذاکروں کا خود ذِکر فرماتے ہیں، اور ان نعمتوں کی قدر شناسی

فرماتے ہیں، اور کفرانِ نعمت کرنے والوں کو عذاب و سزا میں گرفتار فرماتے ہیں۔

۳۹۔ مشہور محدّث حضرت السّدی رحمتہ اللہ علیہ نے آیت بالا کی تحقیق میں فرمایا: "لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی اِلَّا ذَکَرَہٗ، لَا یَذْکُرُہٗ مُؤْمِنٌ اِلَّا ذَکَرَہٗ بِالرَّحْمَۃِ وَلَا یَذْکُرُہٗ کَافِرٌ اِلَّا ذَکَرَہٗ بِالْعَذَابِ" یعنی، کہ "کوئی بندہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا۔ ہاں، جب مومنِ صادق اس کو یاد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو رحمت سے یاد کرتا ہے۔ اور جب کافر اس کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب و سزا سے یاد کرتا ہے۔"

اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ آپ ظالموں سے کہیے کہ وہ مجھے یاد نہ کریں، کیونکہ میرا (اللہ جلّ شانہٗ) قاعدہ ہے کہ میں اپنے یاد کرے والوں کو یاد کرتا ہوں۔ اور میری یاد ان ظالموں کو یہی ہے کہ جب وہ مجھے یاد کرتے ہیں تو میں ان پر لعنت بھیجتا ہوں ــــ لہٰذا ظلم خواہ وہ کتنی اچھی شکل و صورت میں نمودار ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایجاد کرنے والوں پر لعنت بھیجتا ہے ــ تمام گناہوں سے بدترین گناہ ظلم ہے، خواہ وہ کسی فرد کی طرف سے ہو یا کسی جماعت کی طرف۔ خواہ حاکم کی طرف سے یا رعایا کی

طرف سے ۔ وَلنعم ما قیل ؎

۴۰۔ حضرت ابوعثمان النہدی رحمۃ اللہ علیہ آیتِ زیر بحث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کس وقت مجھے یاد کرتا ہے۔ جب سائلوں نے اس کی اصلیت دریافت کی، تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ ۔ "تم مجھے یاد کرو، تو میں تم کو یاد کرونگا۔"

۴۱۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السّلام کو وحی آئی ہے: یَا دَاؤُدُ بِی فَافْرَحُوْا وَبِذِکْرِی فَتَنَعَّمُوْا ۔" اے داؤدؑ! مجھ سے خوش رہو، اور میرے ذکر سے نعمتیں حاصل کرو۔"

حضرت امام ثوریؒ فرماتے ہیں: "لِکُلِّ شَیْءٍ عُقُوْبَۃٌ وَعُقُوْبَۃُ العَارِفِ انقطاعُہٗ عن ذکر اللّٰہ ۔" یعنی، کہ ہر چیز کے لئے آفت ہے، عارف کی آفت یہ ہے کہ وہ یادِ خدا بھول جائے اور اللہ جل شانہٗ کے اعتماد کے بجائے اپنی ایجاد کردہ شبر نگی پر اعتماد کرے۔

اور بعض علماءِ اسلام نے فرمایا: "اِذَا تمکّنَ الذِّکْرُ مِنَ القلب فَاِذَا اَدنَا منہ الشَّیطانُ صَرَعَ کمَا یصرعُ انسانُ اِذَا دَنَا منہ الشیطانُ فیقولُونَ مَا لھٰذا فیقالُ مَسَّہٗ الانسُ ۔" یعنی، "جب ذکرِ الٰہی مومن صادق کے دل میں قرار پکڑتا ہے تو اس حال میں اگر شیطانِ لعین اس کے قریب ہو جائے تو وہ

دیوانہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ انسان شیطان کے چھونے اور نزدیک ہونے سے دیوانہ ہوتا ہے، تو اس وقت کہا جاتا ہے کہ یہ شیطان کیسے دیوانہ ہوا۔ جواب ملتا ہے؛ کہ "ذاکر اور باخدا انسان نے اس کو چھوا ہے۔"

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَا اَعرِفُ مَعصِیَۃً اَقبَحَ مِن نِسیَانِ ھٰذَا الرَّبِّ الکَرِیم۔" یعنی: اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے اور اسکی ذکر کو چھوڑنے سے کوئی خیر بدتر اور زشت تر نہیں ہے۔"

وَقِیلَ الذِّکرُ الخَفِی لَا یَرفَعُہُ المَلَکُ لِاَنَّہ لَا اِطلَاعَ لَہ عَلَیہِ فَھُوَ سِترٌ بَینَ العَبدِ وَ بَینَ اللّٰہِ۔" یعنی فرشتے ذکرِ خفی پیش پروردگار نہیں کرتے، کیونکہ بندہ کو حالتِ ذکر کا تفصیلی علم نہیں ہوتا۔ بلکہ ذکر بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک سرِّ مکنون اور سربستہ راز ہے وہ خود اس کا بدلہ بندہ کو دے گا۔

فصل نمبر ۳

حضرات! اب تک آپ نے آیتِ ذکر کے مندرجہ بالا اکتالیس ۴۱ معنوں کے علاوہ ذکر کی مزید فضیلت و فوقیت ملاحظہ فرمائی ہے۔ عقلمند اور مخلص مسلمان کے لئے اسی میں کفایت ہے۔ لیکن آپ کے مزید فائدہ کے لئے اور بھی چند قرآنی آیات بصورتِ ذکر۔

پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے :۔

۱۔ سورۃ الاعراف میں ارشادِ باری ہے ،

وَاذْكُر رَّبَّكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝

ترجمہ: " اور اپنے پروردگار کو صبح و شام زاری اور ڈر سے حدِ اعتدال سے آواز بلند کئے بغیر یاد کر لیا کرو، اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔"

یاد رکھنا چاہیئے کہ دل میں ہمیشہ عظمت و جلالِ حق کے استحضار کو ذِکرِ قلبی کہتے ہیں۔ یہ بڑے عارفین کا کام ہے ، اور اسی کو ذِکرِ قلبی کہتے ہیں۔ اور یہ کہ اسی کے بارے میں " دُوْنَ الجہر " استعمال فرمایا ہے ۔ دوسرا ذِکر ، ذِکرِ لِسانی ، یعنی زبان سے یاد خدا کرنا ، یعنی عوام کا کام ہے۔ عام اصطلاح میں اوّل کو ذِکرِ خفی اور دوسرے کو ذِکرِ لِسانی کہتے ہیں۔

ذکرِ جہری

دونوں قسم کا ذِکر یعنی ذِکرِ خفی اور ذِکرِ جہری ، نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں اور جس قسم کے ذِکر سے بھی مسلمان کو شوق و ذوق پیدا ہو جائے اور اخلاص کامل میسر ہو جائے ، اس کے لئے وہی افضل ہے ۔ مزید براں اس سے ناواقف مسلمان اذکارِ الٰہی سے واقف ہوتے ہیں ،

خاص کر اس زمانہ میں جب کہ شرعی تعلیم اور دینی مدارس ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ البتہ ذکرِ جہری حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کر پائے ــــ بہرحال تفصیل ردّ المختار میں موجود ہے، اور جہاں تک ہو سکے ذکرِ الٰہی کے بابِ رحمت کو بند کرنے کی نامبارک کوشش کسی بھی جانب سے نہیں ہونی چاہیئے۔

۳۔ سورۃ الجمعہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

یعنی: "یادِ خدا کثرت سے کرتے رہو، اور پھر اپنی کامیابی کی اُمید رکھو"

دیکھیئے، اس آیتِ مقدسہ میں مطلقاً کثرت سے یادِ خدا کرنے کا حکم ہے، اس میں کوئی شمار نہیں۔ اور جو کوئی جس کثرت سے ذکرِ ربِّ جلیل کرے اس کو اُسی قدر ثواب بھی ہوگا، اور پھر اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ذکر کرنے والوں کو کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔

بعض مفسرین کرام نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر اس طرح کی ہے، کہ "یادِ خدا نماز ہی میں نہیں بلکہ تمام احوال میں اُس کے ذکر و یاد میں مشغول رہو۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر ظاہر و باطن کی دل(؟) کا سبب ہے اور دُنیا و آخرت کی تجارت کا باعث۔

اس سلسلے میں یہ رباعی ملاحظہ ہو۔ ۵

از ذکرِ خدا مباش یک دم غافل
کز ذکر بود خیر دو عالم حاصل
ذکرات کہ اہلِ شوق را در ہمہ وقت
آسائشِ جان ناشد رامشِ دل

۳۔ سورۃ الاحزاب میں ارشادِ ربِّ کائنات ہے:
وَالذّٰاكِرِينَ اللّٰهَ كَثِيرًا وَّالذّٰاكِرَاتِ أَعَدَّ لَهُم مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا ۝

یعنی: "اللہ تعالیٰ نے بہت سے یادِ خدا کرنے والے مردوں اور بہت سی یادِ خدا کرنے والی عورتوں کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے"
دیکھئے، دینِ حق کتنا سہل اور آسان ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اس آیتِ مبارکہ میں مطلق ذکر کا لفظ استعمال کیا ہے۔ پست آواز اور اونچی آواز سے کوئی بحث نہیں، اس سے مانعینِ جہر غیر مفرط کو عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہیئے۔ لوکانوا یفقہون۔

۴۔ نیز اسی سورہ یعنی سورۃ الاحزاب میں یہ بھی ارشاد ہے:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا

كَثِيْرًا وَ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلاً ۝

یعنی: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو" اور صبح و شام کے اوقات میں اس کی پاکی کر لیا کرو۔"

حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: کہ علماء لغت کے نزدیک آصال، اَصِیْل کی جمع ہے۔ "وھو مَابَیْنَ العَصْرِ والمَغرِب۔" یعنی: عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو اصال کہتے ہیں۔ جیسا کہ عَشِیّ زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب کے درمیانی وقت کا نام ہے۔ عصر و مغرب کے درمیان نفل مکروہ ہے اور اسی طرح فجر نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک بھی نوافل مکروہ ہیں اس لئے حکم دیا گیا کہ یہ اوقات بھی غفلت سے نہ گذارو اور ان اوقات میں بھی ذکرِ الٰہی کرتے رہو۔ بلکہ ان وقتوں میں تسبیح و تہلیل و دیگر کلمات ماثورہ اور اورادِ شریفہ سے اپنے دِل و دماغ کا زنگار دُور کرتے رہو۔

۵۔ اسی مضمون کو حق تعالیٰ نے سورۃ قٓ میں اسطرح ارشاد فرمایا:

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَ مِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝

یعنی: "اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ ان کی باتوں پر صبر فرمائیے، اپنے ربّ کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے، اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجیے اور فرض نمازوں کے بعد بھی حاصل معنی یہ ہوا کہ ذِکر اللہ میں اور اس کی فکر میں لگے رہیئے، تاکہ اُن کے اقوالِ کفریہ کی طرف توجہ نہ ہو۔ ہمیں بھی ذِکر اللہ میں رہ کر عصرِ حاضر کے خلافِ شرع امور کے دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیئے، تب مسلمان ہوں گے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں یادِ خدا کرنے کی مزید اہمیت

سورۃ الکہف میں اللہ جل شانہٗ پیغمبر قرآنِ حکیم حضرت محمّد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصیحت فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (الکہف ۲۸)

ترجمہ: "اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مُقیّد رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے ربّ کی عبادت محض اُس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں" اور دنیوی زندگانی کے رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں یعنی توجہاں اُن سے ہٹنے نہ پائیں، اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے، اس کا یہ حال حد سے گذر گیا ہے۔"

مطلب یہ کہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستور کے مطابق ایسے صالح مسلمانوں کو اپنی تحویل ہمنشینی اور طول مُجالست سے مشرّف رکھا کریں ـــــ اس آیتِ مقدسہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ، سردارانِ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم کو غریبوں اور شکستہ حال لوگوں سے بیٹھے ہوئے شرم آتی ہے۔ اگر آپ ان کو اپنی صحبت سے جُدا کر دیں تو ہم اسلام لے آئیں گے، اور ہمارے اسلام لے آنے سے بہت سے لوگ اسلام لے آئیں گے ـــــ" اس پر آیتِ مذکور نازل ہوئی۔ جس کا حاصل یہ ہے: کہ یادِ خدا کرنے والے مسلمان کو بظاہر مسکین اور شکستہ حال ہیں۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو اپنی ہمنشینی اور طولِ مُجالست سے مشرّف رکھا کریں اور ان لوگوں کا کہنا نہ مانیں جن کو دِلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل بنایا ہے، اور یہ کہ وہ نفس امارہ کے پیرو بنے ہوئے ہیں جس سے

ان کو اُن غریب اور یادِ خدا کرنے والے مسلمانوں کو چڑ اور نفرت ہے۔ آیتِ کریمۂ اندراج سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں :

(۱) ۔ صبح و شام کے اوقات میں خصوصیت کے ساتھ یادِ خدا کرنے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب و نزدیکی حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ بزرگانِ دین کا اب تک شیوہ اور دستور رہا ہے۔

(۲) ۔ اسلام غریبوں اور بے کسوں کا حقیقی سہارا اور غمخوار ہے۔

(۳) ۔ اسے دُنیا پرستوں اور خداوند تعالیٰ سے غفلت برتنے والوں کی نفرت ہے۔

(۴) ۔ اسلام رنگ و نسل اور وطنیت و قومیت سے بالاتر رہ کر لوگوں کو خدائے واحد سے محبت و آشتی سے ملاتا ہے۔

۵ ۔ یادِ الٰہی سے غفلت و سستی برتنے والوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ بے زار ہے۔

انہی نکات کی طرف ایک دانائے زمان شاعر نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ ؎

حسنؓ ز بصرؓ، بلالؓ از حبشؓ، صہیبؓ از رومؓ
ز خاکِ مکّہ بوجہل این چہ بوالعجبی است

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر و فکر اور اس کی پاکی و عظمت دل و زبان سے دُھرانا اصل مقصود ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ طٰہٰ،

آیت : رَبِّ اشۡرَحۡ لِی ..... کا آخری حصّہ :

"کَیۡ نُسَبِّحَكَ کَثِیۡرًا وَّ نَذۡکُرَكَ کَثِیۡرًا ۝ " : کہ ہم کثرت سے تیری پاکی بولیں اور کثرت سے تیری یاد کریں۔"

اسی طرح اس سورۂ شریفہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت موسیٰ و حضرت ھارون علیہما السّلام کو حکم فرماتے ہیں : " وَلَا تَنِیَا فِیۡ ذِکۡرِیۡ" یعنی : میری یاد میں تم سستی نہ کرو۔" بلکہ ھر وقت متعدد انواع ذِکرِ تبلیغِ رسالت، احکامِ شریعت، خلق اللہ کی رہبری، ذکرِ قلبی اور ذکرِ لسانی سے مجھے یاد کر لیا کرو ۔

غرض یہ عبدیّتِ کاملہ یادِ خدا سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یعنی ذِکر ہو اُس معبودِ حقیقی سے ڈر کر، اور دِل میں خوف و رَجا ہو، ورنہ اگر ذکرِ الٰہی زبان پر اور دل میں ناپاک اغراض ہوں تو اس ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ۔

بہرحال، اللہ جلّ شانہٗ قرآنِ پاک میں اپنے بندوں کو اپنے ذِکر و یاد کی طرف ترغیب دیتا ہے۔ اور اپنے ذِکر و یاد سے منہ موڑنے والوں کو سخت وعید و ترہیب کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو :

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَهُمۡ مَعِیۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی " جو میری یاد سے رُوگردان ہو جائے تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا۔"

بعض مفسّرین نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے ، کہ دُنیا میں تنگی کے جینے سے مراد ہے کہ دُنیا میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر و نصیحت سے اعراض کرنے والے حرام کمائی، بُرے عملوں اور رُفناعت سے زندگی بسر نہ کرنے میں مبتلا ہوں گے۔ مزید برآں دُنیا کی حرص و آز میں گرفتار ہو کر رہیں گے ۔

بعض علماءِ کرام نے فرمایا : "مَعِيشَةً ضَنكًا ۔" سے مراد عذابِ قبر اور جہنّم میں زقّوم کی غذا ان کو ملے گی ، اور روزِ قیامت اللہ کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔ انہیں جہنّم ، اور جہنّم میں مختلف قسم کے عذابوں کے ـــــ پناہ بخدا !

بعض مفسّرین نے معیشۃً ضنکا " سے یہ معنی لیئے ہیں : کہ یادِ الٰہی سے غفلت برتنے والوں کا دل ہمیشہ بے قرار و بے چین رہے گا ، کہ وہ ہر وقت حرص و لالچ اور صرف دُنیا کی ترقی کی فکر میں رہیں گے ۔

بہر حال ! کاملِ ذاکر وہ ہے جو مذکورہ آیاتِ قرآنی میں فنا ہو جائے ، یعنی بندہ فرمانِ الٰہی کی اطاعت میں اس طرح محو ہو جائے کہ اُس کی یاد بِہلے سے قرار پائے ۔ اور اس کی یاد و ذکر چھوڑنے سے ماہی بے آب کی مانند تڑپ جائے ۔ اور اسی قسم کے ذکرِ الٰہی اور یادِ خدا سے بندہ فلاحِ دارین حاصل کر سکتا ہے ۔

• سورۃ النور، میں یادِ خدا کرنے والوں کی فضیلت اس طرح مذکور ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا

اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○

رِجَالٌ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ

اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ؕ

یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ○

ترجمہ: "ان گھروں میں جنھیں اللہ نے بلند کرنے کا حکم دیا ہے، اور اُن میں اس کا نام لیا جاتا ہے، اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، ان میں صبح و شام وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے اور اُس دن (قیامت) سے ڈرتے ہیں، جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے ــ"

نوٹ:ـ بُیوت' اور گھروں سے مسجدیں مراد ہیں ـــ اور ذکر سے ذکرِ لسانی، ذکرِ قلبی اور نمازوں کے اوقات میں مسجدوں میں حاضری مراد ہے ـــ خلاصۂ گذارش یہ ہے کہ آیت میں مسجد اور

بیرونِ مسجد میں علاوہ نماز کے یادِ خدا کرنے والوں کو بڑی فضیلت و برتری ثابت ہے۔ "مانعین عن ذکر اللّٰہ" کی نامرادی و ناواقفیت عیاں ہوتی ہے۔

• سورۃ الفرقان میں حضرت اللہ جلّ شانہٗ اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب کرکے فرماتا ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ

بِحَمْدِهٖ ۚ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝

ترجمہ: "اور بھروسہ کیجیئے اس خدائے برتر پر جو کبھی نہ مرے گا، اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر لیا کیجیئے۔ اور وہی کافی ہے، اپنے بندوں کے گناہوں پر باخبر۔"

یعنی: اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح و تمہید کرو، اور اس کی اطاعت کرو، اور اس کا شکر بجالاؤ۔ اس کے بعد آخری سورۃ تک اللہ تعالیٰ عبادِ الرحمٰن کے اوصاف بیان فرماتے ہیں۔

ناظرینِ کرام سے گذارش ہے کہ ان آیاتِ بیّنات کے معنیٰ پر غور فرماویں اور یہ کہ ہم لوگ اسلام کے نام پر، اور اس کے خلاف کرکے دینِ مبین کو کس قدر نقصانِ عظیم پہنچاتے ہیں۔ شعر

بہر رنگ کہ خواہی نام خود نہ * مگر قلبت از شیطان بد تر و کہ

• سورۃُ المزمل میں ارشادِ باری ہے :

وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ۝

یعنی :(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم !) اپنے رَبّ کا نام یاد کرتے رہو، اور سب سے قطع کرکے اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ ۔"

حضرت مولانا تھانوی صاحب اور دیگر علمائے دین رحمہم اللہ نے اس آیت مبارکہ کے حاشیہ پر لکھا ہے ۔یعنی: دن کو وعظ و نصیحت سے فرصت نہ ملے، اس لئے عبادت کے واسطے رات کا وقت مقرر کیا ۔

..... معلوم ہوا کہ ذکر سے یادِ الٰہی مراد ہے اسی سے بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے اور وعظ و تدریس اور تعلیم تلقین سے بھی بندہ اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرتا ہے ۔ اس میں ہوا پرستی اور اقتدار کی ہوس کا نام و نشان کبھی نہیں ہونا چاہیئے ۔

؎ بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست

• سورۃُ الم نشرح میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خطاب کرکے فرماتے ہیں :

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝

پس جب آپ (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) احکام الٰہی سے فارغ ہو جایا کریں تو دوسری عباداتِ متعلقہ بذاتِ خاص محنت سے کیجئے

اور اپنے رَبّ کی طرف متوجہ ہو جایئے۔"

اس آیت کریمہ سے جہاں تبلیغ دینِ الٰہی (اسلام) کی اہمیت ثابت ہے، وہاں ذکرِ الٰہی اور یادِ حضرت معبودِ برحق میں مستغرق رہنا بھی ثابت ہے

بزرگو! قرآن کریم کی مذکورہ آیات مقدسہ سے اذکار و اوراد کی فضیلت و فوقیّت اب آپ کو اچھی طرح ثابت ہوئی ہو گی جیسا کہ ان متذکرہ آیات بیّنات سے عیاں ہوا کہ یادِ خدا کرنے سے ہی ہر دو عالم کی کامیابی حاصل ہوتی ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اور آفتیں دور ہو کر ٹل جاتی ہیں۔... لہٰذا مزید لکھنے یا وضاحت کی ضرورت نہیں بھی۔ اور اب فضیلتِ ذکر میں چند احادیث مبارکہ منتخب کر کے آپ کے پیشِ مطالعہ کرتا ہوں۔ ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف



احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسلسلۂ

ذکرِ الٰہی

فصل نمبر ۲

حدیث ۱ — عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِہٖ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْس "

ترجمہ:۔ "حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ فجر سے فراغت پاتے تھے تو چہار زانو تشریف فرما کر آفتاب اچھی طرح طلوع ہونے تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے —" اس حدیثِ مبارک کی روایت امام ابو داؤد، ابن خزیمہ اور امام طبرانی رحمہم اللہ نے کی ہے — اور حضرت منذری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے : "حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْس حَسَنًا —" یعنی: یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح ظاہر ہوتا تھا —"

حدیث ۲ — عن أَنَسٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ قَالَ : قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلَاۃِ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَۃً۔"

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدالکونین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چار غلام شدہ اولاد آزاد کرنے سے یہ بات بہت محبوب مرغوب ہے، کہ میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو فجر نماز کے بعد آفتاب طلوع ہونے تک یادِ خدا میں مشغول رہتے ہیں، اسی طرح ان لوگوں میں شمولیت کروں جو نماز عصر کے بعد آفتاب غروب ہونے تک یادِ الٰہی میں مشغول رہیں یہ حضرت اسماعیلؑ کے چار اولاد آزاد کرنے سے زیادہ پسند اور مرغوب ہے۔"

حدیث ۳ — عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَۃٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَتْ لَہٗ کَاَجْرِ حَجَّۃٍ وَعُمْرَۃٍ تَامَّۃٍ، تَامَّۃٍ، تَامَّۃٍ۔"

ترجمہ: (حدیثِ مبارک ع۳) " حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات سیّد المرسلین حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص جماعت کے ساتھ نمازِ فجر ادا کرے، پھر اچھی طرح آفتاب طلوع ہونے تک یادِ خدا کرے پھر اشراق کی دو رکعتیں پڑھے، تو اس کو حج و عمرہ کا سا ثواب پورا، پورا اور پورا مل جائے گا۔"

اس حدیثِ مبارک کی روایت حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ اور اس حدیث کو موصوف نے حسن غریب قرار دیا ہے۔ مزید برآں اس حدیثِ مبارک کی روایت حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے کی ہے اور اس میں یہ کلمات بھی ہیں: لَمْ تَمَسَّ جِلْدَتَهُ النَّارُ اَبَدًا۔" کو متقدم الذکر یادِ خدا کرنے والے کے جسم کو کبھی آگ نہیں چھوئے گی۔

مزید برآں اس حدیثِ مبارکہ سے اجتماعی ذکرِ الٰہی کی فضیلت ثابت ہے جیسا کہ پہلی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انفرادی ذکرِ الٰہی کا شرف واضح ہوتا ہے۔

حدیث ۴ — فِی الْاَحْیَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ

فی وَسْطِ الھشیم ـــ"

یعنی: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غفلت شعار لوگوں میں یادِ خدا کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ سرسبز و شاداب درخت کی سوکھی ہوئی زرد گھاس میں ہوتا ہے ـــ"

سُبحَان اللّٰه ! ناظرینِ کرام، اس حدیثِ مبارک سے اندازہ فرمایئے کہ سوکھی گھاس سرسبز و شاداب درخت سے کیا نسبت ہے؟ "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" ـــ ایسے غافلوں کا درجہ اور مرتبہ ذاکرین کے درجوں کے مقابلہ میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں رکھتا ہے۔

حدیث۵ ـــ حضور سرورِ عالم احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

یَقُولُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا مَعَ عَبْدِی مَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ شَفَتَاہُ ـ" یعنی: "اللہ جل ذکرہٗ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے ساتھ اس وقت تک برابر رہتا ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے حرکت میں رہیں۔"

یہ حدیث، حدیثِ قدسی ہے۔ پس یادِ خدا کرنے والوں کا شرف اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ بادشاہِ حقیقی اور عرش مجید کا مالک ساتھ رہتا ہو۔ اور واقعی ہر چیز سے بڑھ کر یہی وسیلہ

مگر افسوس ہے کہ اب ہم اسلام کو روحانیت
اہلِ اسلام کے لئے ہے ـــــ
کے اعلیٰ مقام سے نکال کر مادی تنظیموں کی طرح پیش کرنے پر تلے ہوئے
ہیں۔ حالانکہ بخاری شریف میں حدیثِ مبارک ہے کہ سید المرسلین حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

"لَنْ یُفْلِحَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا اَفْلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا"

یعنی: "میرے پچھلے اُمتی صرف میرے اگلے اُمتیوں کی پیروی سے ہی
کامیاب ہوں گے ــ"

نوٹ: اس سے یہ دھوکہ نہ ہو جائے کہ ہم اسلام کے باقی اعمال کے
منکر ہیں، معاذ اللہ۔ بلکہ ہم بھی ان کو ضروری جانتے ہیں خواہ وہ جہادِ اکبر
ہو یا جہادِ اصغر ـــــ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ بھی محض عباد اللہ کو اللہ
تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے ہے۔ اسلام میں اقتدار کو بڑا مقام حاصل
ہے، مگر بنگلوں اور مال و دولت کے حصول کے لئے نہیں بلکہ وہ
اس لئے لوگوں کو اقامتِ صلوٰۃ، اداءِ زکوٰۃ وَ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ان کو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ ملائیں گے
برادرانِ سوال تو سورۃ الحج کے اس آیتِ مبارکہ پر غور کریں:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○ ـ"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور غالب ہے، (اللہ) جس کو چاہے غلبہ اور قوت دے سکتا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دُنیا میں حکومت دیں تو وہ لوگ خود نماز کی پابندی کریں گے، اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیک کاموں کے کرنے کو کہیں، اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں۔

تنبیہ :۔ اس مقام پر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھیں، کہ اسلام کے جملہ اعمال اور معاملات کی مشروعیّت وجوازیّت کا اس وقت شرعاً تحقق ہوتا ہے جب کہ ان اعمال کی شرطیں پائی جائیں، جیسے کہ نماز کی صحت و درستی کے لئے قبلہ رو ہونا۔ نماز کی جگہ کا صاف و پاک ہونا اہم شرطیں ہیں۔ پس اگر کوئی انجان بجائے دو یا چار رکعتوں کے ہزاروں رکعتیں پشت بہ قبلہ کر کے پڑھے گا، یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جو پاک و صاف نہ ہو تو کیا ایسے شخص کی نماز ہوگی ؟ جواب یہی ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسا شخص مجرم مستحقِ سزا و عتاب ہے۔ یہی حال دینِ اسلام کے تمام اعمال کا ہے کہ وہ شروط خاصہ کے ساتھ مشروط ہیں۔ لہٰذا علماءِ حق پر فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے زمانہ میں پیش آنے والے مسائل و حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے دینی مسائل کو ...

حدیث ۶ — قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَرْتَعَ فِیْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَلْیُکْثِرْ ذِکْرَ
اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ فَقَالَ اَنْ تَمُوْتَ
وَلِسَانُکَ رَطْبٌ بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ — "

ترجمہ، " حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ، جو شخص جنّت کے باغوں کی سیر وسیاحت اور چُن چُن کر اُن کے میوے کھانا پسند کرتا ہے وہ کثرت سے ذکرِ خدا کرلے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا: کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کہ تیری زبان موت کے وقت اللہ کے ذکر (یادِ ربّ الارباب) سے تر اور سرشار ہو۔ "

حضرات! یہ سعادت مرنے والوں کو اسی صورت میں حاصل ہوگی جب کہ اُن کی عمریں، جوانی اور بڑھاپا یادِ الٰہی میں گذری ہوں۔ ورنہ اگر آدمی یادِ الٰہی سے غافل رہا ہو تب یہ سعادت کیسے اور کیونکر حاصل ہوگی۔

سال ہا باید کہ تا یک ...

ہاں، ذاکر کو ذِکر کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رفاقت و نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ اور ذاکر کا دل اللہ جلّ شانہٗ کے ذکر سے تھرّاتا، اور گھبرا کر اس کے حکم کے خلاف کرنے سے گریز کرتا ہے۔

سُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ

حدیث — یادِ خدا کرنے والوں کے مجلسوں کی فضیلت "

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْ بِھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْمَنْ عِنْدَہٗ۔"

ترجمہ: "جب کوئی جماعت کسی مجلس میں ذِکرِ الٰہی کے لیے بیٹھتی ہے تو اس جماعت کو فوراً فرشتے اپنے احاطہ میں لیتے ہیں اور ملائکۂ رحمت سے اُسے ڈھانپ لیتے ہیں اور حضرت اللہ جلّ شانہٗ اس جماعت کا ذکرِ خیر اپنے پاس والے فرشتوں سے فرماتا ہے۔"

نوٹ: اس سے بڑھ کر مجالسِ ذکرِ الٰہی کا کیا فائدہ ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بندوں کا ذکرِ خیر خود فرماتا ہے۔ اور اس حدیث مبارک سے اجتماعی رنگ میں یادِ خدا کرنا ثابت ہوتا ہے، خواہ اہلِ مجلس ذکرِ خفی کرتے ہوں یا ذکرِ جہری میں مشغول ہوں۔

۸
حدیث ــــ مَا مِنْ قَوْمٍ اجتمعوا یذکرون اللہ تعالٰی لَا یُرِیْدُوْن بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْھَہٗ اِلَّا نَادَاھُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَکُمْ قَدْ بُدِّلَتْ لَکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ حَسَنَاتٍ ــ"

ترجمہ : ایسی کوئی قوم اور جماعت نہیں ہے کہ جو صرف یادِ خدا کرنے کے لئے کسی جگہ جمع ہو جائے، مگر آسمان سے ایک پکارنے والا فرشتہ ان کو پکار کر کہتا ہے ؛ کہ "اٹھو اس مجلس سے اس حال میں کہ اللہ تعالٰے نے تمہیں مغفرت فرمائی ہے اور یہ کہ اس نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے ــ"

۹
حدیث ــــ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرُوا اللہَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا کَانَ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ـ"

ترجمہ : "جب کوئی جماعت کسی مجلس میں بیٹھ جائے اور اس میں ذکرِ الٰہی نہ کرے، درود بر ذاتِ مقدسہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھے ایسی جماعت پر قیامت کے دن اپنی محرومی ثواب پر حسرت اور پشیمانی ہوگی ــ"

حدیث ۱۰ ــــ عَنْ اَبِی هریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

السُّوقَ وَقَالَ أَرَاكُمْ هٰهُنَا وَمِيْرَاثُ رَسُوْلِ، رَسُوْل اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ يُقَسَّمُ فِى الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّاسُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَتَرَكُوا السُّوقَ فَلَمْ يَرَوْا مِيْرَاثًا فَقَالُوْا يَا أَبَاهُرَيْرَةَ مَارَأَيْنَا مِيْرَاثًا يُقَسَّمُ فِى الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَاذَا رَأَيْتُمْ قَالُو رَأَيْنَا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ وَيَقْرَوْنَ الْقُرْاٰن قَالَ فَذٰلِكَ مِيْرَاثُ رَسُوْل اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِه وَسَلَّمَ ۔ "

ترجمہ :۔ " روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں داخل ہوئے، بازار کی بھیڑ اور چہل پہل دیکھکر فرمایا: ارے! میں تم کو بازار میں دیکھتا حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وراثت مسجد شریف میں تقسیم کی جارہی ہے ۔" یہ سُنکر لوگ فورًا بازار چھوڑ کر مسجد شریف کی طرف دوڑ پڑے مگر وہاں کوئی میراث نہیں دیکھی ۔ یہ لوگ واپس آئے تو حضرت ابوہریرہؓ سے کہنے لگے : "کہ ہم نے مسجد شریف میں کسی قسم کی میراث کی تقسیم نہیں دیکھی ۔" تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: تو پھر تم نے وہاں کیا دیکھا ؟ انہوں نے عرض کیا : "کہ ہم نے مسجد شریف میں ایک جماعت کو یادِ خدا اور قرآن خوانی میں مشغول پایا"

تب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سمجھایا : کہ "یہی ذِکر (یادِ خدا اور قرآن خوانی) تو سرورِ کائنات حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصلی میراث اور وراثت ہے ۔"

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ! دیکھا آپ نے حقیقی اسلام اور ہماری دینداری میں کتنا بڑا فرق ہے ۔

حدیث ۱۱ — قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ ، مِنْ جُمْلَتِھِمْ رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۔"

ترجمہ : "حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : کہ قیامت کے دن سات اشخاص اللہ جلّ شانہٗ کے سایۂ عاطفت میں ہوں گے یہ وہ دن ہوگا جس میں اُس کے سایۂ عاطفت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ۔ انھیں سے وہ شخص بھی ایک ہے جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد فرمائے اور پھر اُس کی آنکھیں اللہ جل شانہٗ کے خوف سے آنسو بہا جائیں یعنی اس کے خوف سے خوب روئے ۔ ولنعم ماقیل ،

رباعی :
جُز ذِکرِ دوست ہرچہ کُنی عمر ضائع است
جُز سِرِّ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است

سعدیؔ! بشوئے لوحِ دِل از نقشِ غیرِ حق
علمی کہ راہ بحق ننماید جہالت است

سُبحَانَ اللہ ! داؤدؑ پیغمبر علیہ السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی، اور خلیفہ بھی تھے۔ خوفِ خدا کا آپؑ پر یہ حال تھا، کہ دُعا فرماتے تھے :

" اِلٰھِیْ اِذَا رَأَیْتَنِیْ اُجَاوِزُ مَجَالِسَ الذَّاکِرِیْنَ اِلٰی مَجَالِسَ الغَافِلِین فَاکْسِرْ رِجلِی دُوْنَھُمْ فَاِنَّھَا نِعْمَۃٌ تُنْعِمُ بِھَا عَلَیَّ ۔ " یعنی :

" مَولا! جب تو مجھے دیکھے گا میں یادِ خدا کرنے والے لوگوں کی مجلسوں سے ہٹ کر غافلوں کی مجلسوں میں جا رہا ہوں، تو اس وقت میرے پاؤں توڑ دے۔ کیونکہ یہی میرے حق تیری نعمت واحسان ہے کہ میں غافلوں میں شامل نہ ہوا۔ "

۱۲
حدیث ـــــ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ : مَنْ شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ عَنْ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ ۔ "

ترجمہ: " پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے : کہ جس کو میرا ذِکر اور میری یاد مجھ سے

مانگنے سے آڑے آجاتے ہیں اُس کو سائلوں اور مانگنے والوں سے بہتر سے بہتر اور بہت زیادہ عطا کروں گا۔" یعنی جبکہ کوئی ذکرِ مولیٰ میں اس طرح محو ہو جائے کہ وہ اپنی حاجت بھی بھول گیا۔ حضرت ربّ العزت اس کو مانگنے والوں سے بہتر و افضل چیز عطا فرمائیگا۔

شعر:
تو مگو ما را بداں شاہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست





فصل نمبر ۵

ذکرِ الٰہی کی مزید فضیلت و عظمت

• عَنْ عبد اللّٰہ بن بُسْرٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَجُلاً قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ وَ اَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ؟ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ " رواہ الترمذیّ، وَحَسَّنَہٗ وَابْنُ مَاجَۃَ وَصَحَّحَہٗ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ ـــ "

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ اسلام کے احکام میرے اوپر بہت ہوگئے ہیں، اس لئے مجھے ایسی بات کی تعلیم فرمائے جس سے میں ہمیشہ وابستہ رہوں اور کسی بھی وقت اس کو نہ چھوڑوں ـ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں تر رکھو ـ تنبیہ، جھوٹ سے بچنا ـ گالی گلوچ، غیبت، دل آزاری، وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے پرہیز کرنا بھی حکماً یادِ خدا میں داخل ہے ـ"

• حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
"اَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔" (رواہ احمد وغیرہ)
یعنی: "اس قدر کثرت سے اللہ کو یاد کرو، کہ یہاں تک لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں گے۔" (اس حدیث مبارک کی روایت امام احمد، ابو العلیٰ وغیرہ نے کی ہے۔)

• یادِ خدا کرنیوالوں کی (مجلسوں اور اہل مجلس کی) اونچی شان =
عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ؟ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَاءِ قَالَ (فَیَسْئَلُھُمْ رَبُّھُمْ) وَ ھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ، یُسَبِّحُوْنَکَ وَ یُکَبِّرُوْنَکَ وَ یَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ ... اِلٰی آخِرِ الحدیث۔"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ حضرت پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تبارک تعالیٰ

کہ ایسے بھی فرشتے ہیں جو یادِ خدا کرنے والوں کو ڈھونڈنے کے لئے راستوں میں پھرتے اور گشت کرتے رہتے ہیں۔ پس وہ جب کسی جماعت کو یادِ الٰہی کرتے ہوئے پالیتے ہیں تو (فرشتے) ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں اپنی حاجت اور مطلب کی طرف آجاؤ (کہ جو ہم ڈھونڈتے تھے وہ ہم نے پالیا۔) تو وہ فرشتے ان ذکر اللہ کرنے والوں کو آسمان تک اپنے پروں سے گھیرتے اور احاطہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ جل شانہٗ ان فرشتوں سے دریافت کرتا ہے: (حالانکہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے زیادہ اُن کے حال کا علم رکھتا ہے۔) میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں: اے اللہ! وہ آپ کی پاکی، بزرگی، حمد و ثنا اور آپ کی عظمت بیان کرتے تھے، سُبحان اللہ، الحمدُ للہ، اللہُ اکبرُ۔ سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر زبان سے پڑھتے تھے ـــــ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن فرشتوں کو فرماتا ہے: کہ کیا انہوں نے (ذکر اللہ کرنے والوں) مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: آپ کی قدرت کی قسم، اُنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔" اس پر اللہ جل شانہٗ فرشتوں سے فرماتا ہے اچھا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے، تب کیا معاملہ کرتے؟ فرشتے عرض

کرتے ہیں : تب وہ اور بھی بہت زیادہ آپ کی بندگی وعبادت میں
مشغول ہوتے اور آپ کی بہت زیادہ بزرگی وعظمت اور آپ کی
تسبیح کر لیتے ۔ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے : اچھا وہ
مجھ سے کیا مانگتے ہیں ؟ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں : وہ آپ
سے جنّت مانگتے ہیں ۔" اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے :
کیا انہوں نے جنّت دیکھی ہے ؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں :
نہیں ! ۔ تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے : اگر وہ جنّت کو دیکھ
لیتے تب ان کا حال کیا ہوتا ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں : تب تو وہ
اس سے زیادہ اُس کی طمع اور خواہش کرتے ، تو اور بھی بہت زیادہ
اس کے لئے دُعائیں کر لیتے اور اُن کی رغبت اور بھی بڑھ جاتی ۔
حضرت ربُّ العزت فرشتوں سے فرماتا ہے : اچھا ! وہ کس چیز سے
پناہ مانگتے تھے ۔ ؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں : جہنّم سے نجات
چاہتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے فرماتا ہے : کیا انہوں نے
جہنّم کو دیکھا ہے ؟ وہ کہتے ہیں : "نہیں ! ۔" ربِّ کائنات ان
سے فرماتا ہے : اچھا اگر وہ جہنّم کو دیکھ لیتے ، تب ان کا حال
کیا ہوتا ؟ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں : تب وہ اور بھی زیادہ
اس (جہنّم سے) سے دُور بھاگتے اور اس سے ڈر جاتے ۔" یہ
سُنکر خالقِ کائنات اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے :

"اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ" یعنی: اے فرشتو گواہ ہو کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرمائی ہے۔" یہ سُن کر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: کہ اس یادِ خدا کرنے والی مجلس میں فلاں شخص تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا بلکہ وہ اس مجلس میں کسی ذاتی حاجت کے لئے حاضر ہوا تھا، تو باری تعالیٰ فرماتا ہے: هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ: یہ وہ لوگ ہیں جو بھی ان کی صحبت میں رہے گا وہ ہماری بارگاہ محروم اور نامراد نہیں نہیں ہوگا۔" (رواہ البخاری)

مسلمانو! بخاری شریف کی اس حدیث مبارک پر غور کرو، کہ جب یادِ خدا کرنے کے لئے کوئی مجلس منعقد ہو جائے اس کی کتنی بلند شان ہے اور یہ کہ جو اپنی ضرورت کے لئے ایسی مجلسوں میں شمولیت کرے وہ بھی یادِ خدا کرنے والوں کے طفیل محروم بارگاہِ ربّ الارباب نہیں ہوتا۔

اسی کی طرف حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیّد عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اشارہ کرکے قصیدۂ قطبیہ میں فرماتے ہیں:

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیْسُهُمْ
رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یُرْهِبُ

یعنی: کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کا ہمنشین اور ساتھ رہنے والا

زمانہ کی مصیبتوں سے نہیں ڈرتا۔ اور نہ ہی وہ حادثاتِ زمانہ کا شکار ہوگا ۔۔۔ " ہاں! یہ ضروری ہے کہ کلماتِ ذکر وہ ہوں جو شریعت میں مُسَلَّم ہوں۔

اسی طرح حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے: کہ قیامت کے دن ربِ کریم کی دائیں طرف یعنی بالکل قریب ایسے لوگ ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید، ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس بہت بڑا مقام ہوگا، مرتبہ اور قُرب و نزدیکی ہوگی ۔۔ " رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: وہ کون سے لوگ ہوں گے آپؐ نے فرمایا:

" جُمَّاعٌ مِنْ لَوَارِعِ الْقَبَائِلِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَيَنْتَقُوْنَ اَطَائِبَ الْكَلَامِ كَمَا يَنْتَقِيْ اٰكِلُ التَّمْرِ اَطَائِبَهٗ ۔۔۔ " یعنی :- " مختلف قبیلوں کے مختلف لوگ جو صرف ذکرِ الٰہی کرنے کے لئے دُنیا میں جمع ہوا کریں گے، پھر ذکرِ الٰہی کے لئے اس طرح کلمات چُنیں گے جس طرح کھجوریں کھانے والے کھانے کے لئے عمدہ کھجوروں کو چُن لیتا ہے ۔۔ " یعنی، بہترین کلمات میں مختلف جگہوں سے آکر ایک ساتھ مل بیٹھ کر یادِ خدا کرتے ہونگے۔ مطلب ہے کہ ایک جگہ جمع ہونا وہ بھی محض ذکرِ الٰہی کی نیت سے ۔۔۔ "

اور یاد رکھیے، کہ اُن اذکار و اوراد کا زیادہ ثواب ہے جو رات کو ادا کیے جائیں گے۔ کیونکہ ہر شب میں ایک ساعت قبولیت کا ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ آپنے گھروں میں مخفی طور یادِ خدا کرنا، نمازیں پڑھنا، اللہ، اللہ کا ورد کرنا سے خالی ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ موجب برکت وسعادت ہے ـــ اس سلسلہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کا یہ حدیث مبارک ملاحظہ ہو:

"قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَفَطَّرَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ أَمَا قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَفَلَا أَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا وَیَظْهَرُ مِنْ مَعْنَاہُ أَنَّ ذَالِکَ کِنَایَۃٌ عَنْ زِیَادَۃِ الرُّتْبَۃِ فَإِنَّ الشُّکْرَ سَبَبُ الْمَزِیْدِ۔"

یعنی: پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبانہ نمازوں میں اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ آپ کے مقدس پاؤں کے تلوں میں شگاف پڑ جاتے تھے۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ اتنی طویل نمازوں کی ضرورت کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام لغزشوں (معاذ اللہ) کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا تو کیا میں (اس نعمت و بشارت پر) اپنے ربّ العزت مولائے کائنات

اللہ جل شانہٗ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔"

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ یہ بشارت میرے لئے بڑے صبر کی باعث ہے اس کا تقاضا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر گذار بندہ بنوں تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مزید عنایات و احسانات مجھ پر نازل ہو جائیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ضمناً، مختصر لفظوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول برحق خاتم النبیین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پچھلی اور اگلی لغزشوں کی بخشش فرمائی ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابتداء ہی سے چھوٹی بڑی لغزشوں سے آخری لمحہ مبارک تک پاک تھے ۔۔۔ چنانچہ امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ معنی لکھے ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق حقی محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی انہی معنی کی تحسین و تعریف فرمائی کہ آیت

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ۝

کسی لغزش یا گناہ کے وقوع کی اطلاع نہیں دیتی، بلکہ ازراہ تشریف و تکریم یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی معمولی لغزش کا امکان بھی تصور کیا جائے تو وہ بھی بخشش دیا گیا۔ وہ کہتے ہیں: مقصودِ کلام اثباتِ ذنب اور پھر غفران بعد از اثبات نہیں، بلکہ اس جگہ مطلوب

نفی ذنب مراد ہے ۔ حضرت قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی لفظ مغفرت کو تبری از عیوب کے معنیٰ میں لیا ہے ۔

تفسیر خازن میں حضرت علامہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ذنب' سے مراد حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کا، اور "ذنب ما تاخر" سے مراد اُمت کا گناہ ہے اور واضح رہے عقیدہ جمہور اُمت یہی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں ۔

اور بعض حضرات نے لفظ ذنب سے عوام الناس کے دیئے ہوئے الزامات مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو اُن کے فرضی اور بناوٹی الزامات سے پاک وصاف فرمائے گا اور وہ آپؐ کو دیکھ کر خود اپنے لگائے ہوئے بے بنیاد الزامات پر پچھتائیں گے ۔

بہرحال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت اور ذکر الٰہی کا ذکر کرتے تھے کہ اس سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی معظم، شافع یوم الحشر اور معصوم ہونے کے باوجود کس قدر اور کس شان سے اپنے خالق و معبود کی عبادت فرماتے تھے ۔ فرائض کی ادائیگی کے علاوہ نوافل اور اذکار مزید براں تبلیغ رسالت، ادائے امانت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد میں مشغول و معروف رہتے تھے ۔

اور دوسرے ہیں ہم سیاہ کار مدعیانِ احیاءِ دین کے دل خوفِ الٰہی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ راتیں عبادتِ الٰہی میں گزارنے کا اہتمام ہی ظالم زمانہ کے ستم ہوں نے ہمارے دلوں سے بالکل نکال دیا ہے ۔
حالانکہ ۔ حضرت نبی برحق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

" مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَاَيْقَظَ اِمْرَاَتَهٗ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ ۔ "

یعنی : " جو شخص شبانہ جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگادے پھر وہ دونوں (میاں بیوی) پورے اخلاص سے نفل نماز کی کم ازکم دو رکعتیں پڑھیں گے تو وہ بھی ان مردوں اور عورتوں میں لکھے جائیں گے جو کثرت سے یادِ خدا کرنے والے ہیں ۔ " (جن کے لئے قرآن کریم میں وعدہ مغفرت ہیں ۔)

نصائح نمبر ۶

سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

رُوِیَ اَنَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ یَمُرُّ بِالْاٰیَۃِ مِنْ وِرْدِہٖ بِاللَّیْلِ فَیَسْقُطُ حَتّٰی یُعَادَ مِنْہَا اَیَّامًا کَثِیْرَۃً

کَمَا یُعَادُ الْمَرِیْضُ ۔" یعنی :۔" امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شبانہ نفل نمازوں میں کوئی معیّن اور مُعتاد آیتِ مبارک تر ہیب تلاوت فرماتے تھے تو خشیۃ الٰہی کا یہ حال آپ رضؓ پر ہو جاتا تھا کہ آپؓ بے ہوش ہو کر زمین پر گر جاتے تھے، تو کئی دنوں تک بیماروں کی طرح آپؓ کی بیمار پرسی کی جاتی تھی۔"

سُبْحَانَ اللّٰہ ! یہ سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم، امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال اور عالم ہے کہ دن میں حکمرانی کی بجا آوری اور جہاد میں پیشوائی فرماتے تھے، اور رات میں اپنے رَبّ کے سامنے اس عاجزی و عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول ہوتے تھے جو ہم نے ابھی سطور بالا میں ذکر کیا۔ اسی لئے آپ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر مقام اور ہر محاذ پر کامیاب و کامران ہوتے تھے۔ اور کیا آپؓ کو رات کی عبادت و بندگی دن کی حکمرانی اور میدانِ کارزار سے روکتی تھی، ہرگز نہیں پھر کیا معنی ہے کہ ان کی پیروی ادھوری چھوڑنے کی تلقین کی جائے اور اسلام کو صرف مادہ پرستوں کی طرح پیش کیا جائے۔ میں نے عصرِ حاضر کے مسلمان زعماء میں سے بہت کم لوگوں کی حقیقی اسلام اور خدا پرستی کی طرف توجہ دیتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اسی عبودیت اور ذکر و فکر سے وہ روحانی قوت عطا فرمائی تھی، جو ہمارے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ مگر کیا کیجئے تاریخی حقائق کو سوائے جاہل متعصب کے کون جھٹلا سکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور تاریخی واقعہ ہے: جو حضرت ربِ کائنات جل شانہ، نے آپ رضی کی امداد کے لئے میدانِ غیب سے ظاہر فرمائے۔ چنانچہ مؤرخین اسلام لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایک عجمی شخص مدینہ منورہ آیا، خلافتِ فاروقی کا دور تھا اور وہ شخص امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو تلاش کر رہا تھا۔ کسی نے اُسے بتا دیا کہ امیر المومنین کہیں جنگل میں سو رہے ہوں گے۔ چنانچہ شخصِ مذکورہ نے جنگل کا رُخ کیا کہ کچھ دیر بعد امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں پایا کہ زمین پر دراز دے کر زرہ سرِ مبارک کے نیچے رکھے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔ اس شخص نے اپنے دل میں سوچا کہ سارے جہاں میں اس شخص کی وجہ سے دبدبہ اور طنطنہ برپا ہے (کیونکہ اُس وقت ایران اور دوسرے ممالک نے اسلامی جانبازوں نے تہلکہ مچا رکھا تھا، لہذا اس کا (فاروق اعظم رضی کا) قتل کر دینا مناسب اور سہل بھی ہے کہ جنگل میں سوئے ہوئے شخص کو مار دینا کونسی مشکل

بات ہے۔) یہ سوچ کر شخصِ مذکور نے نیام سے تلوار نکالی اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضؓ پر وار کرنا چاہا ہی تھا کہ غیب سے دو شیر جنگل میں ظاہر ہوئے اور اُس عجمی شخص کی طرف لپکے؛ گھبرا کر وہ شخص فریاد کرنے اور گڑگڑانے لگے، چیخیں اور شور سُنکر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگ اُٹھے، آپؓ کے جاگنے پر شخص مذکور نے پناہ مانگی اور سارا قصہ سچ سچ بیان کیا اور فوراً کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔"

اس واقعہ کے نقل کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اسلام اور مسلمان کا زیادہ تر دارو مدار روحانی قوت اور غیر متزلزل ایمان باللہ پر ہے جو بکثرت یادِ خدا، خوفِ الٰہی اور ذکر و فکر سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ قرآن و سنّت، صحابۂ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ کا اُسوۂ حسنہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے، ورنہ صرف ظاہر ہی پر بھروسہ کر کے ہمارے اور غیر مسلموں میں کیا فرق رہتا ہے! ؎

خلافِ پیمبر کسی رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

• مشہور صحابی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادتِ مبارک تھی :

" إِذَا هَدَأَتِ الْعُيُونُ قَامَ فَيَسْمَعُ لَهُ دَوِيٌّ

کَدَوِیِّ النحلِ حتیّٰ یُصبحَ ـ ،، یعنی : جب رات کو لوگوں کی آنکھیں سو پڑتی تھیں، تو آپؓ (حضرت عبداللہؓ) اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر نوافل و ذکرِ الٰہی میں اس طرح رہتے تھے کہ آپؓ کے سینۂ مبارک سے جوش بھری آواز اس طرح سُنی جاتی تھی جس طرح شہد کی مکھی کی آواز سُننے میں آتی ہے، صُبح تک آپؓ کا یہی حال رہتا ہے ــــ"

دراصل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دلِ مبارک خوفِ الٰہی سے معمور و منوّر تھا۔ خوفِ الٰہی ہوتے ہوئے آپؓ کبھی غافلوں جیسی نیند یا آرام نہیں فرماتے ـــ واقعی بڑا اور سچّا عالمِ دین وہی ہے جس کا دل خوفِ خدا میں ڈوبا ہوا رہتا رہے۔ جیساکہ خود اللہ ربّ العزت قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے :

اِنَّمَا یخشَی اللّٰہَ مِنْ عبادِہِ العُلَمٰٓءُ ○ یعنی:ــ "بندگانِ خدا میں سے اللہ تعالیٰ سے اہلِ علم ہی خوف زدہ اور ہراساں رہتے ہیں ـــ"

• حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے :

"اِنَّہٗ شَبِعَ لَیلۃً فَقَالَ اِنَّ الحِمارَ اذ اِزِیدَ فِی عَلَفِہٖ زِیدَ فِی عَمَلِہٖ فقامَ تِلْکَ اللَّیلَۃَ حتّٰی اَصبَحَ ـ "

ترجمہ: "(حضرت امام ثوریؒ) ایک دفعہ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا

تو آپ ؒ نے پھر خود ہی فرمایا: کہ گدھے کو جب چارہ اور گھاس میں زیادتی کی جاتی ہے تو تب وہ کام بھی زیادہ کرتا ہے۔" یہ فرماکر آپ ؒ صبح تک نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔

اللہ اکبر! اگر ہمارے زمانے میں اس طرح کوئی خوفِ الٰہی کا اظہار کرتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاکر دقیانوسی کہا جاتا ہے۔ کیسے برگزیدہ تھے دین کے پیشوا۔ مگر افسوس ہے کہ اب ان کو بدعت کے سوا کوئی بات سوجھتی ہی نہیں۔

- مشہور تابعی حضرت طاؤس ؒ کی عادت تھی:۔

" اِذَا اضْطَجَعَ عَلٰی فِرَاشِہٖ یَتَقَلّٰی عَلَیْہِ کَمَا تَتَقَلَّی الْحَبَّۃُ عَلَی الْمِقْلَاۃِ ثُمَّ یَثِبُ وَیُصَلِّیْ اِلَی الصَّبَاحِ ثُمَّ یَقُوْلُ طَیَّرَ ذِکْرُ جَھَنَّمَ نَوْمَ الْعَابِدِیْنَ۔"

ترجمہ: "جب آپ ؒ (حضرت طاؤس ؒ) اپنے بستر پر لیٹنے لگتے تھے تو اس پر پریشانی اس طرح پڑتی کہ اچھل کود کرتے تھے جس طرح لوہے کے توے میں دانہ کرنے لگتا ہے (جب کہ توا گرم ہوتا ہے)۔ پھر فوراً بستر چھوڑ کر صبح تک نفل نمازیں پڑھتے تھے۔ جب ان سے اس کی وجہ پوچھی جاتی تھی تو فرماتے تھے: کہ "جہنم کے ذکر نے عابدوں کی نیند کو اڑا دیا" یعنی بالکل ختم کیا۔"

یہ ہے ایمان باللہ کی دلیل اور نشانی۔ اور یہ ہے اُسوہ

نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ پر قربان ہونے کی علامت ــــ
ایسے علمائے حق سطح الارض پر آجکل غائب ہونے کی وجہ سے دُنیائے
اسلام کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔
مسلمانو! ایسے علمائے حق پیدا کرنے کی کوشش کرو ـــ اسی کی
طرف اہلِ حق نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ملاحظہ ہو ؎

تَنَبَّهْ مِنْ مَنَامِكَ إِنَّ خَيْرًا
مِنَ النَّوْمِ التَّهَجُّدُ بِالْقُرْآنِ

(یعنی غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ کیونکہ اس نیند سے قرآن
خوانی کے ساتھ تہجد میں مشغول ہونا بہت بہتر ہے۔")

- وَكَانَ صِلَةُ بْنُ أَشْيَمَ (حضرت صلہ بن اشیم کا حال:)
يُصَلِّي اللَّيْلَ كُلَّهُ فَإِذَا كَانَ فِي السَّحَرِ !
قَالَ إِلٰهِي لَيْسَ مِثْلِي يَطْلُبُ الْجَنَّةَ وَلٰكِنْ !

یعنی: آپ رات کو نوافل پڑھتے تھے اور صبح کے وقت یہ دُعا بارگاہِ
الٰہی میں کرتے تھے: مولیٰ! مجھ جیسا آدمی جنت نہیں مانگ سکتا ہے
أَجِرْنِي بِرَحْمَتِكَ مِنَ النَّارِ "صرف یہ دُعا کرتا ہوں کہ: مجھے اپنی
عنایت سے نارِ جہنم سے بچاؤ ــــ" اللّٰهُ أَكْبَرُ!

- وَكَانَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ (عبد العزیز بن ابی رواد کا حال)

إِذَا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ يَأْتِيْ فِرَاشَهٗ فَيَمُرُّ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ إِنَّكَ لَلَيِّنٌ وَّ وَاللّٰهِ ـــ"

یعنی: "جب رات آتی تھی تو آپؒ (حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد) اپنے بستر پر تشریف فرما ہوکر اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے تھے اور اپنے بستر کو خطاب کرکے فرماتے تھے: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَأَلْيَنَ مِنْكَ وَلَا يَزَالُ يُصَلِّيْ اللَّيْلَ كُلَّهٗ۔" کہ "تو بہت نرم ہے، خدا کی قسم جنّت میں تجھ سے زیادہ نرم بستر ہوگا۔ یہ کہہ کر رات بھر نمازیں پڑھتے تھے۔" یہ ہے یقین والوں کی کیفیت اور حال۔

- وَقَالَ الْفُضَيْلُ (حضرت امام فضیلؒ فرماتے ہیں:)

إِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ وَصِيَامِ النَّهَارِ فَاعْلَمْ إِنَّكَ مَحْرُوْمٌ وَقَدْ كَثُرَتْ خَطِيْئَتُكَ ۔

ترجمہ: جبکہ راتوں میں نوافل پڑھنے اور دن میں روزہ رکھنے پر طاقت نہیں رکھتے ہو تو یقین کرو کہ تو محروم ہے اور تیرے گناہ بہت ہیں۔" سُبْحَانَ اللّٰہ!

حضرت امام شافعیؒ کی عبادت کی کیفیّت

"قَالَ الرَّبِيْعُ فِيْ مَنْزِلِ الشَّافِعِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لَيَالِيَ كَثِيْرَةً فَلَمْ يَكُنْ يَنَامُ إِلَّا يَسِيْرًا۔"

یعنی: "حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ میں نے آپؒ کے شب ہا گزارے تو ان میں یہی دیکھا کہ آنجناب راتوں میں بہت سوتے تھے۔ یعنی برائے نام۔"

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی عبادت کا حال

وَقَالَ ابوالجویریہؒ لَقد صَحِبْتُ اَبَا حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ فَمَا فِیْھَا لیلۃٌ وَضَعَ جَنْبَہٗ عَلَی الارض وَکَانَ ابوحَنِیْفَۃَؒ یَحْیِیْ نِصفَ اللَّیْلِ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فقَالُوْا اِنَّ ھٰذا یُحْیِی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔ فَقَالَ اِنِّیْ اَسْتَحِیْ اَنْ اُوصَفَ بِمَا لا افعَلُ فکَانَ بعد ذَالِکَ یَحْیِی اللَّیْلَ کُلَّہٗ وَیُرْوٰی اَنَّہٗ مَا کَانَ لَہٗ فِرَاشٌ بِاللَّیْلِ۔"

یعنی: حضرت امام جویریہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ برابر چھ ماہ کا عرصہ گزارا، اس عرصہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شبانہ کبھی اپنا پہلوئے مبارک راحت کے ساتھ زمین پر نہیں رکھا۔ ابتداء میں آپؒ کی عادت آدھی رات تک سونے کی تھی۔ پھر آپؒ کا گذر ایک جماعت سے رہا اور سنا کہ وہ صاحب آپس میں رات بھر جاگتے ہیں، یہ سن کر آپؒ

نے فرمایا: کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میری وہ تعریف کی جائے جو مجھ میں پائی نہیں جاتی۔" اس کے بعد آپؒ پوری رات عبادت فرماتے تھے۔ یہ بھی لکھا ہے: کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے آرام فرمانے کے لئے بستر کا کوئی انتظام نہیں تھا، حالانکہ امام صاحبؒ بڑے امیر تھے۔"

● وہبؒ بن منبہؒ رحمۃ اللہ علیہ کے عبادت کا حال!

"مَا وَضَعَ جَنْبَہٗ اِلَی الاَرْضِ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً وَکَانَ یَقُوْلُ لَاَنْ اَرٰی فِیْ بَیْتِیْ شَیْطَانًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَرٰی فِیْ بَیْتِیْ وِسَادَۃً لِاَنَّھَا تَدْعُوْ اِلَی النَّوْمِ۔"

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا، اور فرماتے تھے: کہ میں اپنے گھر میں شیطان پسند کرتا ہوں مگر تکیہ دیکھنا بہت ہی ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ جس گھر میں تکیہ ہوں تو اس گھر کے رہنے والے سونے کے بہت زیادہ عادی ہوں گے۔"

یہ تھا مسلمانوں کا خوفِ خدا کا عالم، اور جو کچھ انہوں نے غلبہ پایا اور فتوحات کئے وہ دراصل ایسی ہی باخدا شخصیتوں کی بدولت ہوئی۔ اور جنگ اور حرب وضرب برائے نام ہوتا تھا۔ اب ہم پر غفلت کا عالم طاری ہو گیا، اور ہم میں خوفِ خدا نہیں رہا

کافروں کی لگائی گئی باہمی ضدّ و رقابت اور ناکام ہوسِ
صرف اقتدار کی لالچ کی فراوانی باقی رہی، نتیجہ یہ ہوا ـــــ کہ: نہ
خدا ہی ملا اور نہ وصالِ صنم ـــــ"

حضرت سلیمان تیمیؒ کی شبانہ عبادت

● ـــــ یہ مشہور و معروف صاحب محدّث ہی نہیں بلکہ محدّثین کے امام ہیں۔
آپؒ نے چالیس سال تک عشائکے وضوء سے فجر کی نماز ادا کی ـــــ
ہاں ہاں! ایسا ہی ہے ـ یہ اللہ جلّ شانہٗ کی عنایت ہے، تم لاکھ
انکار کروگے تو کیا ہوگا ـــــ یہ میرا قول نہیں بلکہ حجّۃُ الاسلام حضرت
امام غزّالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، کہ احیاءِ علوم الدین میں فرماتے
ہیں کہ: " صَلّٰی لِیَ الغَدَاۃَ بِوضوءِ العشاءِ اَربعین سنۃً
کہ خدا تعالیٰ نے ایک بزرگ کو خواب میں فرمایا: "کہ مجھے اپنی عزت
وجلال کی قسم ہے کہ میں سلیمان تیمیؒ کے لئے بہترین ٹھکانا تیار
کروں گا، کیونکہ اس نے خالص میرے لئے چالیس سال عشائکے
وضوء سے صبح (فجر) کی نماز پڑھی ہے ـ اَللّٰھُمَّ اجعل
التوفیق رفیقنا وَالصراط المستقیم طریقنا ـ"

● ـــــ حضرت مالکؒ بن دینار کا حال!

باتَ یُرَدِّدُ ھٰذِہٖ الآیۃ لیلۃ حتّٰی اصبح ـــــ
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجترحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجعلھُمْ

کالذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت ۔"

آپ" ایک رات نماز میں مذکورہ آیت کریمہ پڑھنے لگے ۔ (ترجمہ یہ ہے" کیا گناہ کرنے والوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کریں گے جو ہم ایمانداروں اور نیکوکاروں سے کریں گے، ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔") حضرت مالک بن دینار کے دلِ مبارک پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ رات بھر اسی آیت مبارکہ کو دھراتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی ۔

● ۔ حضرت یوسف بن مہران کا قول !

فرماتے ہیں :۔ اَنَّ تحتَ العَرش ملکاً فِی صورۃِ دِیکٍ بَرَاثنہٗ مِن لؤلؤ وَبجناحہٗ مِن زبرجدٍ اخضر فَاذا مَضٰی ثلثُ اللّیل الاوّل ضَرَبَ بجناحیہ وَزقا وَقالَ لیقمُ القائمُون فاذا مَضٰی نصفُ اللّیل ضَرَبَ بجناحیہ وَزقا وَقالَ لیقم المتہجدون فاذا مَضٰی ثلثا اللّیل ضَرَبَ بجناحیہ وَزقا وَقالَ لیقم المصلون فاذا طلع الفجرُ ضَرَبَ بجناحیہ وَزقا وقالَ لیقم الغافلون وَعَلَیہِمْ اوزارُھم۔"

یعنی :۔ عرش مجید کے نیچے ایک فرشتہ ایسے مرغ کی صورت میں جس کے پنجے موتی جیسے، اور اس کی ٹانگیں سبز زبرجد جیسی

ہیں۔ جب رات کی ایک تہائی گزر جاتی ہے تو وہ اپنے پَروں کو پھڑپھڑا کر چہچہا کر کہتا ہے: کہ راتوں میں نماز پڑھنے والے اٹھیں اور جب آدھی رات ہو جاتی ہے تو وہ اپنے پَروں کو پھڑپھڑا کر چیختا ہے اور کہتا ہے: کہ تہجد گزار اُٹھیں! ۔ اور جب رات کی دو تہائی ختم ہوتی ہے تو وہ پھر اپنے پَروں کو پھڑپھڑا کر چیختا ہے کہ، نماز گزار نماز ادا کرنے کے لئے تیاری کریں۔ اور جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے تو وہ پھر اپنے پَروں کو پھڑپھڑا کر چیختے ہوئے کہتا ہے: یادِ الٰہی سے غفلت برتنے والے اُٹھیں، اور ان پر ان کی غفلت اور گناہوں کے بوجھ لدے ہوئے ہیں۔"

غرض یہ ہے کہ قدرت نے تمام مخلوقات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کئے، اور انسان کو اپنے لئے پیدا کیا۔ مطلب اس آیت بلند پایہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن کا یہ ہے۔ (ترجمہ) کہ "میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی معرفت وعبادت کے لئے پیدا کیا۔"

ہمارے اسلاف نے جو دینی اور دنیوی ترقی کی تھی اس کا واحد سبب خوفِ الٰہی تھا، اور یہ خوفِ الٰہی ہی ہے جو انسان کو ذکر وفکر کی طرف کشش کرتا ہے۔ اور ہم اب صرف دوسری قوموں کی غلط، سلط نقالی پر ہی کفایت کرتے ہیں اس

لئے زندگی کے ہر شعبہ میں ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔

الغرض ! اپنے مذکور الذکر بزرگوں کی طرح، اُن کے نقش و قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عہد کریں، اور زندگی کے ہر گوشہ کو حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا شروع کریں، تو کیا مجال ہے کہ ہماری دنیوی و آخرت کی زندگی قابلِ رشک ہو جائے۔

اس ضمن میں ہم کچھ ایسے کلماتِ ذکرِ الٰہی لکھتے ہیں، جن کی فضیلت و اہمیت صاحبِ قرآن حمید، پیغمبرِ اولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے ۔ اب ہم اوراد شریف سے صرف چند ایسے اذکار کی فضیلت اندراج کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو عوام و خواص سب کو یاد ہے: تاکہ مسلمان بھائیوں کو ذکرِ الٰہی اور کلمات اللہ کی عظمت، فضیلت اور افضلیت معلوم ہو جائے۔ تاکہ ہماری اور بھی زیادہ توجہ اللہ ربُّ العرشِ العظیم کی طرف ہو جائے۔

بقایا ہم نے اس مجموعہ میں قصداً اسمائے حسنیٰ پر کچھ نہیں لکھا کیونکہ تقریباً اسی مجموعے سے مکمل تر آتے۔ ساتھ ہی ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت امیرؒ نے اسماء حسنیٰ پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جو شرح اور [illegible] (مشتمل ہے) [illegible] کی اہمیت [illegible] ہوگی ان شاء اللہ [illegible] ہم اس کا استفادہ کریں گے۔

بابِ دوم

فصل نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرح :۔

حضرت مصنف رضی اللہ عنہ نے اوراد شریف کے اس مقدس وظیفہ کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے فرمائی ہے تاکہ قرآن کریم کی اتباع اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم گرامی قدر کی تعمیل اور پیروی ہو جائے۔ کیونکہ قرآن کریم کی ترتیب بھی اسی طرح ہے کہ اس کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے ہوتی ہے: اور اس کی انتہا سورۃ والنّاس پہ ہو جاتی ہے۔ اور پہلی سورہ یعنی سورۃ الحمد شریف کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ہے، اور پھر اس کے متصل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔ اس ترتیب نے تمام مصنفین و مؤلفین کو اس بات کی تعلیم اور ھدایت ہے کہ جب وہ کوئی دینی کتاب لکھنا شروع کرنا چاہیں تو کوئی اچھا

اور نیک کام کا ارادہ تو اس کتاب یا نیک کام کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کریں تاکہ پروردگارِ عالم جلَّ شانہٗ اس نیک کام میں برکت فرمائے اور اسے قبولیت کا درجہ بخشے، اور حضرت سیّد المرسلین خاتم النبیّین محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا: "کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَ أْفِیْہِ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ" اور بعض روایتوں میں بجائے اَقْطَعُ، اَبْتَرُ کا لفظ آیا ہے، کہ ہر وہ شاندار اور عمدہ کام جس کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے نہ کی جائے وہ ناتمام اور دُم بُریدہ ہے۔ پس اس وعید سے بچنے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی برکت حاصل کرنے کے لئے حضرت مُصنّف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اورادِ شریف کی ابتداء بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کی ہے۔ گو بعض روایتوں میں کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَ أْفِیْہِ بِالْحَمْدِ فَھُوَ اَبْتَرُ (رواہُ ابو داؤدؔ وابن ماجہؔ) بھی آیا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ کتابوں اور نیک کاموں کی ابتداء اَلْحَمْدُ[1]

---

[1] وَھٰذا الاعتراضُ بعینہٖ قد ورد علٰی سیّد المحدثین الامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حیثُ لم یأتِ فی صحیحہٖ بالحمدِ بعدَ البسملۃ واکتفٰی علٰی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ رقمَ بابُ کیف کان بدءُ الوحی الٰی آخر ---

سے ہی ہونی چاہیئے۔ اور پہلی حدیث کا تقاضا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ ہی سے شروع کرنا چاہیئے، اس لئے ظاہری اور سطحی طور پر دونوں مذکورہ حدیثوں میں تعارُض اور ٹکراؤ دکھائی دیتا ہے۔ علمائے کرام نے اس تعارُض اور ٹکراؤ کو دُور کرنے کے لئے بڑی کدّو کاوش اور تحقیق و چھان بین کرتے ہوئے کہا: کہ بِسْمِ اللّٰہِ کی حدیث میں جو ابتداء مذکور ہے اس ابتداء سے ابتدائے حقیقی مُراد ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی حدیث میں جو لفظ ابتدا آیا ہے اس سے ابتداء

(متعلقہ بالصفحۃ الماضیۃ)..... فاعتذر العلماءُ عنہ فیہ بأعذار الاول اَنَّ الحدیث لیس علی شرطہ۔ الثانی اَنَّ الاتباعَ بالتحمید محمولٌ علی ابتداءاتِ الخطب دون غیرہا زجراً عما کانت الجاہلیۃ علیہ من تقدیم الشعر المنظوم والکلام المنثور، لما روی اَنَّ اعرابیاً خطب فترک التحمید فقال صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کُلُّ اَمرٍ ذِی بالٍ (الحدیث)۔ الثالث اَنَّ حدیث الابتداء بالتحمید منسوخٌ بانّہٗ علیہ السلام لمّا صالح قریشاً عام الحدیبیۃ کتب بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ھٰذا ما صالح علیہ محمّدٌ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم فلولا نسخ لما ترکہ؛ مَا نُزِّلَ من القرآن اقرأ ویا ایّھا المدثّر ولیس فی ابتداءِھما حمدُ اللّٰہ۔ الخامس انّ الذی اقتضاہ الخبر اَن یَحْمَدَ لا اَن یَکتُبَہٗ۔ والظّاھر اَنّہٗ حَمِدَ بلسانہٖ والاحسن ماسمعتہ

اضافی، یا ابتداءِ عرفی مراد ہے۔

ابتداءِ حقیقی:- وہ ہے جو مقصود و غیر مقصود یعنے ہر شے پر مقدم ہو۔ اور **ابتداءِ اضافی**:- وہ ہے جو مقصود یعنی کتاب کے مضامین پر مقدم ہو اور بِسم اللّٰہ سے مؤخّر ہو، کیونکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بالذات ذاتِ الٰہی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بالذات صفتِ الٰہی پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ ذات ہمیشہ صفت پر مقدم ہوتی ہے اور صفت ذات سے مؤخّر ہوتی ہے اس لئے حدیث بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ابتداءِ حقیقی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی حدیث میں جو ابتداء مذکور ہے اس سے ابتداءِ اضافی یا عرفی مُراد لینا عین فطرت کا تقاضا ہے۔ اس لئے دونوں حدیثوں کا مطلب اپنی اپنی جگہ ٹھیک اور راست ہے، اور دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا تعارُض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس جواب میں بہت زیادہ تکلُّف ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاداتِ طیّبات

(متعلقة بالصفحة الماضية)... من بعض اساتذتی الکبار انّہٗ ذکر الحمد بعد التسمیة فی مسوّدتہٖ کما ذکرہٗ فی بقیّۃ مصنّفاتہٖ وانّما سقط ذٰلک من قلم بعض المتبیضین فاستمّ علٰی ذٰلک واللّٰہ اعلم۔ نُقل ذٰلک من حواشی البخاری وقد علمت منّا ما ھو الحق فی ھٰذا الباب ٭

بالکل صاف اور واضح ہوتے ہیں اور اعتراض کا منشا بس اتنا ہے کہ اعتراض کرنے والوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام فصاحت التیام پر غور نہیں کیا۔ اور اگر وہ آپ کی ہر دو حدیثوں پر پورا تامّل کرتے تو اُنہیں کبھی کوئی تعارُض دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ حضرت سیّدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ نیک کام کرتے وقت بالخصوصیّت کے ساتھ دینی کتابوں کے لکھتے وقت سب سے پہلے اللہ ربّ العالمین کے نام پاک سے ابتداء کرنی چاہیئے تاکہ اس کام میں برکت ہو اور وہ کام پایۂ تکمیل پہنچے۔ اُسی مطلب کو آپ نے کبھی بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے تعبیر فرمایا اور کبھی اس مقصد کو اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے عیاں کیا۔ تو پھر اعتراض کی نوعیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تمام نیک کاموں اور خاص کر علمی کتابوں اور علمی مباحث کی ابتداء بِسۡمِ اللّٰہِ یا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ یا کسی ایسے لفظ سے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرے ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ نظمِ قرآنی، احادیثِ قولی اور سلفِ صالحین کے اقوال اور حالات سے ثابت اور ظاہر ہے۔

مگر حیف ہے آج کل کے اُن نام نہاد ادیبوں پر جو اپنی ادبی

کتابوں کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لکھنا اپنی عظمت اور بڑائی کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ پھر طُرفہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ اجمعین کے حالات لکھنے بیٹھتے ہیں۔ وَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی، ہماری شکایت تو اللہ ہی کی طرف ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کی فوقیّت اور فضیلت کے بیان میں ایک لطیف بحث

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غنیۃ الطالبین میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی فضیلت اور اس کی عظمت و ثواب متعدّد سندوں سے ثابت ہے۔ مِن جملہ آں جناب نے بِسْمِ اللہ شریف کی فضیلت اس حدیثِ مبارک سے بیان فرمائی:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یُرَدُّ دُعَاءٌ فِیْ اَوَّلِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ دُعا رَدّ نہیں کی جائے گی جس کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی جائے،
قَالَ وَاِنَّ اُمَّتِیْ یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ	اور آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے اُمّتی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
تَثْقُلُ حَسَنَاتُهُمْ فِى
الْمِيْزَانِ تَقُوْلُ الْاُمَمُ
مَا اَرْجَحَ مَوَازِيْنَ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ
الْاَنْبِيَاءُ لَهُمْ كَانَ اُمَّةُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُبْتَدَءُ ...
كَلَامِهِمْ ثَلَاثَةُ اَسْمَاءٍ
مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى
الْكِرَامِ لَوْ وُضِعَتْ سَيِّاٰتُ
الْخَلْقِ جَمِيْعًا فِى الْكِفَّةِ
الْاُخْرٰى لَرَجَحَتْ
حَسَنَاتُهُمْ وَجَعَلَ اللّٰهُ
هٰذِهِ الْاٰيَةَ شِفَاءً
مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَعَوْنًا
لِكُلِّ دَوَاءٍ وَغِنَاءً مِنْ

پڑھتے ہوئے آئینگے جس کی بدولت
اُن کی نیکیاں اعمال کی ترازو میں بھاری
ہونگی۔ یہ دیکھ کر دوسرے پیغمبروں
کے اُمتی کہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کے اُمتیوں کی نیکیاں
کس قدر ترازوئے اعمال میں بھاری
ہیں۔ تو یہ سُنکر اُنکے پیغمبر ان کو جواب
دیں گے: کہ آپ کے اُمتی خدا تعالیٰ
کے تین بڑے محترم اور معزز ناموں سے
اپنا کلام شروع کرتے تھے (یعنی
اللہ، الرحمٰن، الرحیم سے جو
بالترتیب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں
مذکور ہیں)۔ اگر یہ تین نام مقدس
ترازوئے اعمال کے ایک پلّہ میں، اور
دوسرے پلّہ میں سارے مخلوقات کے گناہ
رکھے جائینگے تو پھر بھی اُن کی نیکیاں
غالب رہینگی۔ اور اللہ تبارک
تعالیٰ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كُلِّ فَقْرٍ وَ سِتْرًا مِنَ النَّارِ وَ اَمَانًا مِنَ الْخسفِ وَالمسخ وَ الْقَذْفِ مَا دَاوَمُوا عَلٰى قِرَأتِهَا ۔

(غُنْيَةُ الطَّالِبِيْن)

کو ہر بیماری کے لئے شفاء اور ہر دوا کے لئے مددگار، ہر قسم کے فقر کے لئے بے نیازی کا سامان، جہنم کی آگ کے لئے سپر اور ڈھال۔ اور زمین میں دھنسنے، صورت بگڑنے اور ذلت و سختی سے بچنے کا سبب امن و نجات کا ضامن بنایا۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اسکے پڑھنے پر پابندی کرتے رہینگے (غنیۃ الطالبین)

وَ قَالَ ابو بکر الورّاق رَحِمَهُ اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ لِكُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا تفسيرٌ عَلٰحِدَةٌ فَالْبَاءُ عَلٰى سِتَّةِ اَوْجهٍ :۔

حضرت ابوبکر وراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اس کے ہر ایک حرف کی جداگانہ اور مستقل تفسیر و مفہوم ہے۔ مثلاً بسم اللہ کے "با" کے چھ معنی ہیں :۔

• (۱) بَارِئُ خَلْقِهٖ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى بَيَانُهٗ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

۱۔ اللہ تعالیٰ ہی عرش سے لیکر زمین کے نچلے طبقہ تک کے تمام مخلوقات و کائنات کا پیدا کرنے والا ہے،

الْبَارِئُ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرٰى ، جیساکہ آیت هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ سے روشن اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے اسمیں اس کا کوئی بھی شریک نہیں ۔

● (۲) بَصِيْرٌ بِخَلْقِهِمْ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرٰى بیانہٗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ، ۲۔ با کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سارے مخلوقات کی حرکات و سکنات کو عرش سے لیکر فرش یعنی زمین کے نچلے طبقہ تک دیکھتا ہے اور اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ۔ یہ مفہوم آیت وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (کہ اللہ تمہارے کام کو دیکھتا ہے) سے ظاہر اور واضح ہے ۔

● (۳) بَاسِطُ رِزْقِ خَلْقِهٖ مِنَ الْعَرْشِ إِلَى الثَّرٰى بیانہٗ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ، ۳۔ اللہ تعالیٰ اپنے سارے مخلوقات کا عرش سے لیکر زمین کے نچلے طبقے تک روزی رساں اور مسبب الاسباب ہے جیساکہ اس مفہوم پر یہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے رزق میں فراوانی اور وسعت عطا فرماتا ہے اور جس کے لئے وہ چاہے تو اس کیلئے تنگی فرماتے ہیں ۔

(۴) بَاقٍ بَعْدَ فَنَاءِ خَلْقِهٖ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى بَیَانُهٗ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ [1]

۴۔ باءِ بسم اللہ کا چوتھا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوقات کو فنا کرنیکے بعد عرش سے نچلے فرش تک باقی رہنے والا ہے۔ کیونکہ بقاء و دوام اسی مولائے کریم کیلئے زیبا اور شایاں ہے یہ معنی سورۃ الرحمٰن کی اس آیت سے واضح ہے ارشاد ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو زمین پر ہے وہ فنا ہونیوالی ہے، اور اے نبی! صرف تیرے پروردگار کی پُر عظمت اور شان و شوکت والی ذاتِ مقدس باقی رہے گی۔

(۵) بَاعِثُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى لِلثَّوَابِ وَالْعِقَابِ بَیَانُهٗ اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ۔

۵۔ با کا پانچواں معنی باعث ہے یعنی مخلوق کو عرش سے لیکر فرش تک ثواب و سزا کے لئے دوبارہ پیدا فرمانے والا ہے، جیسا کہ یہ معنی اس آیت کے ترجمہ سے عیاں ہے کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن مردوں کو زندہ فرمائے گا۔

[1] مزید مطالعہ کے لئے غنیۃ الطالبین پیش نظر رکھئے۔

(۶)۔ بَارٌّ بِالْمُوْمِنِیْنَ مِنَ الْعَرْشِ اِلَی الثَّرٰی بَیَانُہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ ۔

(۶) با کا چھٹا معنی بندوں سے بہت نیکی اور بھلائی کرنیوالے کے آتے ہیں کیونکہ معبودِ برحق کا احسانات اور فضل تمام عرش اور فرش کے رہنے والے مخلوقات پر شامل اور محیط ہے۔ یہ معنی بھی اس آیت کے ترجمہ سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے مخلوق پر بہت احسان کرنیوالا مہربان ہے۔ یہی حال بسم اللہ کے باقی حروف کا

اس سے ہمارا مطلب صرف یہ عرض کرنا ہے۔ کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی بہت بڑی برکت و فضیلت اور ثواب ہے یہی وجہ ہے کہ تمام عارفین اور باخدا انسان بکثرت اس آیت کریمہ کو ورد و وظیفہ کے طور پڑھتے رہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں بسم اللہ کی فضیلت ان لفظوں میں بیان فرمائی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الذَّاکِرِیْنَ ذُخْرٌ وَّلِلْاَقْوِیَاءِ عِزٌّ وَّلِلضُّعَفَاءِ حِرْزٌ وَّلِلْمُحِبِّیْنَ نُوْرٌ وَّ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یاد کرنے والوں کے لئے بہترین ذخیرۂ ثواب ہو جاتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قوت رکھنے والوں کیلئے عزت اور

لِلْمُشْتَاقِيْنَ سُرُوْرٌ ہے۔ بسم اللہ کمزوروں کی جان کی
بِسْمِ اللّٰہِ رَاحَۃُ الْاَرْوَاحِ حفاظت کا سامان ہے۔ بسم کا ورد
بِسْمِ اللّٰہِ نَجَاۃُ عاشقوں کیلئے نور ہے۔ بسم اللہ مشتاقین
الْاَشْبَاحِ ، بِسْمِ کیلئے باعث خوشی و سرور ہے بسم اللہ
اللّٰہِ نُوْرُ الصُّدُوْرِ روحوں کی راحت اور جسموں کی خلاصی
بِسْمِ اللّٰہِ نُوْرٌ ہے۔ بسم سینوں کا نور، بسم اللہ تاریک
لِظَلَامِ الْاُمُوْرِ ... چیزوں کو روشن بنانیوالا وظیفہ ہے
بِسْمِ اللّٰہِ تَاجُ بسم اللہ عارفوں کا تاج اور
الْوَاثِقِیْنَ ، بِسْمِ اللّٰہِ واصلوں کا چراغ ہے۔ بسم اللہ
سِرَاجُ الْوَاصِلِیْنَ عاشقوں کو ماسوی اللہ سے
بسم اللہ مغنی العاشقین بے نیاز بنا دیتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ
بِسْمِ اللّٰہِ مَنْ عَزَّ عِبَادًا اُس ذاتِ پاکِ واحد و یکتا کا نام
وَاَذَلَّ عِبَادًا ۔ الخ مقدس ہے جس نے بہت سے بندوں کو
عزت اور بہت سے بندوں کو ذلت
سے ہمکنار کیا ۔...

ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ پھر آپؓ نے فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن
کَلِمَۃٌ تَمَّتْ بِھَا النِّعْمَۃُ الرحیم ایسا کلمہ ہے کہ جب بندہ

كَلِمَةٌ كَشْفُ النِّعْمَةِ
كَلِمَةٌ خُصَّتْ
بِهَا هٰذِهِ الْاُمَّةُ
كَلِمَةٌ جُمِعَتْ بَيْنَ
جَلَالٍ وَجَمَالٍ،

اسے پابندی سے پڑھے تو اسے کوئی غم و پریشانی نہیں رہیگی، اس برکت سے تمام نعمتوں کی تکمیل ہوتی ہے، یہ ایسا کلمہ ہے کہ جس سے تمام قسم کے عذاب اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ بسم اللہ ایسا کلمہ ہے جس سے یہ اُمت خاص کیگئی کہ اسے بطورِ تحفہ کے ملا ہے۔ بسم اللہ کلمہ ہے جس میں خدائی جلال و جمال جمع کیا گیا ہے۔

اسی طرح حاشیہ جمل علی الجلالین میں لکھا ہے، کہ: سارے قرآن کا ماحصل سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۃ فاتحہ کا ماحصل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہے، اور اس کا ماحصل بِسْمِ اللّٰه کی "با" میں ہے اور "با" کا خلاصہ اس کے تحتانی نقطہ میں ہے۔

حضرت تھانوی صاحبؒ نے اعمالِ قرآنی اور علامہ دمیریؒ نے اپنی بعض تالیفات میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے خواص شرح و بسط سے لکھے ہیں۔ یہاں پر زیادہ لکھنے گنجائش نہیں ہے۔

فصل ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کے مزید فضائل کا بیان احادیث شریفہ کی روشنی میں

• حدیث شریف ۱ :- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلَّا ذَابَ الشَّیْطَانُ کَمَا یَذُوْبُ الرَّصَاصُ عَلَی النَّارِ "

(ترجمہ) - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بایمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے سے شیطان اس طرح پگھلتا ہے جس طرح پیتل آگ پر پگھل جاتا ہے ۔"

• حدیث شریف ۲ :- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ : مَامِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلَّا اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْکِرَامَ الْکَاتِبِیْنَ اَنْ یَکْتُبُوْا فِیْ دِیْوَانِہٖ اَرْبَعَمِائَۃَ حَسَنَۃٍ ۔"

(ترجمہ) - حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ کراماً کاتبین فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اُس

بندۂ خدا کے نامۂ اعمال میں اس کے (بسم اللہ....) بدلے چار سو
نیکیاں لکھیں۔ ماشاء اللہ

• حدیث شریف ع۳ :۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَرَّۃً لَمْ یبق مِنْ ذُنُوْبِہٖ ذَرَّۃٌ ۔"

(ترجمہ)۔ حضرتِ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی با ایمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مداومت) کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس کی بدولت اس کے (صغیرہ) گناہوں میں سے باقی نہیں رہتا ہے۔"

• حدیث شریف ع۴ :۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَتَبَ اَحَدُکُمْ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) فَلْیَمُدَّ الرَّحْمٰنَ ۔"

(ترجمہ)۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی تم میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا لفظ "رحمٰن" کو خوبصورتی اور اُسکے حروف کو کھینچکر لکھے،

• حدیث شریف ع۵ :۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَجَوَّدَ تَعْظِیْمَہٗ لِلّٰہِ غَفَرَلَہٗ کُتِبَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مَا ذَنْبِہٖ

وَ مَا تَاَخَّرَ ۔"

(ترجمہ)۔ حضورِ پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھے، اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعظیم کے لئے عُمدہ طریقہ سے لکھے تو اس کی برکت اُس مسلمان کے اگلے پچھلے گناہ (صغیرہ) بخشے جائیں گے۔"

● حدیث شریف ۶۰ :۔ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی زَیَّنَ السَّمَاءَ بِالْکَوَاکِبِ، وَزَیَّنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِجِبْرِیْلَ، وَزَیَّنَ الْجَنَّۃَ بِالْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ، وَزَیَّنَ الْاَنْبِیَآءَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، وَزَیَّنَ الْاَیَّامَ بِیَوْمِ الْجُمُعَۃِ، وَزَیَّنَ اللَّیَالِیْ بِلَیْلَۃِ الْقَدْرِ، وَزَیَّنَ الشُّھُوْرَ بِشَھْرِ رَمَضَانَ، وَزَیَّنَ الْمَسَاجِدَ بِالْکَعْبَۃِ، وَزَیَّنَ الْکُتُبَ بِالْقُرْاٰنِ، وَزَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔"

(ترجمہ)۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں کو ستاروں سے زینت بخشی۔ ملائکہ کو حضرت جبریل امین علیہ السلام سے مزیّن فرمایا، اور حور و قصور کو جنّت سے آراستہ فرمایا، اور حضرت

سید المرسلین جناب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مزید عزت افزائی فرمائی، اور ہفتہ کے دنوں کو یوم جمعتہ المبارک سے شرف فرمایا۔ اور سال بھر کی راتوں کو شب قدر سے عزت افزائی فرمائی ہے، اور مہینوں کو ماہ رمضان المبارک سے زینت بخشی۔ اور مسجدوں کو کعبہ شریف سے محترم اور باعزت بنایا۔ اور آسمانی کتابوں کو قرآنِ مجید سے منوّر اور معمور فرمایا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے رونق اور زینت عطا فرمائی۔ کیونکہ سب چیزیں پروردگارِ رحمٰن سے عزت اور بے شمار برکتیں حاصل کرتی ہیں

● حدیث شریف ۶۷ :- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، کُتِبَ اِسْمُہٗ مِنَ الْاَبْرَارِ وَبُرِئَ مِنَ الْکُفْرِ وَالنِّفَاقِ

(ترجمہ) :- حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (سچے دل سے) کہنے گا اس کا نام راست بازوں اور سچے لوگوں میں لکھا جائے گا اور وہ کفر و نفاق سے بچ گیا۔"

● حدیث شریف ۶۸ :- قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

مَنْ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ غفر اللّٰہُ لَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ۔"

(ترجمہ) :- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے حضورِ قلب سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہوں کی مغفرت ہو گی ۔" یہ اللہ کے نام کی برکت ہے، لہذا تعجب نہ کیجیئے ۔

● حدیث شریف ۹۶ :- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتُمْ فَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ : فَاِنَّ النَّاسَ اِذَا اغْتَابُوْکُمْ یَمْنَعُہُمُ الْمَلَکُ مِنْ ذَالِکَ ۔"

(ترجمہ) :- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم کسی مجلس سے اٹھا کرو گے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم و صل اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم پڑھا کرو، کیونکہ اگر وہاں تمہاری غیبت کرنا چاہیں تو اللہ کا فرشتہ ان کو اس سے روک دے گا۔ (تم ان کی غیبت سے محفوظ رہو گے ۔)

● حدیث شریف ۱۰۱ :- قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسْتُمْ مَجْلِسًا فَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلِّ اللّٰہ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وَ علیٰ آلہٖ وَصحبہٖ وَسلّمَ کَانَّ مَنْ فعل ذالِکَ وَکّلَ اللّٰہ بِہٖ مَلکاً یمنعُھُمْ مِنَ الغیبۃِ حتیٰ لا یغتابوکُم ۔"

(ترجمہ) :۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و سلم نے فرمایا، کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھنے کا ارادہ کروگے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وصلّ اللہ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّآلہٖ و صحبہٖ وسلم پڑھا کرو تو جو شخص بیٹھتے وقت یہ کلمات پڑھے گا تو اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کیا گیا جو اس کی غیبت کرنے والوں اور ایذا رسانی سے بچائے گا۔"

نوٹ :۔ ہم نے مذکورہ بالا دس حدیثیں لُبابُ الحدیث : الجلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال سے نقل کی ہیں۔ السیوطیؒ سے ملاحظہ ہو لباب الحدیث کا صفحہ ۱۹ و ۲۰

بِسْمِ اللّٰہ کے ان ہی مجموعی فضائل کی وجہ سے حضرت مصنّفؓ نے اورادِ فتحیہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لایا ہے اور تقریباً آخر میں لکھتے ہیں :

مرحبًا بالصباح الجدید و بالیوم السعید و بالملکین الشاھدین العادلین حیاکم اللّٰہ تعالیٰ فی غرّۃ یومنا ھذا اکتبا فی اوّل صحیفتنا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ "

(ترجمہ):۔ شاباش اور خوش آمدید ہو آج کے نئے صبح اور مبارک دن کے ابتداء پر، اور خوش آمدید اور مبارک ہو ان دو فرشتوں پر جو ہمارے اعمال لکھتے ہیں جو عادل اور سچے گواہ ہیں۔ اے کراماً کاتبین ہم تمہیں خوش آمدید اور مرحبا کرتے ہیں آج کے ابتدائی دن میں، (مہربانی کر کے ہمارے نامۂ اعمال کے شروع میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم لکھئے) ۔:۔

دیکھئے! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی کتنی اونچی عظمت ہے کہ حضرت امیر کبیر رحمۃ اللّٰہ علیہ کراماً کاتبین سے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے نامۂ اعمال کے شروع میں بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم قلمبند فرمائے مگر افسوس، کہ ہم بسم اللّٰہ شریف کی عظمت سے پورے ناواقف ہیں۔

؎ تن ہمہ داغ داغ شُد پنبہ کجا کجا نہم ۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب "شفاءُ البشر شرح کبریت احمر" ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔ ۔:۔

بحث
استغفار و توبہ

فصل نمبر ۳

قرآن و حدیث کی روشنی میں استغفار اور توبہ کی فضیلت اور نیک بختوں کی علامتیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نیکوکار بندوں کے متعلق فرماتا ہے:

• اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ، اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۔

ترجمہ :۔ پرہیزگار ایسے لوگ ہیں جو بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے تو اب ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے، اور وہ لوگ صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور اللہ جل شانہٗ کے سامنے فروتنی کرنے والے ہیں، اور (راہِ خدا) میں (مال) خرچ کرنے والے ہیں، اور آخر شب میں اٹھ اٹھ کر گناہوں کی معافی

چاہنے والے ہیں۔"

نکتہ :- آخر شب کی اس لئے تخصیص کی گئی ہے کہ اس وقت اٹھنے میں مشقت بھی ہے اور وقت قبولیت کا بھی ہے۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ المزمّل میں اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے:

• وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ:- اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔

حدیث مبارک میں آیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلَّیْتُمُ الصُّبْحَ فَاَکْثِرُوْا مِنَ الاسْتِغْفَارِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنَا شَیْئًا نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِہٖ فَقَالَ قُوْلُوْا، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ عَمِلْنَاہُ اَوْلَمْ نَعْمَلْہُ فِی لَیْلٍ اَوْ نَہَارٍ فَمَنْ وَاظَبَ عَلَیْہِ فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَابًا مِنَ الرِّزْقِ وَاَغْلَقَ عَنْہُ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْفَقْرِ"

(ماخوذ من تنقیح القول الحثیث)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے

ہیں کہ ہمیں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا: کہ جب تم صبح کی نماز پڑھا کرو گے تو بہت زیادہ استغفار کرلیا کرو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو تو ہم نے عرض کیا کہ، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کچھ ایسے کلمات کی تعلیم فرمائیے جن سے ہم اللہ جل جلالہٗ سے مغفرت اور معافی مانگا کریں گے ـــ آپؐ نے فرمایا: کہو "اے اللہ! ہم آپ سے مغفرت و بخشش مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں ہر گناہ سے خواہ ہم نے وہ گناہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، رات اور دن میں، اور اس کے بعد حضور رحمۃ لعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کے پڑھنے پر پابندی کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے رزق کا بڑا دروازہ کشادہ کرے گا اور فقر و فاقہ کا دروازہ اس کے لئے بند فرمائے گا۔"

یعنی توبہ اور استغفار سے جیسا کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اسی طرح توبہ اور استغفار سے روزی میں کشادگی اور فراوانی ہوتی ہے، یہی مضمون سورۂ نوح کی اس آیت کا ہے،

● فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ○

یعنی :۔ حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ : اے میرے پروردگار! میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر لگاتار بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا، اور تمہیں باغات عطا فرمائے گا۔ اور (ان میں) تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔"

تو اس آیت اور حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ استغفار اور توبہ سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور دنیوی مال اور دولت بھی عطا ہوتی ہے۔ خاص کر توبہ واستغفار صبح اور شام کے وقتوں میں زیادہ کارگر اور نفع بخش ہے۔ اس لئے حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس بے نظیر تحفہ اورادِ فتحیہ میں اوراد اور اذکار اور توبہ واستغفار نہایت آسان کلمات طیبہ کے ساتھ ذکر کئے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمان اس تحفہ کی بدولت دین ودنیا کی سعادت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

مگر اب اس بدقسمت زمانہ میں جیسا کہ گناہوں کا تصور مٹ گیا اور سچ اور جھوٹ کا فرق اٹھ گیا ہے۔ تو اب کچھ دین پسند بھی اس کے پڑھنے سے دور بھاگے جاتے ہیں۔ معاذ اللہ من ذالک

اور ایک اور حدیثِ مبارک حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا :

" لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ وَدَوَاءُ الذُّنُوبِ الِاستغفار "

یعنی : " ہر بیماری کے لئے دوا ہے اور گناہوں کا علاج و دوا استغفار اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا ہے ۔"

اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے :

اسی طرح حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

" مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ غُفِرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ ۔" (قَالَ الحاکم ھٰذا حدیث صحیح)

ترجمہ :- جو کوئی مقدم الذکر کلمات پڑھے گا اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے اگرچہ وہ میدانِ جہاد سے صف بندی کے وقت بھاگا ہوا ہو ۔ ان کلمات کا ترجمہ یہ ہے کہ : " میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں سے معافی مانگتا ہوں ، وہ خدا ایسا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ، وہ زندہ جاوید ہے اور سب مخلوقات کا انتظام فرمانے والا ہے اور میں اس کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں ۔" تو ان کلمات کے کہنے والے کے سب گناہ بخشے جائیں گے ۔

سُبْحَانَ اللّٰہ ، کیا شان ہے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کی ۔ مگر ہم بدقسمت اتنے بے خوف ہوئے ہیں کہ اب ہم توبہ و استغفار سے نہ صرف جی چراتے

ہیں بلکہ توبہ کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں ۔

آپ حضرات میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیت اور علم و فضل کا اندازہ اسی ایک بات سے لگائے کہ آپؒ نے اورادِ فتحیہ کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ' اور پھر کلمۂ اَسْتَغْفار سے کیا ہے۔

ترمذی شریف میں بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرض نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد تین۳ مرتبہ " اَسْتَغْفِرُاللّٰہ " پڑھتے تھے جس کی حکمت غامض اور بہت گہری ہے ـــ

باقی اورادِ فتحیہ کی مفصل شرح لکھتے وقت ہم اس مضمون پر مزید مباحث عرض کریں گے اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ـــ سردست ان تین ابیات پر غور کیجئے۔ ؎

۱۔ می شود پردۂ چشمم پر کاہے گاہے
دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے

۲۔ وادیٔ عشق بسے دور و دراز است وَلے
طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

۳۔ در طلب کوش و مدہ دامن امید ز دست
دَولتے ہست کہ یابی سر راہے گاہے

ہاں یہ دو لفظ ہیں، ایک استغفار اور دوسرا توبہ

استغفار کے معنی ہیں اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنا اور اپنے کیے ہوئے گناہوں پر نادم اور پشیمان ہونا۔ توبہ کے معنی ہیں غیر شرعی حرکات اور مذموم اشیاء سے رجوع کر کے ایسی باتوں کی رجوع کرنا اور متوجہ ہونا جو شریعت میں محمود اور قابلِ ستائش ہوں۔ جیسا کہ توبہ کی تعریف ان لفظوں میں ارباب تحقیق نے کی ہے :- " اَلتَّوبَۃُ ھِیَ الرُّجُوعُ عَمَّا کَانَ مَذْمُوْمًا فِی الشَّرعِ اِلٰی مَا ھُوَ مَحْمُوْدٌ فِی الشَّرعِ "

اس لئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
" اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ وَالْمُسْتَغْفِرُ مِنَ الذَّنْبِ وَھُوَ مُقِیْمٌ اِلَیْہِ کَالْمُسْتَہْزِیْ بِرَبِّہٖ۔ " کہ گناہوں سے توبہ کرنیوالا اس شخص کے مانند ہے جس سے گناہ ہی سرزد نہیں ہوا اور گناہوں سے مغفرت اور معافی مانگنے والا گناہ پر بدستور قائم رہتے ہوئے اس شخص کے مانند ہے جو اللہ تعالیٰ سے مذاق کر رہا ہے ۔" معاذ اللہ من ذالک

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ گناہوں یعنی اللہ اور اسکے رسول برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے نافرمانی کرنیوالا خود اللہ اور جنت سے دور رہنے کا سبب اور باعث بنجاتا ہے اور گناہوں سے دور رہنے کے باعث بندہ اللہ رب جلیل اور جنت سے قریب ہو جاتا ہے۔ علماءِ کرام

نے لکھا ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے ممنوعہ درخت سے کچھ کھایا تو ان کے بدن سے جنّت کا لباس اُڑ گیا اور ان کی سترِ عورت کی جگہ ظاہر ہوئی اور صرف تاج انکے سرِ مبارک پر باقی رہا تو وہ ڈر گئے کہ کہیں تاج بھی اُتارا نہ جائے تو جبریلؑ آئے تو انکے سرِ مبارک سے تاج اُتار پھینکا اور قدرت کی طرف سے آدمؑ و حواؑ کو یہ آواز آئی: "کہ میرے پاس اور نزدیکی سے نیچے اُترآؤ، کیونکہ میرے پڑوس میں وہ شخص نہیں رہ سکتا ہے جس نے نافرمانی کی ہو[۱۷]" آخرکار اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی ___ تو ہم مسلمانوں کو اس واقعہ سے عبرت و نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ ہم رات دن گناہوں اور نافرمانیٔ خدا و رسولؐ میں رہتے ہیں مگر اللہ کا فضل و کرم اور اَن گنت رحمت ہے کہ وہ ہمیں مغفرت فرماتا ہے اور کسی عذاب میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ پوری مہلت دیتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ۔

بہرحال ہر با ایمان کو استغفار و توبہ سے اپنا تعلق رکھنا چاہئے اور انتظار میں نہیں رہنا چاہیئے ۔ حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَجِّلُوا بِالتَّوْبَۃِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَعَجِّلُوْا بِالصَّلٰوۃِ قَبْلَ الْفَوْتِ"

موت کے آنے سے پہلے ہی توبہ کرنے میں جلدی کرو اور نماز میں بھی جلدی کرو اسکا وقت فوت ہونے سے پہلے۔ توبہ کے ارکان اور عوامد چار ہیں ۔ ۱: زبان سے اللہ کی بارگاہ میں مغفرت کی درخواست کرنا ۔ ۲: دل سے گناہ پر پشیمان ہونا ۔ ۳: اپنے بدن کے اعضاء کو دوبارہ گناہ ہونے سے محفوظ کرنا ۔ ۴: دل میں پکا ارادہ کرنا کہ آئندہ گناہ نہیں

(۱۷: از تفسیر القرآن الکریم شفیع)

(۱۸: ... ترمذی)

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اورادِ شریف میں ۵ مقامات پر آیا ہے۔ لہٰذا مختصر فضیلت ملاحظہ فرمائیے

" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

فصل ۲/۲

یعنی : " تمام ذِکروں میں سے کلمۂ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " بہت افضل و اعلیٰ ہے ۔ اور تمام دُعاؤں میں سے زیادہ بہتر و برتر دعاء "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا ہے ۔" (رواہُ نسائیؒ و ابن ماجہؒ)

وجہ یہ ہے کہ " لَآ اِلٰہَ " کہکر ذاکر تمام مخلوقات سے علیحدہ ہو کر صرف اور صرف ذاتِ پاک حضرت اللہ جلّ شانہٗ کا اقرار کرتا ہے ، اور اسی کو اپنا مقصود و معبود اور حقیقی موجود قرار دے رہا ہے ـــ پس یہی کلمہ بندہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے خاص تعلّق اور خاص حال پیدا کرتا ہے ـــ لہٰذا اس کلمہ شریف کو بار بار پڑھنا اور اس کا خالص و پاک نیت سے پڑھنا سب سے افضل اور اعلیٰ قرار دیا گیا اور اسی لئے اللہ کے

نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کو بہترین و بابرکت دعا قرار دیا کہ اس میں بندہ اقرار کرتا ہے، کہ جو ان گنت نعمتیں مجھے ملتی رہتی ہیں وہ صرف حضرت اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ لہٰذا خداوند لاشریک ہی تمام نعمتوں کا شکریہ بجالانے کا حقدار اور سزاوار ہے۔ اس کا فائدہ یہ بھی ہو گا کہ اس کے بار بار پڑھنے سے ذاکر اور دعا پڑھنے والوں کے نعمتوں میں ترقی اور اضافہ ہو گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہ! اللہ تبارک و تعالیٰ کی مہربانی کرم ہے کہ ہمیں یہ دو مختصر مگر برکت والے کلمے عنایت فرمائے جن کے ثواب بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ہر وقت کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنا ربط و تعلق پیدا کرے۔ اور ہر حال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔

• جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ" کہ اپنے ایمان کو تازگی بخشا کرو۔"

صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم اپنے ایمان کی تجدید و تازگی کس طرح کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ !!

کثرت سے پڑھا کرو۔"

• جناب حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے : "میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو کوئی اللہ وحدہٗ لاشریک کا بندہ سچے دل سے اس کو پڑھ لیا کرے اور پھر وہ مر جائے تو اس پر دوزخ حرام ہوگا۔" حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا : - یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کونسا کلمہ ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔"

اس پاک اور بابرکت کلمہ کے ذِکر کو ہمارے صوفیائے کرامؒ کلمۂ نفی واثبات کہتے ہیں۔ اس لئے آپ "اورادِ فتحیہ" میں اس کلمۂ نفی واثبات کو خدائے لاشریک کی دوسری صفتوں کے ساتھ پائیں گے۔ اسی طرح اس کلمۂ بابرکت میں کثرت سے ذِکر مجرّد لفظ "اللّٰہُ" جیسا کہ اسمائے حسنیٰ وغیرہ ہیں۔ اور "سُبْحَانَ" کا لفظ پائے جاتے ہیں۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے چار سو سے زاہد اولیاءؒ و مشائخؒ سے اورادِ فتحیہ پڑھنے کی اجازت حاصل کی ہے، اُن کے طفیل اور واسطے سے اس میں تصوّرِ شیخ بھی حاصل ہوتا ہے ۔

● اسی مضمون کو حضرت زبدۃ المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ "قول الجمیل میں اشغالِ مشائخ نقشبندیہ" کی بحث میں فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو قول الجمیل ص۳۰ مطبوعہ، مطبع محمدی بمبئی)

"قَالُوْا طُرُقُ الوصولِ الی اللّٰہ ثلٰثٌ" اَحَدُھَا الذِّکْرُ فَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ مُتَقَدِّمِیْھِمْ وَثَانِیْھَا الْمُرَاقَبَۃُ وَثَالِثُھَا الرَّابِطَۃُ بِشَیْخِہٖ۔"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ سے قرب و نزدیکی حاصل کرنے کے لئے تین طریقے ہیں۔ جن میں سے پہلی چیز ذکر نفی و اثبات ہے، یعنی:

●(۱) کلمۂ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کثرت سے پڑھنا،

●(۲) اَلْمُرَاقَبَۃُ، یعنی: طریقۂ وصولِ اِلیَ اللّٰہ کا مراقبہ ہے مُراقَبَۃ، کی یہ حقیقت ہے کہ سالک راہِ حق میں اپنی تمام توجہات اللہ تعالیٰ کی صفتوں کی طرف لگائے یا اُس حالت کی طرف متوجہ ہو جبکہ رُوح جسم سے جُدا ہوتی ہے،

●(۳) الرَّابطۃُ بِشَیْخِہٖ، یعنی تیسرا طریقہ وصولِ اِلیَ اللّٰہ کا یہ ہے کہ طالب اپنے مُرشد کے ساتھ اپنا اعتقاد اور تعلق رکھے۔"

غرض، ان ہی کلمات مقدسہ کے بارے میں رسول کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خُذُوْا جُنَّتَکُمْ: قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وآلہٖ وسلّم مِن عدُوٍّ حضر؟ قال لا ، ولکن جُنّتکُم مِنَ النّارِ؛ قالوا : سُبحانَ اللّٰہ ، والحمدُ لِلّٰہ ، ولا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ، واللّٰہُ اکبرُ : « فاِنّھُنّ یأتِین یومَ القیامۃِ مُجنّباتٍ و مُعقِّباتٍ ، وھُنّ الباقیاتُ الصّٰلِحاتُ ۔ »

(رواہُ النسائی واللفظ لہٗ وصحّحہٗ علیٰ شرطِ مسلم)

یعنی ؛ فرمایا آپ ؐ نے ، اپنی بچاؤ اور حفاظت کی چیزیں پہلے سے ہی حاصل کرو ۔ صحابہؓ نے عرض کیا : کیا پیش آنے والے دشمن سے بچنے کے لئے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : نہیں ! بلکہ جہنّم سے بچنے اور اس سے نجات پانے کے لئے ، صحابہؓ نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول ؐ ! وہ چیزیں کیا ہیں ؟ پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : سُبحان اللّٰہ والحمدُ لِلّٰہ ولا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ واللّٰہُ اکبرُ ، پڑھا کرو ۔ بے شک یہ کلمات روزِ قیامت میں بچانے والے اور جہنّم کی آگ سے دُور رکھنے والے ہوں گے ، یہی کلمات باقی رہنے والے اور لافانی ہیں اور یہی کلمات نہایت عمدہ ڈھال اور دوزخ سے بچاؤ کی استعداد و صلاحیّت رکھتے ہیں ۔ »

اور طبرانیؒ کی روایت میں ہے کہ اِن کلماتِ بابرکات کے ساتھ لاحول ولا قوّۃ الّا باللّٰہ " بھی آیا ہے ، یعنی : بدی سے بچنے اور عباداتِ الٰہی کیلئے قوّت و طاقت صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے ۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھنے کا طریقہ

یہ ہے کہ، ذاکر کو چاہیئے وہ پہلے اپنے آپ کو خارجی تعلّقات و پریشانیوں سے جُدا کرے، مثلاً لوگوں کے تعلقات سے یکسوئی و تنہائی حاصل کرلے۔ اور اسی طرح اندرونی پریشانیوں سے بھی اپنے آپ کو خلاص کرلے جیسے بھوک، غصّہ، غیظ و غضب، دُکھ درد، سیر شکمی جیسے امراض سے محفوظ رہ کر موت کا تذکرہ کرے، اسطرح کہ گویا وہ ملک الموت کے بالکل قریب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہی سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگے، اپنے دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دَم سانس کو اپنے پیٹ میں حَبّس کرے اور دل سے کہے "لَا" اُس کو اپنی ناف تک داہنی طرف لگا لے اور اس کو کھینچے یہاں تک کہ اپنے مُونڈھے تک پہنچے، پھر مونڈھے کی سر کی طرف جُھکا دے اور ہلادے اور کہے "اِلٰہَ"۔ پھر اپنے دل میں سختی سے "اِلَّا اللّٰہ" کی ضرب لگائے۔ (شاہ ولی اللہ محدثؒ)

شاہ صاحبؒ کی اصلی عبارت عربی میں ملاحظہ ہو:

وَصِفَتُہٗ اَنْ یَنْتَہِزَ فُرْصَۃً مِنَ التَّشْوِیْشَاتِ الْخَارِجِیَّۃِ کَالْاِسْتِمَاعِ اِلٰی اَحَادِیْثِ النَّاسِ وَالدَّاخِلِیَّۃِ

كالجوع المفرط والغضب والالم والشبع المفرط ثم يذكر الموت ويحضره بين يديه ويستغفر الله مما صدر منه من المعاصي ثم يضم شفتيه و يغمض عينيه ويحبس نفسه في بطنه ويقول بالقلب "لا" يخرجها من سرته الى الايمن و يمرها حتى يصل الى منكبه ثم يحرك منكبه الى راسه فيقول: "اله" ثم يضرب في قلبه بالشد "الا الله"—

یہاں ضمناً عرض کرونگا کہ نقشبندی حضرات کے تمام اذکار کی بنیاد کلمہ توحید "لا اِلٰہ الا اللہ" پر ہے لہٰذا اس کے پڑھنے کا بھی پورا اہتمام وہ فرماتے ہیں ـــــ افسوس ہے! اب کلمہ توحید پڑھنے کا نہ اہتمام رہا اور نہ اس کے مطابق عمل ـــــ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرف اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے۔

دل بہ سخن محمدی بند ❖ اے پور علی ز بو علی چند

حضرت میر رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے پہلے فرمایا تھا۔

من نہ گنجم در زمین و آسمان
لیکن گنجم در قلوبِ مومنان

اسلیئے اسلاف نے اس کلمۂ بابرکت کے پڑھنے کا بھی اس قدر اہتمام فرمایا تھا۔

رہا یہ امر، کہ حبسِ نفس کا کیا فائدہ ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علمِ سلوک میں قدم رکھنے والوں کو چاہیئے کہ روزانہ اُس ذاتِ پاک کا اسمِ گرامی، یعنی "اللّٰہ" بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ بار، اور کلمۂ نفی اثبات "لا الٰہ الا اللّٰہ" ایک ہزار ۱۰۰۰ مرتبہ پوری پابندی کے ساتھ پڑھنے سے دل میں عجیب آثار پیدا ہوتے ہیں، خاصکر حبسِ نفس میں سانس بند کرکے سالک پڑھا کرے۔ جیسا کہ علماءِ سلوک نے لکھا ہے:

لِحَبْسِ النفسِ خَاصِیَۃٌ عَجِیْبَۃٌ فی تَسْخِیْنِ البَاطِنْ وَیَنْدَرِجُ وَجمع العزِیْمۃِ وَھَیْجَانِ العِشْقَ ......الخ

یعنی: "سانس روک کر (یعنی حبسِ نفس) پڑھنے سے دل میں عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے دل اور باطن میں گرمی، جمعیت عزیمت اور عشق مولائے حقیقی کی کشش پیدا ہوتی ہے۔ البتہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صوفیوں کے حبسِ نفس اور جوگیوں کے حبسِ نفس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کہ صوفیائے کرام کے حبسِ نفس تدریج اور مناسب طریقہ پر اَدنیٰ سے اعلیٰ مرتبہ کی طرف ترقی ہوتی ہے، اور طاق عددوں کا خیال رکھنا چاہیئے

اس میں اس کا بڑا اثر اور دخل ہے۔ یعنی: کہ پہلے ایک سانس سے
"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھے، پھر تین مرتبہ ایک ہی سانس سے یہ
کلمہ توحید پڑھے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ گیارہ مرتبہ تک پہنچ جائے
پھر جو کوئی یہ کلمۂ نفی واثبات یعنی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھے
۔ اِن شاء اللہ اس کو خدائے رحمٰن کی طرف پوری کشش ہوگی اور
باقی ماسوائے اللہ سے وہ متنفر ہو جائے گا۔ (مختصر)

وصول اِلَی اللہ کا دوسرا طریقہ ذکرِ مجرد، یعنی: اللّٰہ! اللّٰہ!
کا وِرد و ذِکر ہے؛ اور اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ "اللّٰہُ" کے
لفظ کو اپنی ناف سے پوری شدت کے ساتھ نکال کر حلق تک پہنچائے
اس میں رفتہ رفتہ ترقی کرے، یہاں تک کہ بعض حضرات ایک سانس
میں ایک ہزار ایک مرتبہ اسمِ پاک "اللّٰہُ" پڑھتے تھے۔

حضرت شاہ ولیؒ فرماتے ہیں: کہ "میں نے اپنے والد صاحب کے ایک
بیعت شدہ عورت کو دیکھا کہ وہ کلمۂ نفی واثبات یعنی: "لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ" ایک سانس میں دو سو مرتبہ پڑھا کرتی تھی۔ ہاں، یاد رہے
کہ ایسے کلماتِ مقدسہ پڑھتے وقت، سالک کی تمام توجہات اور خیالات
صرف خالقِ حقیقی کی طرف ہوتے چاہیئے۔

(ربطِ شیخ، یعنی، تیسرا طریقہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ربطِ شیخ ہے

کہ سالک ۔ اپنے مرشد اور رہبر کے ساتھ پورا تعلق اور وابستگی رکھے، کیونکہ مرید میں ذاتی قابلیت نہیں ہوتی ہے تو وہ اپنے ذکر و فکر کے علاوہ اپنے مرشد کی صحبت و رفاقت قائم رکھے، اس سے وہ دنیوی دھندوں اور فکروں سے خاصی پاکر اللہ جل شانہ، کی طرف خوب متوجہ ہو جائے گا۔ اور مشائخ کرام نے اس کا استدلال اس آیتِ مبارکہ سے کیا ہے:

كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ۔ یعنی: "کہ سچوں کے ساتھ رہو۔"

مگر اس کی شرط یہ ہے: اَنْ يَكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادْدَاشْت ۔ "یعنی، کہ مرشد قوی التوجہ ہو، یادداشت کی مشق رکھتا ہو۔" پھر جب ایسے مرشد کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصوّر و خیال سے خالی کر ڈالے، صرف اپنی محنت کرے اور اپنے مرشد کی فیض رسانی کے لئے منتظر رہا کرے۔

کلمۂ نفی اثبات (یعنی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اور رابطۂ شیخ کی برکت سے بڑی بڑی مصیبتوں سے نجات اور خلاصی حاصل ہوتی ہے، بشرطیکہ پڑھنے والا سچے دل اور اخلاص سے ان چیزوں پر عامل اور حامل ہو۔

چنانچہ منقول ہے: کہ اگلی اُمتوں میں سے کسی اُمت نے ایک سرکش بادشاہ کو جنگ میں ہرا کر گرفتار کر لیا۔ اور آپس میں مشورہ کرکے اس کو ایک دیگ میں بند کر دیا اور اس کے نیچے آگ لگا دی: اس

مصیبت کے وقت اس نے اپنے تمام معبودانِ باطل کو پکارنا شروع کیا۔ اور ہر ایک سے باری باری مدد کے لیے درخواست کی، کہ میں تجھے پوجتا تھا۔ مجھے اس مصیبت سے بچاؤ۔" مگر ایک بھی (باطل معبود) نے اس کی نہ سُنی، سُن بھی کیا سکتے۔ اور وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۔" اللہ کے سوا ان کے حمایتی نہ ہوئے جو اُن کی مدد کرتے۔" کا تجربہ ہو گیا۔ بالآخر ناچار اس نے معبودِ حقیقی اللہ جل شانہٗ کی جانب توجہ کی اور سچے دل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ کر خدائے لاشریک سے دُعا کرنے لگا، کیونکہ جب ہر طرف ناامیدی ہوتی ہے تو بندہ کو معبودِ حقیقی یاد آتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ زُمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ۔"

کہ جب انسان کو کوئی مشکل پیش آتی ہے، تب وہ ربّ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو کر دُعا کرتا ہے۔"

سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۔" اور جب بادلوں کی طرح دریا کی موجیں اٹھ کر گھیر لیتی ہے تو خدا کی خالص بندگی کرنے والے بنکر دُعائیں کرنے لگتے ہیں۔"

الغرض..... عاجز اور پریشان حال بادشاہ نے معبودانِ باطل کو چھوڑ

کر وحدہٗ لاشریک اللہ ربّ العزت کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوکر جب کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا تو مجیبُ الدّعوات نے اس کی دُعا قبول فرمائی۔ جس کی صورت اس طرح ہوئی کہ، پانی کو برسنے کا حکم ہوا اور ہوا کو حکم دیا کہ اس دیگ کو اڑا کر لے جائے۔ اس طرح فوراً بارش ہوئی اور آگ بجھ کر دیگ ٹھنڈی ہو گئی، پھر ہوا نے دیگ کو اڑا کر کسی ایسی بستی میں جا گرا دیا جہاں کے باشندے خداوند لاشریک کی پرستش نہیں کرتے تھے۔ یہاں کے باشندوں نے جب دیگ دیکھی اور دیگ کے اندر ایک شخص (بادشاہ) کو پایا۔ اُسے باہر نکالا اور اُس کا پورا قصّہ سُن کر سب کے سب مسلمان ہو گئے۔" (از برکاتُ الصلحاء)

یہ تو کلمہ — لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — کی دنیوی برکت اور حال ہے۔ اور جو کوئی اس کلمۂ توحید کا سچے دل سے مشتاق اور عمل کرنے والا بن جائے تو آخرت میں یہی کلمۂ مبارک اسکے لئے جنّت میں داخل ہونے کا سبب اور جہنّم سے نجات پانے کا ذریعہ ہو گا — حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

یعنی: جو کوئی سچے دل سے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔" ہاں، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے وقت حضرت شاہ صاحبؒ کی

اس عبارت پر بھی اچھی طرح غور فرمائیے :

" وَالشَّرطُ الاعظمُ نفیُ المعبودیتِ اوالمقصودیۃِ اوالوجُودِ مِنْ غیرِ اللّٰہِ تعالیٰ وَاِثبَاتہَا لہٗ تعالیٰ علیٰ وَجْہِ التاکید وَاجتماعِ الخاطِرِ لاکمایَرِدُ فی النفسِ مِنَ الخطرات والاَحَادِیْث ۔" (از: قول الجمیل)

ترجمہ: " کلمہء نفی و اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کی ذکر کی شرط یہ ہے : کہ ذاکر یہ کلمہ پڑھتے وقت اس بات کا اچھی طرح لحاظ رکھے کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی بھی معبود یا مقصود یا حقیقی موجود نہیں ہے بلکہ معبودِ حقیقی ، مقصودِ حقیقی یا حقیقی موجود صرف ذاتِ پاکِ حضرت اللہ جل شانہٗ ہے ۔ اور دل میں اس کے برخلاف کوئی دوسرا خیال یا وسوسہ نہ آنے پائے ۔ ہاں ! جب ان شرطوں کے ساتھ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا جائے اور حسبِ بیانِ سابق اس کا ذکر و وِرد کیا جائے تو اس کے پڑھنے والے کے کیا کہنے ؛ اور پھر جو اکیسؔ بار ایک ہی سانس سے اس کلمۂ مقدس کا ذکر لے اور پھر رُبّانی کشش اور باطن کا دروازہ خدائے ربُّ العالمین کی طرف نہ کھلے تو اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس کلمہ کا ذکر اپنے اوپر واجب جانے اور باقی اشغال کو چھوڑ دے ۔ اسی تعداد میں وہ اس کا اعادہ کرتا رہے ، یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کا عمل مقبول ہوا ۔

ہاں خیال رہے کہ ایسے وظیفہ کے لئے اکلِ حلال، صدقِ مقال چاہیے، یعنی سالک و ذاکر کی غذا حلال طیب ہو اور اس کا کلام و گفتار سچا ہو چاہئے۔ تب ہی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنا ظہور و جلال اور قوت و طاقت دکھائی دے گا ــــ سچ پوچھئے تو دین اسلام کی بنیاد ہی غذائے حلال اور راست بازی پر مبنی ہے۔ اور اسی روحانی قوت کو عصرِ حاضر کے نام نہاد مفکرین نے مسخ کرکے پیش کیا اور دین کا جو مغز و محور تھا، اس دفن کرکے یورپ کی نقالی، فریب بازی اور بدکاری و چالاکی کو دینِ حق کا جزوِ اعظم بنایا گیا ــ یاد رکھئے! کہ شیطان کا پجاری بننا آسان ہے۔ ہاں، اللہ والا بن جانا مشکل۔ کیا خوب کہا، جس نے بھی کہا ؎

سال ہا باید کہ تا یک مُشت پشم از پشتِ میش
زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

اسی طرح رابطہ شیخ کی برکت کی یہ شرط ہے: کہ،

اَنْ یَکُوْنَ الشَّیْخُ قَوِیَّ التوجہ دَائِمَ الیاد داشت فَاِذَا صَحِبَہٗ خَلّٰی نَفْسَہٗ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ مَحَبَّتَہٗ وَیَنْتَظِرُ لِمَا یَفِیْضُ مِنْہُ وَلِغَمِّضُ عَیْنَیْہِ اَوْ یَفْتَحُہَا وَیَنْظُر بَیْنَ عَیْنَیِ الشَّیْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَیْءٌ فَلْیَتَّبِعْہُ بِمَجَامِعِ قَلْبِہٖ وَالیُحَافِظُ عَلَیْہِ وَاِذَا غَابَ الشَّیْخُ

عَنْهُ تُخَيِّلُ صُورَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُحْبَتُهُ۔"

ترجمہ: "رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو، یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو۔ پھر جب سالک ایسے مرشد کی صحبت اختیار کرلے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصوّر اور خیال کرلے، ماسوائے اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے کہ اس کی طرف کیا فیض و عنایت ہو جائے اور سالک دونوں آنکھیں بند کرلے یا ان کو کھول کر رکھے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کی طرف اپنی نظر جمائے، پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑ جائے، پوری وابستگی اور دل جمعیّت کے ساتھ، اور چاہیئے کہ آئے فیض و برکت کی محافظت کرلے۔ اور جب اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے۔ محبت اور تعظیم کے طور پر کہ اس کی خیالی صورت وہ فایدہ دے گی جو اس کی صحبت فایدہ دیتی تھی۔"

حضرت شاہ صاحبؒ مزید فرماتے ہیں: کہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مقامِ مشاہدہ کا واصل اور نورانی تجلیاتِ ذاتیہ کا حامل ہو، جس کے دیکھنے سے ذِکر کا فایدہ حاصل ہو۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: کہ

أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ، وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔" (هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ) دوستانِ خدا وہ ہیں کہ جن کے دیکھنے

سے اللہ تعالےٰ یاد آجائے ۔" اور دوسری حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے : "ھُمْ جُلَسَاءُ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ: کہ اولیائے اللہ خدا تعالیٰ کے جلیس اور ہمنشیں ہیں ۔

اور تیسری حدیث مبارک میں اُن کی کیفیت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ : "ھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ : اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جن کا جلیس اور ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا ۔" یعنی : رابطہ شیخ خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے ۔ مگر وہ شیخ جو مذکورہ صفات سے آراستہ ہو، صرف نام کے مرشد سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بجائے فائدہ بیعت کرنے والے کو نقصانِ عظیم پہنچ جاتا ہے ۔ اس لئے حضرت پیر رومی" نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں : ؎

اے بسا ابلیسِ آدم روئے ہست
پس بہر دستی نشاید داد دست

مرشد پر اعتماد اور اس کی محبت عمدہ چیز ہے ۔ مگر اوّل مرشد مذکورہ صفات سے آراستہ ہو ۔ دوّم یہ کہ محبت و تعظیم میں افراط و تفریط نہ ہو ، تاکہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذرہ برابر مخالفت نہ ہو ۔

میں کہتا ہوں کہ تصوّر شیخ یا رابطہ شیخ ، علمائے تصوّف کے ہاں مسلّم ہے مگر اس میں تفصیل ہے : وَفِیْمَا ذَکَرْنَا کِفَایَۃٌ لِطَالِبِ الْحَقِّ" صرف آپ اتنا خیال رکھے کہ شیخ فی الواقع شیخ ہو اور وہ اس درجہ

کا ہو کہ انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہو۔ اور وصول اِلی اللہ کا ذریعہ بن جائے، ورنہ بناوٹی شیخ اور اس کا تصوّر اشغال واذکار میں گمراہی کا ذریعہ ثابت ہو گا ـــــ ہاں وصول اِلی اللہ کے تو بس چند چیزیں ہیں:

۱۔ کثرت سے ذِکرِ نفی اثبات یعنی: لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ پڑھنا چاہئے۔

۲۔ ذکرِ مجرد اللّٰہ! اللّٰہ! کا ذِکر حبسِ نفس سے ان دونوں کا ذکر کرنا۔ جیسا کہ بیان کیا، بہت مفید ہے۔

۳۔ وصول اِلی اللہ کا تیسرا طریقہ مُرشدِ کامل کا تصوّر معمول بہ بنانا چاہیئے، تاکہ عبادت میں لذت وسرور اور اخلاص وحضور پا لیا جائے مگر مقصود ومطلوبِ حقیقی ہر صورت میں خدائے واحد کو سمجھنا چاہیئے۔

یہاں پر ایک شرعی سوال ہے اور اس کا جواب دینا بھی مناسب ہے مثلاً، کہ ایک شخص زید جس کی عمر ۲۴ سال ہے، وہ اپنا کاروبار باضابطہ طور کرتا ہے البتہ تزکیہ نفس اور منازل سلوک طے کرنے کے لئے ایک واقف کار نقشبندی بزرگ کے پاس جاتا ہے اور ان سے باطنی فیض حاصل کرتا ہے مگر اس کا باپ نادان، اس ناپائیدار دنیا کے کاموں میں زیادہ شوق رکھنے کی وجہ سے اس کو مرشد کامل کے پاس جانے سے منع کرتا ہے ـــــ تو سوال یہ ہے کہ اب بے چارہ زید اگر مرشد کے پاس جائے تو باپ ناراض ہوتا ہے اور اگر نہ جائے تو دینی خسارہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ اب زید کون سی صورت اختیار کرے گا؟

الجواب :- علماءِ دین نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے :
مُنجیاتِ قلبیہ کی تحصیل اور مہلکات قلبیہ کا ازالہ اور دُور کرنا واجب ہے اور تجربہ سے اس طریق حضرات کاملین مکملین کی صحبت اور اس کی تعلیم پر عمل کرنا ثابت ہے اس لئے ترکِ واجب میں باپ کی اطاعت درست نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا : لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ ۔ " یعنی : "کسی مخلوق کی اطاعت اُس کام میں درست نہیں ہے جس سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی لازم آجائے ۔"

لہٰذا صورت مذکورہ میں مرشد کے پاس جانے سے منع کرنا درست نہیں ہے ۔ نوجوانانِ ملّت کو صلحاءِ اُمّت کے پاس جانے کے لئے منع کرنے ہی سے اُمتِ مرحومہ روبزوال ہوئی ۔ البتہ مُرشد واقعی مُرشد ہونا چاہیے۔

یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویّہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والسّلام کا علم ہوتے ہوئے پیر رہبر اور مُرشد و راہنما کی کوئی ضرورت نہیں ہونی چاہیے ۔ کیونکہ قرآن و سنّت ، رشد و ہدایت کے لئے کافی ہے اس لئے مُرشد کا ہونا کچھ ضروری نہیں ہے ۔ ہاں ، اگر آدمی بے علم ہو اور قرآن و سنّت سے ناآشنا ہو تب اگر مُرشد کا سوال اٹھایا جائے تو یک گونہ درست ہو سکتا ہے ورنہ پیری و مُریدی کا قِصّہ بے کار و بے معنی ہے ۔

الجواب:۔ حضرات! ہمیں آپ کی یہ تقریر تسلیم نہیں ہے کہ اگر کسی کو قرآن و احادیث نبویّہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہو، تو پھر اس کو مُرشد کی ضرورت نہیں ۔۔۔ سچ پوچھئے تو اسی سوال سے ہزاروں بندگانِ خدا گمراہ ہوئے ۔۔۔ مثلاً: یہود و نصاریٰ قرآنِ مجید اور احادیث کا علم و معرفت رکھتے ہیں، اور اتنی معرفت قرآن کی رکھتے ہیں کہ جو بڑے بڑے علمائے اسلام کو حاصل نہیں، مگر پھر بھی وہ اسلام قبول نہیں کرتے بلکہ اُن مُستشرقین کا کام ہی اسلام دُشمنی ہے جو عصرِ حاضر کے سنجیدہ مسلمان بچشم خود ملاحظہ کرتے ہیں اور اسی طرح بہت سے نام کے مسلمان اسلامی لٹریچر کا مطالعہ فرما کر بڑی بڑی مجلسوں میں اور محفلوں کو اپنی تقریروں سے سجاتے ہیں۔ مگر سُننے والے اُن کی تقریروں سے اسلامی مدح سے نابلد ہی رہتے ہیں اور اسلام کی صداقت کا چراغ اُن کے دلوں کو اپنے نُور سے منوّر نہیں کرتا ۔۔۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ صرف یہ ہے کہ اُن کا نہ کوئی مُرشد کامل ہوتا اور نہ ہی انہیں ایسا کوئی اُستاد میسر ہوتا ہے جس کا تسلسل اور تعلّق صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو۔ اس کی ہزاروں مثالیں آپ کے سامنے ہیں ۔۔۔ دوسری وجہ یہ ہے، کہ ہم نے مانا اور تسلیم کیا کہ یہ پورے عالم اور باخبر اور شریعت کے راز دان ہیں۔ مگر یاد رکھئے جس طرح کوئی لائق سے لائق ڈاکٹر اپنی سخت بیماریوں

کا خود بذات علاج کرنے سے قاصر ہے جب تک وہ دوسرے ڈاکٹروں سے مشورہ حاصل نہ کرے گا ۔ (مرحوم ڈاکٹر علی جان ہی کو یاد کرلو۔) بس، اسی طرح اگر کوئی شخص کتنا ہی بڑا عالم و فاضل کیوں نہ ہو وہ کسی کامل پیر و مرشد کے زیرِ سایہ نہ رہے تو وہ جاہل سے بدتر اور کمتر سے کمتر ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی جسمانی بیماری کے علاج کے لئے کسی ماہر ڈاکٹر کا مشورہ حاصل نہ کرے تو اس کے مرض و بیماری میں شفا کیا بلکہ اسے مرض میں اضافہ ہی ہوگا۔

لہٰذا اسی طرح روحانی حیثیت سے انسان میں اخلاقِ خبیثہ جیسے طمع، لالچ، حسد، بغض، عداوت، کینہ، ہوس، تکبّر، غرور، بالاتری، دوسروں کی تحقیر و تذلیل اور، اور قسم کے شیطانی امراض پائے جاتے ہیں۔ مگر اس کو بشریت اور ابلیسی نے اس قدر احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے کہ جو ناقابلِ بیان ہے۔ شرط یہ ہے کہ مذموم صفتیں ہوتے ہوئے بھی وہ بے خبر اور انسے واقف ہوتا ہے، تو وہ خود پھر کس طرح اپنی بیماریوں کا علاج کرے۔ ہاں اگر پیر و مرشد کامل ہو تو وہی رفتہ رفتہ اس کو ان اخلاقی بیماریوں کا کامیاب معالج اور حکیم حاذق بن سکتا ہے اور روحانی ڈاکٹر ا سبھی قرآن و سنّت کے مطابق اس کے دل کو ایسا نُورانی بنائے گا کہ جس سے اُس کا قلب اور دماغ آفتاب جیسا کر دکھائے گا۔ اس لئے ہر صاحبِ علم و فہم اور ہر عامل مسلمان کو مرشدِ کامل اور پیر برحق

کی ضرورت ہے اور آپ اپنی تقریروں، اپنی تحریروں پر بھی نگاہ ڈالئے اور پھر حضرت رومیؒ، حضرت امیر کبیرؒ، حضرت محبوب العالمؒ کے حالات پر ذرہ منصفانہ نگاہ ڈالیئے تو دونوں گروہوں میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دے گا ـــ البتہ یہ ضرور ہے: کہ،

مُرشد فی الواقع مُرشد ہو اور رہبر بھی ہو، رہزن نہ ہو۔ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ مُرشد حقانی اور پیر شیطانی میں فرق کرنا ہر ایک کی بس کی بات نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: ؎

قدر زر زرگر بداند ؛ قدر جوہر جوہری
قدر گل بلبل شناسد ؛ قدر دُلدل شاہ علی

خَلِیلَیَّ قُطَّاعُ الطَّرِیْقِ کَثِیْرَۃٌ
وَاَرْبَابُ الوصول الیہا قلائلُ

("اے میرے دوستو! ہوشیار رہو کہ راستہ کے لٹیرے تو بہت ہیں، مگر اس راستہ کے منزل کو طے کرانے والے نہایت تھوڑے ہیں۔")

حضرت پیر رومیؒ فرماتے ہیں: ؎

اے بسا ابلیس آدم روی ہست
پس بہر دستی نباید داد دست

ناظرین! ہم نے اس سوال کا جواب مختصر مگر جامع لفظوں میں "تاج العارفین" میں بھی دیا ہے۔ ضرورت پڑے تو اسے ملاحظہ فرمائے

ھاں ! اصلی بحث تو اشغال حضرات نقشبندیہ کی تھی ۔ وہ یہ کہ : کلمہ نفی و اثبات یعنی : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ "کثرت سے پڑھنا ۔ ذکر مجرد " اَللّٰہُ ! اَللّٰہُ !! " کا ورد جاری رکھنا ۔ تصور شیخ "۔ خلاصہ جواب یہ ہے ۔ ؎

(۱) گر تو خواہی حُری دل زندگی ۔۔ بندگی کُن ، بندگی کُن ، بندگی
(۲) از خودی بگذر کہ تا یابی خدا ... فانی حق شو کہ تا یابی بقا
(۳) گر ترا باید وصال راستین ۔۔ محو شو واللہ علم بالیقین

اسی کلمہ توحید " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " کو پیش نظر پیغمبر رحمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کہ

" حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں یہ سوال کیا ؟ مولیٰ ! تو مجھے ایسی بات کی تعلیم فرماؤ ، کہ جس سے میں آپ کو اے اللہ یاد کیا کروں اور اسی لفظ سے آپ سے دُعا مانگا کروں ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " پڑھا کرو ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا : اے میرے مولیٰ ! میں ایسے کلمہ کی تعلیم آپ سے چاہتا ہوں کہ جو میرے لئے خاص اور طرہ امتیاز ہو اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ آپ کے سب بندے پڑھتے ہیں ۔ حکم ہوا کہ اگر سات آسمان اور سات زمین اور ان کے میرے سوا آباد کرنے والے ایک ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے

جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ رکھا جائے تو یہی پلڑا (کلمۂ توحید والا) بھاری ہو جائے گا۔"

ناظرین! آپ بھی تو کچھ اندازہ فرمائیے کہ کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور اس کے پڑھنے والوں کو بارگاہِ رَبُّ العالمین میں کتنی بڑی عظمت اور شان ہے ـــ یعنی: "اَللّٰہُ" بس، باقی سب "ھوس"۔

واقعی، اگر حق تعالیٰ کی امداد نہ ہو تو پھر اس راہ کا طے کرنا دشوار ہے کیونکہ خدائی راستہ وہی طے کر سکتا ہے جس کو (اللہ جل شانہٗ) طے کرانا چاہیں۔ اسی لئے سالک کو جب اس پر نظر ہوتی ہے اس وقت وہ پریشان ہوتا ہے اور اس راستہ کے طول و لامتناہی کے خیال سے گھبراتا ہے، اور یوں کہتا ہے:ـ

بحریست بحرِ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا جزانیکہ جان بسپارند چارہ نیست

اور جب اس پر نظر کرتا ہے کہ یہ راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا راستہ ہے جس پر آپ چل رہے ہیں تو اس کی ہمت بندھتی ہے اور یوں کہتا ہے ـ

تو دستگیر شو ای خضرِ پے خجستہ کہ من
پیادہ مے روم و ہمرہاں سوارانند

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اعانت و رفاقت سے اس راستہ پر

چلنے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ یہ تو اُن لوگوں کے لئے ہے جن کی رسائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہو چکی ہے۔ اور جو حضورؐ تک بھی وصول نہ رکھتے ہوں، ان کو اس کی ضرورت ہے کہ ان مشائخ کا دامن پکڑیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں جیسے بادشاہ تک پہنچنے کے لئے وزیر کا واسطہ ضروری ہے، مگر جو وزیر تک بھی نہ پہنچا ہو اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کی خوشامد کرے جو وزیر تک رسائی رکھتے ہیں ـــ" حضرت شیخ فریدؒ فرماتے ہیں:

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق ٭ عمر بگذشت و نشد آگاہِ عشق
گر ہوائے ایں سفر داری دلا ٭ دامنِ رہبر بگیر و پس بر آ

اور مولانائے رومؒ فرماتے ہیں:

یار باید راہ را تنہا مرد ٭ بے قلاؤز اندریں صحرا مرد

قلاؤز سے مراد قل اعوذ یا مولوی نہیں۔ بلکہ قلاؤز کہتے ہیں: "راھنما" کو۔ یہ ترکی لغت ہے ـــ... مطلب یہ ہے کہ اس راستہ کو راہنما کے بغیر طے نہ کرو، ورنہ بہت پریشان ہو گے، اور راستہ طے نہ ہو سکے گا ـــ" آگے فرماتے ہیں:

ہر کہ تنہا نادر ایں رہ را برید
ہم بعون ہمت مرداں رسید

اس میں جواب یہ ہے اُس سوال کا کہ، ہم تو بعض اولیاء اللہ

کو دیکھئے کہ وہ بدون راہنما کے واصل ہو گئے، ظاہر ہیں ان کا کوئی شیخ نہ تھا — مولانا فرماتے ہیں:

"کہ اوّل تو یہ نادر ہے "والنادر کالمعدوم" اس لئے نوادر سے نقص وارد نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ جس کو تم ظاہر میں بدون کسی راہنما کے واصل دیکھتے ہو وہ حقیقت میں ایسا نہیں، واقع میں وہ کسی بھی راہنما کے واسطہ سے واصل ہوا ہے۔ گو ظاہر میں اس کا کوئی شیخ نہیں، مگر وصول اس کو بھی عونِ ہمّت مردانِ طریق سے ہوا یعنی اہل اللہ میں سے کسی نے اُس پر نظر کی ہے جس کی برکت سے وہ واصل ہو گیا ہے۔ گو اس شخص کو اس کی خبر بھی نہ ہو کہ مجھ پر کسی نے نظر کی ہے —

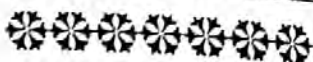
حضراتِ اہل اللہ رحمہم اللہ علیہم کی احسان کی یہ شان ہوتی ہے، کہ بہت لوگوں کو ان کے احسان کی بھی خبر نہیں ہوتی اور وہ ان کے لئے دعائیں کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ حضرت مجدّد صاحب قدس اللہ سرہٗ کا واقعہ ہے: کہ آپ کے زمانہ ایک بزرگ صاحبِ سلسلہ تھے جن سے بہت فیض جاری تھا مگر حضرت مجدّدؒ کو ان کی بابت مکشوف ہوا کہ اس کا خاتمہ شقاوت پر ہو گا۔ پس حضرت مجدّد صاحبؒ یہ دیکھ کر تڑپ ہی تو گئے، آپ کے دل نے گوارا نہ کیا کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت کا ایک بھی شخص شقی ہو کر مرے، اور وہ شخص بھی

کیا جس سے ہزاروں کو دین کا فیض ہو رہا ہے۔ آپ نے اس کے لئے دُعا کرنا چاہی مگر ڈرے کہ اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی مزاحمت نہ ہو کہ تقدیر مکشوف ہونے کے بعد اُس کے خلاف کی دُعا کرنا ہے مگر پھر حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا مقولہ یاد آیا۔ "میں وہ شخص ہوں کہ حق تعالیٰ سے کہہ کر میں شقی کو سعید کر سکتا ہوں۔" اس پر مجدّد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بھی ہمت ہوئی، اور معلوم ہو گیا کہ ایسی دُعا کرنا خلافِ ادب نہیں۔ چنانچہ پھر تو آپ نے اس کے لئے بہت دعائیں کیں، اور پوری کوشش کی کہ کسی طرح اس شخص کی شقاوت کو مبدل بہ سعادت کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ آپ کو مکشوف ہو گیا کہ حق تعالیٰ نے اس کو سعید کر دیا تب آپ کو چین آیا۔ تو دیکھئے حضرت مجدّد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کے حق میں در پردہ کتنا بڑا احسان فرمایا۔ مگر اس شخص کو خبر بھی نہ تھی، اُسے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ میرے واسطے کسی شخص کے دل پر کیا گزر رہی ہے کہ راتوں کی نیند اس کی اُڑ گئی ہے۔"

آپ کو اس واقعہ کی تفصیل مکمل طور "رسالۃ الاسعاد" میں ملے گی، اس کی طرف شائقینِ علم رجوع فرما سکتے ہیں۔ ہم نے ضمناً یہ واقعہ بسلسلہ پیری مُریدی نقل کیا ہے۔ اس میں ہمارا موضوع اشغال نقشبندیہ ہے جس میں تین چیزیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں (جن کی ذکر آ چکی ہے) کہا ہے۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاللّٰہُ اَکبَر



بحثِ سُبحَان

فصل نمبر ۵

چونکہ سُبحَان کا لفظ قرآنِ کریم اور اورادِ فتحیہ میں کثرت سے واقع ہے ــــ اس لئے ایک خاص ضرورت اور وقتی اہمیّت کی بناء پر اس کی تعریف کرنا اور تسبیح پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کیلئے ضروری بن گیا ہے۔

سُبحَان :۔

مصدر ہے کہتے ہیں: "سُبحَان" میں اللہ تعالیٰ کی ہر عیب و برائی سے پاکی بیان کرتا ہوں۔

- وَسُبحَانَ مِن کَذَا : تعجب کے لئے ہے کہ وہ اس سے پاک ہے
- وَاَنتَ اَعلَمُ بِمَا سُبحَانَکَ : یعنی، جو کچھ تمہارے نفس

ہیں ہے اس کو تم ہی زیادہ جانتے ہو۔

التسبیحۃ :۔

تسبیح' کا کلام کرنا۔ اس کی جمع تسابیح آتی ہے — السّبوح: تیز رفتار گھوڑی، متنبّی کہتا ہے ۔ شعر

وَ تُسعِدُنی فِی غَمْرَۃٍ بعد غَمْرَۃٍ
سَبوحٌ لَھَا مِنْھَا عَلَیْھَا شَواھِدُ

یعنی: "مجھے سخت مشکلات میں ایک ایسی گھوڑی مدد کرتی ہے جس کی نجابت و تیز رفتاری پر اس کے ذاتی شواہد دلالت کرتے ہیں۔"

• سُبُّوحٌ: بہت پاک' باری تبارک و تعالیٰ کے صفات میں سے ہے — بہر حال لفظ "تسبیح" کا لغوی معنی' برائی سے دُور کرنے کے آتے ہیں۔ اور شریعت میں تسبیح کے معنی اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہر اس چیز سے مُنزّہ اور پاک جاننے کے ہے جو اس کی شان اور عظمت کے خلاف ہو۔ جیسا کہ علماءِ کرامؒ نے فرمایا:

"التسبیح فی اللغۃِ الاِبعادُ عَنِ السُّوءِ وَفِی اصطلاح الشرع تنزیہُ اللہ جَلّ وَعلا عَن کُلّ مالا یلیقُ بکمالِہٖ وَجلالہٖ۔"

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃُ الجمعۃ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۔ یعنی : کہ "جو چیز آسمانوں میں ہے اور چیز زمین میں ہے۔ سب اللہ (جل شانہٗ) تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔"

واضح رہے کہ آیتِ مبارکہ میں لفظ "مَا" لایا گیا ہے اور "مَنْ" کالفظ نہیں لایا۔ کیونکہ مَا غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور مَنْ ذوی العقول کے لئے۔ لہٰذا اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تسبیح و پاکی جنّ و انسان اور فرشتے ہی نہیں بلکہ تمام حیوانات، درخت، پتھر اور خود زمین و آسمان اور تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پاکی اور عظمت بیان کرتے ہیں۔ اُن کی تسبیح خواہ روحانی ہو یا مقالی، مگر وہ اس پاک ذات کی یاد سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں : ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار
شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرمان نہ بری

یا یوں کہیے : کہ "تسبیح" کا اصل اور مادہ "سَبْحٌ" و "سباحۃ" ہے جس کے معنی تیراکی کرنے کے ہے۔ "مُسَبِّحٌ" : پانی میں تیراکی

کرنے والا کے ہے۔ پس لغوی معنی اور شرعی معنی میں مناسبت ظاہر ہے، کہ جس طرح پانی میں تیراکی کرنے والا ڈوبنے سے نجات پاتا ہے۔ اسی طرح خدائے ربُّ العزت جلَّ شانہٗ کی پاکی بیان کرنے والا اور اس کو ہر عیب و ہر نقصان سے منزّہ جاننے والا شرک جیسے گناہِ عظیم کے وبال سے نجات پاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر و یاد سے اور اس کی عظمت بیان کرنے سے نجات دہندہ زندگی گذارتا اور بسر کرتا ہے۔

یہ ہے: "اضوَاءُ البیَان فی ایضاحِ القُرآن بالقرآن" کی عبارت (عربی) کا خلاصہ۔ اصل عبارتِ عربی بعد میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے انشاءاللہ

واضح رہے! کہ تسبیح سے نکلے ہوئے الفاظِ مقدس قرآنِ کریم میں کہیں تو بصورت صیغۂ امرِ حاضر، اور کسی جگہ بصورت فعلِ مضارع اور کسی جگہ بصورت فعل ماضی وارد ہوئے ہیں۔ جس سے اس بات پر تنبیہ کرنا مقصود ہے، کہ مخلوقات میں خدائے لاشریک کی تسبیح و پاکی بیان کرنا ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہنا چاہیئے تاکہ اُن کو اپنے خالقِ حقیقی سے علیَ الدوام والاستمرار تعلق باقی رہے۔ اور بے راہ روی اور گمراہی سے ہر ایک کو خلاصی حاصل ہو جائے

مثلاً؛ یہ لفظ، یہ سورۂ واقعہ کے آخر میں بصورت امر حاضر آیا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝

(مکذبین کو دوزخ میں) داخل کیا جانا یقیناً صحیح، یعنی حق الیقین ہے، تو تم اپنے پروردگارِ بزرگ کے نامِ مقدس کی تسبیح کرتے رہو"

یہ صیغۂ امر ہے۔

علماءِ اسلام نے لکھا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضؓ کو فرمایا : " اجْعَلُوْهَا فِي رُكُوْعِكُمْ - سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ " یعنی رکوع میں پڑھا کرو، کہ "میرا بزرگ پروردگار ہر عیب و نقصان سے پاک اور منزہ ہے"

اور یہ بھی واضح رہے کہ سورۃ الواقعہ مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور تسبیح کا لفظ فعل مضارع کی صورت میں سورۃ الجمعہ کی پہلی آیت میں وارد ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے :

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ ترجمہ : "کہ ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (قالاً یا حالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں، جو بادشاہ ہے پاک ہے (عیبوں سے)، زبردست حکمت والا ہے"

اور سورۃ التغابن کے شروع میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

ترجمہ: "جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہیں، اسی کی سچی پادشاہی ہے اور اسی کے لئے (لامتناہی) تعریف زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

دیکھئے، یہ صیغہ یعنی "یُسَبِّحُ"، دوام پر دلالت کرتا ہے کہ تمام کائنات حتیٰ کہ وہ بھی جو ہماری عقل کے مطابق شعور اور فہم و فراست نہیں رکھتے، وہ بھی اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی تسبیح کو بصیغۂ امر لایا گیا۔ جیسا کہ سورۂ اعلیٰ کے آخر میں: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۔ "پس پاکی بیان کیجئے اپنے بزرگ و برتر پروردگار کے نام کے ساتھ۔" اور کبھی اس تسبیح کو اپنے مادہ اور مصدر کے ساتھ باعتبار معنیٰ لایا گیا۔ جیسے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا... یعنی "پاکی بیان کرو اس پاک پروردگار کی جس نے رات کے وقت میں اپنے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف سیر کرائی۔" اور یہ بھی ارشادِ باری ہے:

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔ یعنی "پس

اللہ (جل شانہ) کی پاکی بیان کیا کرو، یہ صبح اور شام کے اوقات ہیں۔
یہ محض اس اسلوب سے لایا گیا ہے تاکہ یہ دلالت کرے کہ تمام
مخلوقات ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور صیغۂ عموم
یعنی لفظ "مَا" کے لانے سے اس بات پر دلالت اور اشارہ ہے کہ
عقل والوں کے علاوہ ظاہری طور پر بے عقل وشعور جیسے آسمان، تارے،
سیارے اور ان کے بروج اور پہاڑ، زمین اور گڑھے اور زمین کی
کنادہ راستے خداوند کریم کی تسبیح اور پاکی بیان کرتی ہیں۔ بلکہ
اگر آپ آیت کریمہ، وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ — پر
غور کریں گے تو صاف طور پر عیاں ہو جائے کہ سارے آسمان، زمین،
فرشتے، انسان، جن، جانور، حیوانات، نباتات، درخت اور
ڈھیلے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔

صرف اس دورِ ناہنجار کا انسان خدائے لاشریک کی یاد سے
غفلت برت رہا ہے اور اس کو دوسرے مخلوقات کی تسبیح وتحمید
سمجھ میں نہیں آتی تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔

گُل را قصور نیست تُرا گر زکام است
دربارۂ کارواں ہمہ است طیبِ ما (از نظیری)

علمائے اسلام اس بات میں مختلف الخیال نظر آتے ہیں کہ،
قرآنی آیات میں جہاں "تسبیح" کا لفظ آیا ہے۔ کیا وہ ہر جگہ

اپنے معنائے حقیقی پر محمول ہے ؟ بعض حضرات نے جواب میں فرمایا، کہ تسبیح ہر جگہ اپنے حقیقی معنیٰ، تنزیہ و تحمید پر محمول ہے۔
بعض حضرات نے فرمایا: تسبیح مختلف ہے۔

پس جہاں اس کی عُقلاء (جنّ و انسان و فرشتوں) کی طرف نسبت کی گئی ہے، وہاں اس سے ذکر و تحمید اور تمجید مراد ہے اور جہاں اس کی نسبت حیوانات، پرندوں، نباتات اور جمادات کی طرف کی گئی ہے، وہاں تسبیح سے یہ مراد ہے کہ یہ مذکورہ چیزیں بھی اپنے نفوس کو گواہ بناتی ہیں (اَنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خالِقٌ قادِرٌ) کہ اللہ تعالیٰ ان کا پیدا کرنے والا اور قدرت والا ہے۔"

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: کہ درخت اپنی اصلی حالات میں تسبیح کرتا ہے لیکن جب سوکھ جائے تو اس کی تسبیح بند ہو جاتی ہے۔ اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں: کہ،

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز دو قبروں سے گذر فرمایا اور صحابہؓ سے ارشاد فرمایا: "اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ.... الخ" کہ ان دو قبروں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ کہ ایک ان میں سے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا اور دوسرا، چغل خور تھا۔" پھر آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شاخ کو دو ٹکڑے فرمائے ایک ٹکڑے شاخ کو ایک قبر پر اور دوسرے ٹکڑے کو دوسری قبر پر گاڑھا۔ اور فرمایا: " لَعَلَّهٗ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا "

" ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف فرمائے (ان کے یادِ خدا کرنے کی وجہ سے) جب تک یہ (شاخ کے ٹکڑے) خشک نہ ہو جائیں۔ "

تو اس سے معلوم ہوا کہ نباتات، یعنی زمین میں اُگنی والی چیزیں جب تک تر ہوں اس وقت تک یادِ خدا کرتی رہتی ہیں۔ اگر مقبرہ میں ہوں تو ان کے ذِکر سے مقبرہ کے اموات کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے فقہاءِ کرامؒ نے لکھا ہے: کہ مقبرہ کے درختوں کو کاٹنا خالی از کراہت نہیں ہے۔ (فاحفظہٗ)

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! جب کہ درختوں کی تسبیح سے اموات کو راحت ہوتی ہے ۔ تو کیا جب کہ کوئی وہاں یعنی قبرستان میں قرآن خوانی کرے تو کیا اس سے اموات کو فائدہ نہیں ہوگا۔؟

بہر حال تسبیح جیسے جنّ و انسان اور فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ اسی طرح باقی اشیاء کے لئے ثابت ہے۔ جیسا کہ آیت مبارکہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔ سے ثابت ہے کہ کوئی چیز نہیں ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے

مگر تمہیں ان کی تسبیح سمجھ میں نہیں آتی۔ اسی طرح پہاڑوں اور جانوروں کی تسبیح قرآنِ کریم کی ان آیتوں سے بھی ثابت ہے :

• وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ" (سورۃ الانبیاء)

۔ "اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد (علیہ السلام) کے لئے مسخر کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور جانوروں کو بھی مسخر کر دیا تھا۔ اور ہم ہی ایسا کرنے والے تھے۔" اسی طرح اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوتا ہے :

• اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ"

جبال (پہاڑ) کو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف نسبت کرنا اس بات کی نشانی ہے کہ پہاڑوں کی تسبیح حقیقی معنوں میں وارد ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کی خبر دیتا ہے کہ اُن میں حِس و شعور اور عقل و ادراک ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا :

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا ○

ترجمہ: "بے شک ہم نے (بارِ) امانت آسمانوں اور زمینوں میں پیش کیا تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے

ڈر گئے اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا، بے شک وہ ظالم و جاہل تھا۔
اور معلوم ہوا کہ ان میں بھی حیات اور زندگی ہے۔ جیسا کہ
عارف ربانی حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خاک و باد و آب و آتش بندہ اند
با من و تو مردہ با حق زندہ اند

یعنی کہ، خاک (مٹی)، ہوا، پانی اور آگ سب زندہ ہیں، اور بندگی
کرتے ہیں، اگو کہ ہماری نظروں میں مُردے ہیں، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ
کے ہاں زندہ ہیں۔"

لہٰذا اُن کی تسبیح کرنے میں وہی لوگ شک و شبہ کر سکتے ہیں
جن کا ایمان نیم پختہ ہو، پھر خاص کر اس سائنسی دور میں ان کی
تسبیح میں انکار کرنا بے ایمانی اور جہالت کی بڑی دلیل ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ حشر میں بیان فرماتے ہیں:

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (آیت ۲۱)

ترجمہ:- "اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے
مخاطب)، تُو اس کو دیکھتا کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور
پھٹ جاتا، اور ہم مضامینِ عجیبہ کو لوگوں کے نفع کے لئے بیان کرتے

تاکہ وہ سوچیں۔"

اور اگر سورۃ البقرہ کی اس آیتِ کریمہ پر بھی غور کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہو گا کہ پتھروں میں بھی شعور اور خوفِ خدا ہے مگر آہ! عصرِ حاضر کا مسلمان آہستہ آہستہ اس نعمتِ جلیلہ سے عملاً محروم ہوتا جاتا ہے کہ جب ہی وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ آیتِ مبارکہ یہ ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَالِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ، وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ، وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۝

ترجمہ:۔ "پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے گویا وہ پتھر ہیں یا ان سے بھی وہ زیادہ سخت۔ اور پتھر بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں، اور بعض ایسے پھٹ جاتے ہیں اور ان پانی نکلنے لگتا ہے، اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور خدا تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔"

یہ آیت مبارک صاف طور دلالت کرتی ہے کہ پتھروں میں فہم و فراست اور ادراک پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ مفسر نے فرمائی:

" وَهٰذَا عِنْدُ الاَدبِ ... الانسان۔

یعنی: "ہر پتھر کا اس قسم کا ادراک ودانش انسان کی عقل ودانش سے بھی بڑھ کر ہے۔"

حدیث شریف میں آیا ہے:

"لا یسمع صوت المؤذن من حجر ملتہ ولا من شجر الاشھد لہ یوم القیامۃ۔"

یعنی: "مؤذن کی آواز جب کسی پتھر اور ڈھیلے اور کسی درخت تک پہنچ جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے باایمان ہونے پر گواہی دیں گے۔"

پس اگر پتھروں، ڈھیلوں اور درختوں میں فہم اور سمجھ نہیں ہے تو قیامت کے دن اذان اور مؤذن کی گواہی کیونکر دیں گے۔

کما قال (فبم یشھد ان لم یک مدرکا الاذان والمؤذن)"

ایسا ہی اللہ تبارک تعالیٰ پرندوں کے علم وادراک کی خبر دے کر ہُدہُد کا واقعہ سورۃ النمل میں بیان کرتا ہے:

۔ احطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین ○ انی وجدت امراۃ تملکھم واوتیت من کل شیء ولھا عرش عظیم ○ وجدتھا وقومھا

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝
(سورۃ النمل آیت ۲۲، ۲۳، ۲۴)

ترجمہ آیاتِ مبارکہ ۔ "..... پس وہ آموجود ہوا، کہنے لگا: کہ مجھے ایسی چیز معلوم ہوئی ہے جس کی آپ کو خبر نہیں، میں آپ کے (شہر) سبا سے ایک سچی خبر لے کر آیا ہوں (کہ) میں نے ایک عورت دیکھی کہ اُن لوگوں پر بادشاہت کرتی ہے، اور ہر چیز اسے میسّر ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کے ہم قوم لوگ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں، اور شیطان نے ان کے اعمال آراستہ کر کے دکھائے ہیں، اور (ہدایت کے) راستے روک رکھا ہے۔ پس وہ (ہدایت کے) رستے پر نہیں آئے۔"

ان آیاتِ مقدسہ میں بارہ نکات ایسے ہیں جن کو ھدھد نے ادراک کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کی خبر دی ۔:

(۱) = ادراکہ اِنَّہٗ اَحَاطَ بِمَا لَمْ فِیْ عِلمِ سلیمان علیہ السلام
یعنی کہ اس نے ان باتوں کو معلوم کیا جن کی خبر حضرت سلیمانؑ کو نہ تھی

(۲) = معرفتہ لِسبا بِعَینِہا دُوْنَ غیرِھا، وَمجیئوہ منھا بِنَبَاٍ یقین لَاشَکَّ فِیْہِ۔"
یعنی، اس نے اپنا علم و ادراک ٹھیک ٹھیک معین کر کے قوم سبا کو

متعین کیا اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی، اور پھر اس کا قوم سبا
کی یقینی خبرلے کر آنا جس میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔"

(۳) = مَعْرِفَتَهٗ لِتَوْلِیَةِ الْمَرأۃِ عَلَیْھِم مَعَ اِنْکَارِہٖ ذَالِکَ عَلَیْھِمْ۔"

کہ ہُدہُد نے معلوم کیا کہ قوم سبا کی حکمران ایک عورت ہے جو ان پر
حکمرانی کرتی ہے اور یہ ایسی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بھی اس میں
تامل اور غور وفکر کرکے کہنا پڑا: "اچھا ہم دیکھیں کہ تو سچ کہتا ہے یا
جھوٹ۔"

(۴) = اِدرَاکُہٗ مَا اُوْتِیَتْہُ سَبَأ مِن مَتَاعِ الدُّنیَا مِنْ کُلِّ شَیْئٍ۔

کہ ہُدہُد نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ قوم سبا کو مال و دولت اور
متاعِ دُنیا میں سے ہر چیز عطا کی گئی ہے۔"

(۵) = اَنَّ لَھَا عَرْشًا عَظِیْمًا۔

یعنی؛ کہ ہُدہُد نے سمجھ لیا ہے کہ بلقیس کا تخت ہر لحاظ سے عظیم الشان
تخت ہے۔"

(۶) = اِدرَاکُہٗ مَاھُمْ عَلَیْہِ مِنَ السُّجُودِ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

"ھُدھُد یہ بھی سمجھ گیا کہ قوم سبا کی آفتاب پرستی ناجائز ہے

اور وہ لوگ اللہ واحد و یکتا کو چھوڑ کر کیوں ایک مخلوق کی عبادت کرتے ہیں۔"

۔ (۷) ۔ أدرك أن هذا شرك بالله تعالى ۔

یعنی، وہ سمجھ گیا کہ بلقیس اور اس کی قوم کا آفتاب پرستش کرنا شرک اور گناہِ عظیم ہے۔"

۔ (۸) ۔ أدرك أن هذا من تزيين الشيطان لهم أعمالهم ۔

یعنی وہ سمجھ گیا کہ شیطان نے اس قوم پر غلبہ پاکر ان کے سیاہ عملوں کو آراستہ اور مزین کرکے دکھایا ہے۔"

۔ (۹) ۔ أدرك أن هذا ضلال عن السبيل القويم ۔

یعنی، وہ جان گیا کہ یہ سراسر گمراہی ہے، اور حق سے پھرا ہوا اور دور ہے۔"

۔ (۱۰) ۔ أدرك أنهم لا يهتدون للحق ۔

یعنی ہدایت کے راستے پر نہیں آسکے۔"

وتلقى النبي سليمان من الهدهد هذا الكلام، فقال له (سننظر أصدقت أم كنت من الكاذبين) وسلمه رسالة، وبعثه سفيرًا إلى بلقيس وقومها، (اذهب بكتابي هذا فألقه إليهم ثم تول عنهم فانظر ماذا يرجعون) وكانت سفارة موفقة جاءت بهم مسلمين

[illegible] : (وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ)

ترجمہ: "ہدہد کی باتوں پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے قناعت اور اس کا فیصلہ و ادراک کو تسلیم نہیں کیا، صرف اتنا فرمایا: اچھا ہم دیکھیں گے کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹ" اور اس کے بعد ہدہد کو ایک رسالہ یادگار دے کر بطور سفیر کے بلقیس اور اس کی طرف روانہ کر دیا، اور فرمایا "میرا خط لے جا اور ان کے سامنے ڈال کر واپس آجاؤ، اور دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں" اور ہدہد کی یہ سفارت حسب توقع راہ کے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ثابت ہوئی۔ چنانچہ بلقیس اپنی سرکردہ شخصیات کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں روانہ ہوئی، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اللہ رب العالمین پر ایمان لا کر آپ کے ساتھ ہم خیال اور ہم نوا الٰہ ثابت ہوئی۔"

سبحان اللہ! تو ہدہد کی گفتگو سے ثابت ہوا کہ حیوانات میں بھی شعور اور فہم و ادراک پایا جاتا ہے، اور یہ کہ وہ بھی خالق حقیقی حضرت رب العالمین کو جانتے ہیں اور اس کی تسبیح و پاکی، تحمید و تمجید کرتے ہیں۔ لہٰذا "وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ" کا یہ مفہوم ہوا ہے، اور جس نے یہ کہا کہ ہدہد انسان ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا گورنر تھا اس نے اپنی حماقت و گمراہی اور کفر باطنی کا مکمل ثبوت دیا۔

اور اگر ہم بے بنیاد تاویلوں کو زیر بحث لائیں گے تو وہ بھی ہماری حماقت ہوگی۔ لہذا بمقتضائے کلام شودہ پنداردر پر عمل کرکے ان کے ملحدانہ خیالات زیر بحث لانا نامناسب اور الحاد ہوگا۔ معاذ اللہ من ذالک

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔ کہ ہندوستان کے بعض شاہانِ مغلیہ بھی کبوتروں کو تربیت دے کر مختلف ملکوں میں بادشاہوں کا پیغام دوسرے بادشاہوں تک پہنچاتے تھے۔

بہر حال اصل بحث تو یہ تھی کہ جنّ و انسان اور فرشتے ہی نہیں بلکہ سب مخلوقات اللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ خالق کائنات، اللہ ربّ العالمین جلّ جلالہٗ کی تسبیح کرتے ہیں، بلکہ ہر چیز، حیوانات، طیور (پرندے) اور نباتات بھی تسبیح الٰہی میں قالاً یا حالاً سرشار ہوتے۔ چنانچہ ھُدھُد کا حال اسی ضمن میں زیر بحث آیا۔

"وَکَذٰلِکَ مَاجاءَ عَنِ النَّمْلَۃِ فی قولہٖ تعالیٰ عنہا: (حَتّٰی اِذَا اَتَوْا عَلٰی وَادِ ی) —
النَّمْلِ قَالت، یٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ لَایَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَایَشْعُرُوْنَ۔) ۔فَقَدْ اَدْرَاکَ مَجِیٔ الْجَیْشِ، وَاَنَّہٗ مِنْ وَجُنُوْدِہٖ، وَاَدْرَاکَ کَثْرَتَھُمْ،

وَأَنَّ عَلَيْهَا وَعَلَى النَّمْلِ أَنْ يَتَجَنَّبُوا الطَّرِيقَ، وَيَدْخُلُوا مَسَاكِنَهُمْ، وَهٰذَا الْإِدْرَاكُ مِنْهَا جَعَلَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَبَسَّمُ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَأَنَّ لَهَا قَوْلاً عَلِمَهُ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ: اسی طرح چیونٹی کے متعلق بھی قرآن کریم میں سے ثابت ہے کہ چیونٹیوں میں بھی ادراک و شعور اور مناسب درجہ کی فہم و فراست ہے، جیسا کہ سورۃ النمل میں آیا ہے: کہ "جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے کہ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹی سے کہا: کہ اے چیونٹیو! اپنے رہائش گاہوں میں گھس جاؤ، کیونکہ اِدھر سے سلیمان علیہ السلام آرہے ہیں، وہ اور ان کی لشکر تمہیں بے خبری کی حالت میں کہیں روند نہ ڈالیں۔"

- چیونٹیوں کے ایسی اِس کلام سے درجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱)— کہ لشکر کے آنے کو سمجھ لیا،

(۲)— اور یہ کہ، یہ سلیمان علیہ السلام اور ان کی لشکر ہے،

(۳)— اور یہ کہ وہ لشکر کی کثرت کو تاڑ گئیں،

(۴)— اور اس پر باقی چیونٹیوں پر واجب ہے کہ وہ اُن کے اس راستہ سے ہٹ جائیں جہاں سے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی لشکر آرہے ہیں،

(۵) ـــ اُس (چیونٹی) کی اس بات نے حضرت سلیمان علیہ السّلام کو ہنسایا، حضرت سلیمانؑ کی خصوصیت بھی واضح ہوئی کہ آپ، جانوروں کی (آپسی) بات چیت سمجھتے تھے، اور

(۶) ـــ یہ کہ چیونٹی بھی گویائی رکھتی ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام سمجھتے تھے[۱۱]

مختصر یہ ہے، کہ اس آیتِ مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ چھوٹے چھوٹے حیوانات بھی شعور و ادراک رکھتے ہیں۔ اور یہ کہ وہ بھی اپنے معبودِ حقیقی حضرت خالقِ کائنات جلّ شانہٗ کا حقِ عبودیّت سمجھکر اس کی تسبیح و پاکی میں مشغول ہوتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہمارے حس و خواص میں ان کا ادراک و شعور سمجھ میں نہیں آتا تو وہ ہماری خامی کی دلیل ہے۔ ورنہ انسانوں میں جو کاملِ الادراک جیسے انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاءِ عظام رحمہم اللہ اجمعین، تو وہ بھی رکھتے ہیں، اُن کی تسبیح سمجھتے ہیں[۱۲]

آگے جاکر مفسّر لکھا ہے:

" فقد جاء فی السُّنّةِ ادراكُ الحیواناتِ للمغیبات فضلاً عَنِ المشاهدات، کما فی حَدِیْث الموطّا فی فضل یَوْمُ الجمعة: " وَاِنَّ فِیْهِ خُلِقَ اٰدمُ وَ فِیْهِ اُسْکِنَ الجنّة) اِلٰی قولهٖ صلّی اللّٰهُ علیهِ وَاٰلهٖ وَسلّم " وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ ، مِنْ فَجْرِ يَوْمِ الْجُمعَة حَتّٰى طُلُوعِ الشَّمْسِ اِشْفَاقًا مِنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْس "۔ فَهٰذَا اِدْرَاكٌ وَاِشْفَاقٌ مِنَ الْحَيْوَانِ وَاِيْمَانٌ بِالْغَيْبِ ، وَهُوَ قِيَامُ السَّاعَةِ وَاِشْفَاقٌ مِنَ السَّاعَةِ اَشَدُّ مِنَ الْاِنْسَانِ ۔" (انتہٰی مَاقال فی حدیث)

ترجمہ : احادیث شریفہ میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کو بھی بعض امور غیبیہ کا علم و ادراک ہوتا ہے ۔ چہ جائیکہ مشاہدات کا علم وہ تو من وجہ ان کو ہوتا ہے ۔ چنانچہ مؤطا امام مالکؒ میں روز جمعۃ المبارک کی فضیلت کے بیان میں آیا ہے ، کہ جمعۃ المبارک کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے ہیں ، اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے ہیں ۔ اور اسی دن قیامت ہوگی ۔ کوئی بھی زمین پر چلنے والا حیوان نہیں کہ جو اس دن (یعنی جمعۃ المبارک) برصبح کے وقت ہی سے قیامت کے خوف سے چیخ و پکار اور ہراساں نہیں رہتا ، سوائے جنوں اور انسانوں کے ۔

جناب حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مقدس اس بات پر صاف طور دلالت کرتا ہے ، کہ حیوانات کو بھی فہم و ادراک اور بعض مغیبات کا علم ہے ۔ وہ یہ کہ آج جمعۃ المبارک کا دن ہے کہ کہیں (آج) قیامت واقع نہ ہو جائے ۔ حیوانات کا یہ ادراک

انسان کی فہم و ادراک سے بھی بڑھ کر ہے ۔

آگے جاکر مفسر لکھتا ہے :

" وَقِصَّۃُ الْجَمَلِ الَّذِی نَدَّ عَلٰی اَھْلِہٖ وَخَضَعَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَتّٰی قَالَ الصِّدِّیْقُ : لَکَاَنَّہٗ یعلم اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "نعم انّہٗ مَا بین لابتیھا اِلَّا وَھُوَ یعلمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ " (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

ترجمہ : "کہ اسی طرح اُس اونٹ کا واقعہ جو اپنے گھر والوں سے بھاگ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنی عجز و نیازمندی اس طرح پیش کی ، کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کرنا پڑا : کہ ' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ' اِس کی (اونٹ کی) عاجزی و فریاد اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس کو معلوم ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا : کہ مدینہ کے اطراف میں کوئی شے (چیز) ایسی نہیں ہے کہ جس کو میرے اللہ کے پیغمبر برحق (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و ذریاتہ وسلم) ہونے کا علم و یقین نہ ہو ۔"

اللہ اکبر ؛ اٰمنتُ باللّٰہ ! وبما قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی

اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔
غرض، اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حیوانات کو بھی
محسوسات و مغیبات کا علم و ادراک ہوتا ہے، پھر وہ حیوانات کی
تسبیح پڑھنے اور اللہ ربّ العزت، خالقِ کائنات جلّ شانہٗ کی معرفت
سے کونسی چیز مانع ہے ؟ کوئی بھی چیز مانع نہیں ہے ! خاصکر
جبکہ یہ آیتِ بلند پایہ " وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ رَبِّہٖ "
میں ہر چیز اور ہر شے کے لئے تسبیح ثابت ہوتی ہے ـــــ حیوان
تو بہر حال حسّاس ہے، اس کی ماہیت میں حسّاس داخل ہے۔
قرآن کریم نے " رعد " کے لئے بھی تسبیح ثابت کی ہے کہ فرماتے
ہیں : " وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ ۔ " کہ کڑک بھی اللہ
جل شانہٗ کی تعریف اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور کڑک
کے ساتھ فرشتوں کو تسبیح میں شامل کیا، اور فرمایا :
" وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ـــــ " کہ فرشتے بھی اللہ جل
جلالہٗ کے خوف سے اس کی تسبیح کرتے ہیں ـــــ تسبیح سے اور
کوئی معنی (حال و شہادت وغیرہ) مراد لینا زور و زبردستی ہے۔
پھر جب کہ خود اہلِ اسلام نے جمادات کی تسبیح پر گواہی دی، اور
انہوں نے ان کو تسبیح ظاہری حواسِ خمسہ سے سُنی اور اس کو تحمید
نام رکھا ـــــ جیسا کہ کنکروں کی حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے دستِ مقدس پر آپ کی رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی اور کلمۂ توحید " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھنا ، حاضرین کا اُن کی (کنکروں کی) آواز سُننا ۔ اور اُستن حنان کا واقعہ ، حاضرینِ مسجد اس کے رونے کی آواز سُننا ، تمام مخالفانہ انکار و تاویلات پر لات مارتے ہیں ...... "

حضرات !

یہ لفظ سُبحان و تسبیح پر جو اجمالی بحث اردو میں کی ہے یہ بحث تحریر راقم کی از خود نہ تھی ، بلکہ بحث و تحریر جدید ترین تفسیر ، " أضواءُ البيان في إيضاح القرآنُ بالقرآن ۔ " کی عبارت کا خلاصہ اور جوہر ہے ۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۔ اور ہم اہلِ علم کے لئے اصلی عبارت تفسیر مذکور کی من وعن پیش کرتے ہیں ' اُمید ہے کہ اہلِ حق کو اس عبارت کے مطالعہ سے مزید تشفی ہو جائے گی ــــ ملاحظہ ہو "اضواءُ البيان الجزاء الثامن ، مطبوعۂ مصر (ص۱۲ تا ص۲۰)

إن أصل التسبيح من مادة سبح ، السباحة والتسبيح مشتركان في أصل المادة ، فبينهما اشتراك في أصل المعنى ' والسباحة في الماء ينجو بها صاحبها من الغرق ' وكذالك

المسبح لله والمنزه له ينجو من الشرك ويحيا بالذكر والتمجيد لله تعالى-

وقد جاء الفعل هُنَا بصيغة الماضي : سبح لله كما جاء في أول سورة الحديد -

قال أبو حيان عندها : لما أمر الله تعالى الخلق بالتسبيح في آخر سورة الواقعة، يعني في قوله تعالى : (إن هذا لهو الحق اليقين فسبح باسم ربك العظيم) جاء في أول السورة التي تليها مباشرة بالفعل الماضي ليدل على أن التسبيح المأمور به قد فعله . والتزم به كل ما في السماوات والأرض - اهـ -

ومعلوم أن الفعل قد جاء أيضًا بصيغة المضارع كما في آخر هذه السورة : (يسبح له ما في السماوات والأرض وهو العزيز الحكيم) ، وفي أول سورة الجمعة : (يسبح لله ما في السماوات وما في الأرض الملك القدوس العزيز الحكيم) ، وفي أول سورة التغابن : (يسبح لله ما في السماوات وما في الأرض له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير) ، وهذه الصيغة تدل على الدوام والاستمرار -

بل جاء الفعل بصيغة الأمر: (سبح اسم ربك الأعلى)، (فسبح باسم ربك العظيم)

وجاءت المادة بالمصدر: (سبحان الذي أسرى بعبده ليلا)، (فسبحان الله حين تمسون و حين تصبحون) ليدل ذلك كله بدوام و استمرار التسبيح لله تعالى من جميع خلقه، كما سبح سبحانه نفسه، وسبحته ملائكته ورسله على ما سيأتي إن شاء الله تعالى بيانه.

وما في قوله تعالى: (ما في السماوات وما في الأرض) من صيغ العموم، وأصل استعمالها لغير العقلاء، وقد تستعمل للعاقل إذا انزل منزلة غير العاقل، كما في قوله تعالى: (فانكحوا ما طاب لكم من النساء) ومجيؤها هنا لغير العاقل تغليباً له للكثرة كما تقدم، فتكون شاملة للعاقل من باب أولى.

ومما يلفت النظر أن التسبيح الذي في معرض العموم كله في القرآن مسند إلى "ما" دون "من" إلا في موضع واحد، هو قوله تعالى: (تسبح له السماوات السبع والارض و من فيهن)، وهذا

شاهد على شمول " ما " وعمومها المتقدم ذكرها . لأن الله سبحانه أسند التسبيح أولا إلى السماوات السبع والأرض صراحة بذواتهن وهن من غير العقلاء بما في كل منهن من أفلاك وكواكب وبروج ، أو جبال وجماد وفجاج ، ثم عطف على غير العقلاء بصيغة " من " الخاصة بالعقلاء فقال : (ومن فيهن) ، وإن كانت " من " تستعمل لغير العقلاء إذا نزلت منزلة العقلاء كما في قول الشاعر

أسرب القطا هل من يعير جناحه ؟

لعلي إلى من قد هويت أطير .

وبهذا شمل إسناد التسبيح لكل شيء في نطاق السماوات والأرض ، عاقل وغير عاقل . وقد أكد هذا الشمول بصريح قوله تعالى : (وإن من شيء إلا يسبح بحمده) ، وكلمة " شيء " أعم العمومات ، كما في قوله تعالى : (الله خالق كل شيء) ، فشملت السماوات والأرض والملائكة والجن والطير والحيوان والنبات والشجر والمدر ، وكل مخلوق لله تعالى .

وقد جاء في القرآن الكريم ، والسنة المطهرة

إثبات التسبيح من كل ذلك كل على حدة۔

أولا = تسبيح الله تعالى نفسه : (سبحان الذى أسرى بعبده ليلا)، (فسبحان الله حين تمسون و حين تصبحون۔ و له الحمد فى السماوات والأرض وعشيا و حين تظهرون)، (لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا فسبحان الله رب العرش عما يصفون)۔

ثانيا = تسبيح الملائكة (وإذ قال ربك للملائكة إنى جاعل فى الأرض خليفة قالوا أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك و نقدس لك) وقوله : (وترى الملائكة حافين من حول العرش يسبحون بحمد ربهم)، و (يسبحون الليل والنهار لا يفترون)۔

ثالثا = تسبيح الرعد : (ويسبح الرعد بحمده)۔

رابعا = تسبيح السماوات السبع والأرض : (تسبح له السماوات السبع والأرض)۔

خامسا = تسبيح الجبال : (إنا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشى والإشراق)۔

الجبال يسبحن والطير) -
تسبيح الانسان: (فسبح بحمد ربك وكن
ساجدًا من الساجدين)، (فسبح باسم ربك العظيم)، (فخرج على
قومه من المحراب فأوحى إليهم أن سبحوا بكرة وعشيا)
فهذا الإسناد التسبيح صراحة لكل هذه العوالم
مفصلة ومبينة واضحة - وجا مثل التسبيح،
ونظيره وهو السجود مسندًا لعوالم أخرى وهى
بقية ما فى هذا الكون من أجناس واصناف فى
قوله تعالى: (الم تر أن الله يسجد له من فى
السماوات ومن فى الأرض والشمس والقمر والنجوم
والجبال والشجر والدواب وكثير من الناس) -

ويلاحظ هنا أنه تعالى أسند السجود أولا لمن فى السماوات
ومن فى الأرض، و "من" هى للعقلاء أى الملائكة والإنس
والجن، ثم عطف على العقلاء غير العقلاء بأسمائهن
من الشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب، فهذا
شمول لم يبق كائن من الكائنات ولا ذرة فى فلاة
إلا شملته.

العام الباقی علی عمومه، والعام المخصوص، وهل عموم "ما" هنا باقٍ علی عمومه أم دخله تخصیص؟

قال جماعة من العلماء منهم ابن عباس رض: إن العموم باقٍ علی عمومه، وإن لفظ التسبیح محمول علی حقیقته فی التنزیه والتحمید۔

وقال قوم: إن العموم باقٍ علی عمومه لم یدخله خصوص، ولکن التسبیح یختلف، ولکل تسبیح بحسبه، فمن العقلاء بالذکر والتحمید والتمجید کالإنسان والملائکة والجن، ومن غیر العاقل سواء الحیوان والطیر والنبات والجماد، فیکون بالدلالة بأن یشهد علی نفسه، ویدل علی أنه الله تعالیٰ خالق قادر۔

وقال قوم: قد دخله التخصیص۔

ونقل القرطبی، عن عکرمة، قال: الشجرة تسبح والأسطوان لا یسبح۔ وقال یزید الرقاشی للحسن وهما فی طعام وقد قدم الخوان: أیسبح هذا الخوان یا أبا سعید؟ فقال: قد کان یسبح مرة، یرید أن التسبیح من الحی أو النامی سواء الحیوان أو النبات وما عداه فلا۔

وقال القرطبی: ویستدل هذا القول من السنة بما

ثبت عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما من وضع الجريد الأخضر على القبر، وقوله صلى الله عليه وآله وسلم فيه: "لعله يخفف عنهما مالم ييبسا" أى بسبب تسبيحهما، فإذا ييبسا انقطع تسبيحهما - اهـ -

والصحيح من هذا كله الأول الذى قاله ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما، وهو الذى يشهد له القرآن الكريم لعدة أمور:

أولا = لصريح قوله تعالىٰ: (وإن من شئ إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم) -

ثانيًا = أن الحامل لهم على القول بتسبيح الدلالة هو تحكيم الحس والعقل، حينما لم يشاهدوا ذلك ولم تتصوره العقول، ولكن الله تعالىٰ نفى تحكيم العقل الحسى هنا، وخطر على العقل تصوره بقوله تعالىٰ: (ولكن لا تفقهون تسبيحهم)

ثالثًا = قوله تعالىٰ فى حق نبى الله داوُد عليه السلام: (وسخرنا مع داوُد الجبال يسبحن والطير)، و قوله تعالىٰ: (إنا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشى والإشراق) فلوكان تسبيحها معه تسبيح دلالة كما يقولون، لما كان

لداود عليه السلام خصوصية على غيره.

رابعًا = أخبر الله تعالى أن لهذا العالم كلها إدراكا تامًا كإدراك الإنسان أو أشد منه، قال تعالى عن السماوات والأرض والجبال: (إنا عرضنا الأمانة على السماوات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان إنه كان ظلوما جهولا)، فأثبت تعالى لهذه العوالم إدراكا وإشفاقًا من تحمل الأمانة، بينما سجل على الإنسان ظلما وجهالة في تحمله إياها، ولم يكن هذا العرض مجرد تسخير، ولا هذا الإباء مجرد سلبية، بل عن إدراك تام، كما في قوله تعالى: (ثم استوى إلى السماء وهي دخان فقال لها وللأرض ائتيا طوعا أو كرها قالتا أتينا طائعين) فهما طائعات لله، وهما يأبين أن يحملن الأمانة إشفاقا منها.

وفي أواخر هذه السورة الكريمة سورة الحشر، قوله تعالى: (لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعًا متصدعًا من خشية الله) ومثله قوله تعالى: (ثم قست قلوبكم من بعد ذلك فهي كالحجارة أو أشد قسوة، وإن من الحجارة لما يتفجر منه الأنهار، وإن منها لما يشقق

فيخرج منه الماء، وإن منها لما يهبط من خشية الله)
وهذا هو عين الإدراك أشد من إدراك الإنسان.
وفي الحديث: "لا يسمع صوت المؤذن من حجر
ولا مدر ولا شجر إلا شهد له يوم القيامة" فبم سيشهد
إن لم يك مدركا الأذان والمؤذن.
وعن إدراك الطير، قال تعالى عن الهدهد يخاطب
نبي الله سليمان: (أحطت بما لم تحط به وجئتك من سبإ
بنبإ يقين. إني وجدت امرأة تملكهم وأوتيت من كل
شيء ولها عرش عظيم. وجدتها وقومها يسجدون
للشمس من دون الله وزين لهم الشيطان أعمالهم فصدهم
عن السبيل فهم لا يهتدون)
ففي هذا السياق عشر قضايا يدركها الهدهد و
يفصح عنها النبي الله سليمان.
الاولى: إدراكه أنه احاط بما لم يكن في علم سليمان.
الثانية: معرفته لسبإ بعينها دون غيرها، و
مجيؤه منها بنبأ يقين لا شك فيه.
الثالثة: معرفته لتولية المرأة عليهم مع إنكاره
ذلك عليهم.

الرابعة : ادراكه ما أوتيته سبأ من متاع الدنيا من كل شيء.

الخامسة : أن لها عرشًا عظيمًا.

السادسة : إدراكه ماهم عليه من السجود للشمس من دون الله.

السابعة : إدراكه أن هذا شرك بالله تعالى.

الثامنة : أن هذا من تزيين الشيطان لهم اعمالهم

التاسعة : أن هذا ضلال عن السبيل القويم.

العاشرة : أنهم لا يهتدون.

وقد اقتنع سليمان بإدراك الهدهد كله فقال له: (سننظر اصدقت أم كنت من الكاذبين)، وسلمه رسالة، وبعثه سفيرًا إلى بلقيس وقومها: (اذهب بكتابي هذا فألقه إليهم، ثم تول عنهم فانظر ماذا يرجعون) وكانت سفارة موفقة جاءت بهم مسلمين في قوله تعالى عنها: (وأسلمت مع سليمان لله رب العالمين)

وكذلك ماجاء عن النملة في قوله تعالى عنها: (حتى إذا أتوا على وادي النمل قالت نملة يا أيها النمل

وهم لا يشعرون) فقد أدركت مجئ الجيش، وأنه لسليمان وجنوده وأدركت كثرتهم، وأن عليها وعلى النمل أن تتجنبوا الطريق، ويدخلوا مساكنهم، وهذا الإدراك منها جعل سليمان عليه السلام يتبسم ضاحكا من قولها وأن لها قولا علمه سليمان عليه السلام -

فقد جاء في السنة إثبات إدراك الحيوانات للغيبات فضلا عن المشاهدات، كما في حديث الموطأ في فضل يوم الجمعة : " وإن فيه خلق آدم، وفيه أسكن الجنة " إلى قوله صلى الله عليه وآله وسلم " وفيه تقوم الساعة وما من دابة في الأرض إلا وهي تصيخ بأذنها من فجر يوم الجمعة حتى طلوع الشمس إشفاقا من الساعة إلا الجن والإنس" فهذا إدراك واشفاق من الحيوان وايمان بالمغيب، وهو قيام الساعة واشفاق من الساعة أشد من الإنسان -

وقصة الجمل الذي ند على اهله وخضع له صلى الله عليه وآله وسلم حتى قال الصديق : لكأنه يعلم انك رسول الله ؛ فقال صلى الله عليه وآله وسلم : " نعم انه ما بين لابتيها الا وهو يعلم أني رسول الله "-

فهذا كله يثبت إدراكا للحيوان بالمحسوس وبالمغيب إدراكا لا يقل عن إدراك الإنسان، فما المانع من إثبات تسبيحهما حقيقة على ما يعلمه الله تعالى منها ؟ وقد جاء النص صريحا فى التسبيح المثبت لها فى أنه تسبيح تحميد لا مطلق ودلالة كما فى قوله تعالى : (ويسبح الرعد بحمده)، وقرنه مع تسبيح الملائكة، (والملائكة من خيفته) وهذا نص فى محل النزاع، وإثبات لنوع التسبيح المطلوب -

خامسا : لقد شهد المسلمون منطق الجماد بالتسبيح وسمعوه بالتحميد حسًا كتسبيح الحصا فى كفه صلى الله عليه وآله وسلم، وكحنين الجذع للنبى صلى الله عليه وآله وسلم حتى سمعه كل من فى المسجد، وما أخبر به صلى الله عليه وآله وسلم : " إنى لأعلم حجرًا فى مكة ما مررت عليه إلا وسلم علىّ " وما ثبت بفرد يثبت لبقية أفراد جنسه كما هو معلوم فى قاعدة الواحد بالجنس والواحد بالنوع -

بحثِ عقائد

ضروری نوٹ اوراد شریف اصل میں اوراد و اذکار کی کتاب ہے لیکن حضرت امیرؒ نے ضمناً عقائد کی طرف بھی بطریقِ احسن رہنمائی فرمائی ہے یہ چیز آنجنابؒ کے علم پر اور دور اندیشی و فراست پر دلالت کرتی ہے۔ حدیث شریف "رضینا باللّٰہ ربًّا سے لیکر نبیًّا و رسولاً" تک لایا ہے۔ اس کے بعد کے الفاظ میں خصوصاً خلفاء راشدینؓ کا ذکر کر گئے لہٰذا آپؒ نے اپنے مذہب و مسلک کی بہترین ترجمانی فرمائی ہے۔"

بحثِ اعتقاد ربوبیت حضرت اللہ جل جلالہ

(۱)

فصل نمبر ۶ رَضِینَا بِاللّٰہِ تعالیٰ رَبًّا ، ہم اس بات پر خوش اور راضی ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہمارا پروردگار اور مالک ہے۔"

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہی لائقِ عبادت و بندگی ہے۔ کیونکہ وہی آسمانی و زمینی کے مخلوقات کا مالک اور پروردگار ہے ہم اسی کی طرف محتاج ہیں کیونکہ وہ ازلی اور ابدی ہے، وہ سب سے بے نیاز ہے۔ لہٰذا ہمیں اسی سے اپنی ساری امیدیں رکھنی چاہیے۔

اسی مضمون کی طرف سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہوتا ہے: لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی: کہ اسی

کی ملکیت ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں، اور جو چیزیں زمین کی تہہ میں ہیں۔

اسی مضمون کی جناب حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قید خانہ کے دو ساتھیوں کو تبلیغ فرمائی: یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطَانٍ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: اے قید خانہ کے دونوں رفیقو! متفرق خدا اچھے ہیں یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرالیا ہے خدا تعالیٰ نے انکی کوئی دلیل نہیں بھیجی، ہر حکم خدا کا ہے اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

غرض ان آیاتِ مقدسہ سے ثابت ہوا کہ اسلام کا رکنِ اعظم توحید ہے۔ اور اسی ربّ کائنات کا ارشاد ہے: وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ "اور اس نے تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔" لہٰذا یہ

تو ذکرِ الٰہی کا صحیح حق ادا ہو گا ـــ

۲۔ وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا " اور ہم خوش اور راضی ہیں کہ دین اسلام ہمارا دین
اور مذہب ہے۔" عربی زبان میں اسلام کا معنی، مطیع و فرمانبردار ہونا،
مذہب اسلام قبول کرنا۔ سِلْم سے یہ لفظ نکلا ہے۔ سِلْم: صلح کرنیوالے کو کہتے
ہیں۔ چنانچہ اہلِ عرب کہتے ہیں: اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَنِیْ وَحَرْبٌ لِمَنْ
حَارَبَنِیْ یعنی، کہ میں صلح کرنیوالے کیلئے صلح جو ہوں اور لڑنے والے کیلئے جنگجو
ہوں۔ دِیْنًا، (ض) دینا: مذہب اسلام قبول کرنا۔ دین: مذہب، ملّت
پرہیزگاری، فرمانبرداری اسی سے یَوْمَ الدِّیْن: بدلہ کا دن، وہ قیامت
کا دن ہے جس میں ہر عاقل و بالغ کو اس کے عملوں کا بدلہ دیا جائیگا۔ جب
اس کا اعتقاد پختہ ہو تو قدرتی طور پر پڑھنے والا نیکوکار، صداقت شعار،
پرہیزگار ہوگا اور رَبِّ کائنات کی نافرمانی سے کوسوں دُور ہوگا۔ لہٰذا
ہر صبح کو یہ کلماتِ مبارکہ پڑھتے وقت ہمیں اپنے کارناموں پر غور کرنا چاہئے
باقی رہا اسلام کا معنی شریعت میں کیا ہے تو حدیثِ جبرئیلؑ میں حضورِ اکرم
فِداہ اَبی و نفسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان لفظوں میں اُس کی
تفصیل فرمائی: قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ
وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؛ ترجمہ:۔ "حضور پُرنور صلی

فرمایا: کہ اسلام کے کیا معنی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ زبان سے (سچی) گواہی دیجائے کہ معبودِ برحق صرف ایک خدا ہے اور حضرت محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے پیغمبرِ برحق ہیں، اور نمازِ پنجگانہ باضابطہ ادا کرنا، اور مال کی زکوٰۃ دینا (جبکہ وہ نصابِ شرعی تک پہنچ جائے) اور ماہِ رمضانؑ میں روزہ رکھنا، اور حجِ بیتؐ اللہ کرنا جبکہ وہاں جانے اور وہاں سے لوٹ آنیکے اخراجات میسّر ہوں۔ گویا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور تفصیلات کتبِ حدیث وفقہ میں موجود اور مذکور ہیں۔ اور رہا یہ امر کہ اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے وہ بحث انشاء اللہ تعالیٰ شرح میں مفصل آجائیگی۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص ان پانچ ارکان کو اپنائے وہ مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کی ستّر سے زیادہ شاخیں ہیں۔

۳- وبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّرَسُوْلًا : اور ہم خوش اور راضی ہیں کہ حضرت محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ قیامت تک آپؐ کی نبوّت ورسالت باقی ہے اور آپؐ خاتم النبیّین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اب آپؐ کے بعد نبی ظلی یا بروزی نہیں ہوسکتا سب کو اسی آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنی فرض اور ضروری ہے۔ ہاں ہزاروں صلحائے امّت اور برگزیدہ اولیائے پیدا ہوئے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہونگے وہ صرف آپؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے نتیجہ میں اس اعلیٰ مقام تک پہنچے ہیں اور آپؐ کے بارے

بھی یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے معنوی حیاتِ کاملہ بھی عطا فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ جس مقدس و مطہر روضۂ مبارک میں آپ آرام فرما ہیں وہ مقدس مقامِ عالی اب تک ہر قسم کے زمینی اثرات اور شر پسندوں کی نقصان رسانی سے محفوظ ہے اور آئندہ بھی بفضلِ اللہ محفوظ رہیگا۔ یہ صرف ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ خود بزبان وحی ترجمان آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "انَّ اللّٰہَ حَرَّمَ علیَ الارض اَجسادَ الانبیاء فنبیُّ اللہِ حیٌّ یُرزَقُ" (رواہ ابن ماجہ) یعنی: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاءِ کرامؑ کے اجسام کو حرام قرار دیا ہے زمین اور اعداءِ دین انکے مبارک اجسادِ شریفہ کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، فرمایا، اللہ کا پیغمبر زندہ ہے انکو مولائے کریم کی طرف سے رزق بھی مہیا کیا جاتا ہے۔ اور مرقات میں ہے کہ رزق سے رزقِ معنوی بھی مراد ہو سکتا ہے اور رزقِ ظاہری بھی، اور لکھا ہے مرقات میں بحفظِ فردٍ مِن بین اَعدائِہ مِن شر البشریہ" کہ کوئی فردِ بشر آپؐ کے دشمنوں میں سے آپکے روضۂ مقدس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ باقی انشاء اللہ اسکی مکمل بحث ہماری زیرِ تالیف کتاب "تحفۃُ المدینہ" میں آپ اپنے وقت پر ملاحظہ فرمائینگے۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اسی خصوصیتِ عالیہ کی بناء پر حضرت امیرؒ نے: "وبحبّیا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم" کو علیحدہ ذکر فرمایا۔ ورنہ یہ عبارت اپنے ماقبل جملہ میں شامل تھی ماشاء اللہ حضرت بانئِ مسلمانی کی علمی اور اعتقادی شان کتنی بلند ہے

کیوں نہ ہو جبکہ آپؒ کی یہ شان ہے :

(رباعی)

منبعُ الجود مصدرُ البرکات ٭ مطلعِ روئے سیدُ السادات
نورِ قندیلِ عرشِ رحمانی ٭ میر سیّد علی ہمدانی

۴ - وَبِالقُرآنِ اِمَامًا : اور ہم خوش اور راضی ہیں کہ قرآن حکیم ہمارا امام و پیشوا اور مُقتدیٰ ہے" واضح رہے کہ قرآنِ کریم اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اس کے تمام کلمات مبارکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل کئے، یہ آپؐ کا زندہ جاوید معجزہ ہے کہ اگر تمام انسان اور جنّ، عرب و عجم اور جنوب و شمال کے اس بات پر جمع ہو جائیں کہ قرآن جیسی ایک سورت بناسکیں گے تو ہرگز وہ بنا نہیں سکتے۔ چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَن يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا : یعنی، آپؐ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنّات (اس بات کیلئے) جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لادیں، تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بنجاوے۔" پس مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآنِ کریم کا مطالعہ کرے اپنی ظاہری زندگی قرآنی احکام کے مطابق آراستہ کرلے اور اپنے باطن اور آخرت کی زندگی کیلئے اسی قرآن کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اور یاد رکھئے جب تک اہلِ اسلام نے اسکے مطابق دنیا میں عمل کیا تو دنیا کی بادشاہی

اور عملاً اس کو رخصت کیا تو وہ نہ دین کے رہے اور نہ دُنیا کے، جیساکہ
آپ اس وقت دُنیا بھر کے خصوصاً ہماری وادی کشمیر کے مسلمانوں کی حالت
آہ!
ذرا مشاہدہ فرماتے ہیں۔
قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا تھا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ
اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الحجرات) ترجمہ: مسلمان
تو سب بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔" بتلائیے ایک طرف
سے یہ حکم الٰہی ہے اور دوسری طرف سے ہماری باہمی رسہ کشی اور باہمی
اختلافات کتنے نازک ہیں۔ ہم یقیناً نافرمانیٔ الٰہی میں مبتلا ہیں۔ کیا ہم
قرآنی احکام کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمان رہ سکتے ہیں؟ کیا دُنیا میں
عمدہ کردار ادا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہماری دینی و دنیوی ترقی کا
ضامن صرف قرآن کریم ہے۔ غیر مسلموں کی اقتدا کرنے والے حضرات علامہ
اقبالؒ کے اس شعر پر تھوڑا سا غور کریں۔

چند خوانی حکمتِ یونانیاں .:. حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

دل بہ سخن محمدؐ ببند .:. اے پورِ علی زبو علی چند

بہر حال حضرت امیرؒ نے اس وظیفۂ مبارکہ میں ہمیں یاد دلا کر اپنی
ذمہ داری پوری ...

اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس مقدس نسخۂ کیمیا اثر سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو آراستہ کریں۔ باقی قرآنی فصاحت و بلاغت کے متعلق شرح میں تفصیل آجائیگی۔

۵۔ وَ بِالْكَعْبَۃِ قِبْلَۃً : اور ہم خوش اور راضی ہیں کہ کعبہ معظمہ ہمارا قبلہ ہے جسکی طرف ہم منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔" جعل اللّٰہ الکعبۃ البیتَ الحرامَ قیاما للنّاس وَالشَّھرَ الحرامَ والھدیَ والقلائدَ ذالِکَ لتعلموا اَنَّ اللّٰہَ یعلمُ مافی السَّمٰوات وَمَافِی الارض وَ اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شیْئٍ علیم ○ ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ نے کعبہ جو کہ ادب کا مقام ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیدیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی کے جانوروں کو بھی اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں اور یہ اسلئے کہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بے شک اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں۔

فائدہ

کعبہ شریف کے مصالح و برکات دنیویہ میں سے بعض یہ ہیں:
(۱) اسکا جائے امن ہونا۔ (۲) وہاں ہر سال حاجیوں کا جمع ہونا جس میں ملی ترقی وقومی اتحاد بہت سہولیت سے میسر ہوسکتا ہے (۳) اس کے بقا تک عالم کا باقی رہنا، حتیٰ کہ جب کفار اسکو منہدم کرلیں گے تو قریب ہی قیامت ہوگی۔
یہی کعبہ ہمارا قبلہ ہے نماز میں اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے یقیناً یہ ہمارے لئے باعث سعادت و نجات ہے جس پر ہمیں خوش اور

راضی ہونا چاہئے۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے کہ "وَبِالْکَعْبَةِ قِبْلَةً"۔
کعبہ شریف کی تاریخ و عظمت و برتری بیان کرنے کیلئے سینکڑوں صفحات
کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ شرح میں سپردِ قلم کی جائے گی۔
۶۔ وَبِالصَّلٰوۃِ فَرِیْضَۃً"، اور ہم نماز کے فرض ہونے پر بھی
خوش اور شادمان ہیں۔ کہ ہماری نمازوں کا قبلہ کعبہ معظمہ ہے۔"
اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں تاکید فرمائی نمازیں قائم رکھنے کی۔ ارشاد ہوتا ہے
اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا : کہ بے شک
باایمانوں پر نماز اپنے اپنے وقت پر فرض کی گئی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب
اور عشاء۔ نمازوں پر پابندی کرنا اور اپنے وقتوں میں ادا کرنا، سفر میں،
حضر میں، اسلامی جہاد کے اوقات میں فرضِ عین ہے اسکا منکر کافر ہے۔
ہاں نماز ہی وہ عبادت ہے جسکے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: "قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" کہ میری چشمان مقدسؐ
کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔" اور کشمیر میں حضرت سیّد عبدالرحمٰن بلبل شاہ صاحبؒ
کی ایک نماز نے سلطنت میں وہ انقلاب لایا کہ پادشاہ اور اہلِ دربار ایک
ساتھ دینِ اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ یہ ہے نماز کی عظمت و
برتری۔ اسی نماز کے متعلق حضرت شیخ نورالدین نورانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ع
نماز پر کھ ضیع زن زوتک ۔۔ لوتک پالِو و سنے بار
اب رہی ہم بدقسمتوں کی نماز تو ایک شاعر اس کے متعلق فرماتے ہیں: ع

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد ؂ کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم راہ ندا دند ؂ کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

اس لئے ہم نے عرض کیا کہ اہل الذکر نماز میں پورے آداب اور خشوع و خضوع کا خیال رکھیں۔

۷۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا " : اور ہم اس بات پر خوش اور راضی ہیں کہ تمام باایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" اسلام میں مشرق و مغرب، جنوب و شمال، رنگ و نسل اور ملک اور وطنیت کا کوئی امتیاز نہیں، بلکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سب مسلمانوں اور باایمانوں کو باہمی برادری، باہمی محبت و صلۂ رحمی، اخوت و ہمدردی میں ایک تسبیح کے دانوں کی طرح ملاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج بھی مدعیان اسلام باہمی رسہ کشی، اور باہمی بندر بانٹ میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو وہی روح اور وہی جذبۂ ایمان عطا کرے جو صفِ اوّل کے مسلمانوں کو حاصل تھا۔ مذکورۃ الذکر سات چیزوں پر ایمان و اعتقاد ہونا چاہئے، تب ہی مسلمان دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں گے۔

دین اسلام کی پُر خلوص دعوت ہونے اور مسلک ظاہر ہونے کی غرض سے حضرت امیر رحمہ اللہ نے مذکورہ کلمات اعتقادیہ کے ساتھ چہار یار با صفا حضرات

ابوبکر صدیق، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء مبارکہ بھی آپ لے آئے، کہ: ہمیں خوش اور راضی ہونا چاہئے کہ ہمارے دینی ترجمان علی الترتیب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر فاروق رضؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ ہیں کیونکہ قرآن و سنّت کے حقیقی ترجمان، دین کے رمز شناس بالذات و بالاصالہ بعد النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہی حضرات ہیں۔ ان کی محبت واتباع کے بغیر دین نامکمل ہے۔"

بہر حال ہمارا مطلب یہ ہے کہ سچا اور پکا مسلمان وہ ہے جس کا دل ان چاروں حضرات کی محبت واحترام سے معمور ہو اور اس سلسلہ میں کوئی تفریق نہ کرے، بلکہ تمام اصحابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت واحترام اور ان کی پیروی اپنے اوپر فرض جانے کیونکہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا: "لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً وَلٰکِنَّہٗ اَخِیْ وَ صَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰہُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلاً۔" (رواہ مسلم) ترجمہ: آپؐ نے فرمایا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا دوست بناتا تب تو میں ابوبکر صدیقؓ کو اپنا دوست بناتا، لیکن یہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ساتھی کو اپنا دوست بنایا۔" بتایئے جسکو حضرت اللہ جلّ شانہٗ اپنا

دوست اور خلیل بنایا ، اُن کے مرتبہ عالیہ بپیش پروردگار کتنا بلند و برتر ہو گا۔ پس ہم اسی وقت سچّے مسلمان کہلانے کے سزاوار ہیں جبکہ ہمارے دِل آپؐ کی محبت سے معمور رہوں ۔

اسی طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا ، " اِنّی لَا اَدرِیْ مَا بقائی فِیکُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ ابی بکر و عُمَر ، " (رواہ الترمذی)

ترجمہ : " کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ بظاہر میں کب تک تم میں رہوں لہٰذا میرے رخصت ہونے کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا اور پیروی کرنا " بتایئے آقائے نامدار جناب محمّدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ان دونوں حضراتؓ کے بارے میں یہ ارشاد ہے تو پھر ہم آپؐ کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے سے پیچھے کیوں رہ جائیں ۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ : یہ دونوں حضرات اہلِ ارض میں سے میرے ۲ دو وزیر ہیں جیسا کہ اہلِ السّمٰوات میں سے میرے ۲ دو وزیر جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہیں ۔"

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، " لِکُلِّ نبیٍّ رفیقٌ وَ رفیقی یعنی فی الجنّۃِ عُثمان " (رواہ ترمذی وغیرہ) یعنی کہ : ہر نبیؑ کے لئے جنّت میں ایک رفیق ہوتا ہے میرا رفیق جنّت میں عثمانؓ

سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں رفیق ہوگا۔ پس وہ شخص دولتِ ایمان سے کس طرح شرفیاب ہوگا؟ جس کا اعتقاد اس کے برخلاف ہوگا۔ معاذ اللہ من ذالک

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے جناب رسولِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" (رواہ احمد والترمذی)۔ یعنی: جس کا میں آقا ہوں تو حضرت علیؓ بھی اس کا آقا ہے۔" یہ حدیث درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی۔

پس ہم سب چاروں حضرات اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا احترام و اقتدا کر کے اپنا ایمان منور کرتے ہیں، اور اپنے اوپر فرض جانتے ہیں۔ اسی کی تعلیم حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس وظیفہ مقدس میں دیگر اپنے مریدوں اور معتقدوں کو نصیحت فرمائی ہے۔ فرضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔ جس پر عمل کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی آپؒ نے اپنا مسلک بھی ظاہر کیا۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ بابا داؤد خاکیؒ (خلیفۂ خاص حضرت محبوب العالم شیخ حمزہ مخدومی کشمیری علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں۔

چار یارِ مصطفیٰؐ را دوستی باید نمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلوٰۃ وسلام کی

فصل نمبر ۷

فضیلت اور ثواب کا بیان

چونکہ حضرت میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اورادِ فتحیہ کے آخر میں صلوٰۃ وسلام کے کلمات بحضور خیر الانام جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیش کیے، وہ بھی آنجنابؐ کے متعدد القاب وصفاتِ عالیہ سے پیش کیے ہیں۔ اس لئے ہم بھی درود وسلام کی فضیلت صحیح احادیث مبارکہ سے پیش کرتے ہیں۔ اور پھر آپ کے ان صفاتِ عالیہ کی بھی کچھ وضاحت کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وَبِیَدِہٖ التوفیق

⊙ درود وسلام کی فضیلت وثواب احادیث کی روشنی میں

■ حدیث ۱ :- قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ــ"

یعنی آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص

مجھ پر ایک درود بھیجے گا اللہ تبارک و تعالیٰ دس درود
بھیج دے گا۔"

حدیث ۲ | قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یُبَشَّرَ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ"

ترجمہ:۔ "حضرت مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،
جو شخص مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے گا، وہ اس وقت تک
وفات نہیں پائے گا جب تک کہ وہ جنّت کی خوشخبری سے سرفراز
نہیں کیا جائے گا۔"

حدیث ۳ | من صَلّٰی عَلَیَّ اَلْفًا لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ۔"

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص
مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف بھیجے گا، اسے دوزخ کی آگ
اثر نہیں کرے گی۔" سُبْحَانَ اللّٰہ! کیا شان ہے درود خوان کی۔

حدیث ۴ | قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَقَدْ اَخْطَأَ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ۔"

ترجمہ: " حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے، اس نے جنّت کے راستہ
کی طرف چلنے میں خطا اور غلطی کی ۔۔ یعنی، جب کوئی صحیح راستہ
چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کرے وہ اپنے صحیح مقصد تک کیسے پہنچے

گا ــــ اس حدیثِ مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم درود خوان کو جنّت کی طرف ضرور پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپ صلعم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے آمین !

حدیث ۵ | قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَولیَ النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً ۔"

ترجمہ :۔ "حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ، روز قیامت وہ شخص مجھ سے زیادہ قریب اور نزدیک ہوگا جو مجھ پر (دنیا میں) کثرت کے ساتھ درود پڑھتا ہوگا" کیونکہ کثرت سے حضرت پیغمبر رحمت محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا آپ صلعم کی سچی محبت اور کمال وصل پر دلالت کرتا ہے ۔

حدیث ۶ | قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلاَتُکُمْ عَلَیَّ مَحَّاقَۃٌ ۔"

ترجمہ :۔ "فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے گناہ مجھ پر درود بھیجنے کے سبب مٹائے جاتے ہیں۔" یعنے درود شریف پڑھنا گناہوں کو بہت زیادہ مٹاتا ہے ــــ اور دوسری روایت میں آیا ہے تمہارے درود گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی

آگ کو مٹاتا ہے۔

حدیث ۷ | قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی کُلِّ جُمُعَۃٍ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً مَحَا اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ کُلَّہَا۔

ترجمہ :۔ حضرت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ہر جمعۃ المبارک میں چالیس مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سب گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔" دوسری روایت میں اسّی (۸۰) مرتبہ آیا ہے۔

حدیث ۸ | قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَا مِنْ دُعَاءٍ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ حِجَابٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیَّ فَاِذَا صُلِّیَ عَلَیَّ انْخَرَقَ ذٰلِکَ الْحِجَابُ وَرُفِعَ الدُّعَاءُ۔"

ترجمہ :۔" حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دُعا ایسی نہیں جس کے اور آسمان کے درمیان پردہ اور آڑ نہیں، یہاں تک کہ میرے اوپر درود نہ بھیجا جائے۔ پس جب دُعا مانگنے والا میرے اوپر درود بھیجتا ہے تو وہ پردہ اور آڑ دور ہو جاتی ہے اور دُعا اوپر کی طرف پرواز کرتی ہے۔"

حدیث ۹ | قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ سَبْعِیْنَ مِنْہَا لِاٰخِرَتِہٖ وَثَلَاثِیْنَ مِنْہَا لِدُنْیَاہُ۔"

ترجمہ :- "اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی دن میں مجھ پر ایک سو مرتبہ درود پڑھا کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر حاجتیں اس کی آخرت میں پوری کرے گا اور تیس حاجتیں اس کی دنیا میں پوری فرمائے گا" بے شک درود شریف کے ذریعہ آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے درود خوان کو تعلقِ خاص اور قرب و نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور ایسا شخص گناہوں کی آلودگی سے پاک و صاف رہتا ہے۔"

حدیث ۱۰ | قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ مَلَائِکَتُہٗ عَشْرَ مَرَّۃً وَلَمْ یَمُتْ حَتّٰی یُبَشَّرَ بِالْجَنَّۃِ۔"

ترجمہ: "حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا، (وہ درود شریف جو نہایت شوق و ذوق اور پورے اعتماد و اعتقاد سے ہو) فرمایا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کو جنت کی بشارت و خوشی نہیں مل جائے گی۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

لوٹ :- مذکورہ بالا دس احادیث مبارکوں کو حضرت جلال الدین

عبدالرحمٰن سیوطی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "لبابُ الحدیث"
میں ذکر کیا ہے۔ فافہم ایھا الغافل ولا تکن من الممترین۔
درود و سلام کی اسی اہمیت کی بنا پر امیر کبیر حضرت میر
سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس بے مثال ذخیرۂ اذکار
اورادِ فتحیہ پر اختتام فرمایا ہے جس میں اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود
بھیجنا ذکرِ الٰہی میں داخل ہے، بلکہ ذکرِ الٰہی کا جزوِ اعظم ہے۔ اس
کے بغیر ذکرِ الٰہی نامکمل رہتی ہے۔ کیونکہ آیت مبارکہ: "یَا اَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔" پر عمل کرنا ذکر
الٰہی میں داخل اور مامور بہ ہے۔
طرفہ یہ ہے کہ آنجناب فیض انتساب رحمہ اللہ کے بحث صلوٰۃ وسلام
میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وہ القاب بھی ذکر کئے
جیسے آپ کی حقیقی عظمت و فضیلت پڑھنے والوں کے دلوں پر آفتاب
عالمتاب کی شعاعوں کی طرح نہ صرف کشش کرتی ہے بلکہ منور بھی کرتی ہے۔
آئیے ہم اس مقام پر قدرے کچھ وضاحت کرتے ہیں:
نکتہ ۱: صلوٰۃ وسلام کے جمع کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ قرآن
شریف کی آیت: صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔" پر پورا
عمل ہو جائے۔

نکتہ ۲: "الصّلوٰۃُ والسّلامُ" میں الف لام عوضِ مضاف الیہ ہے اصل میں صَلاۃُ اللہِ عَلَیْکَ وَسَلامُہٗ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ کی رحمت خاصہ اور اس کا سلام نازل ہوں۔ عربی زبان کے محاورہ میں مضاف کو حذف کر کے اس کی جگہ الف لام لانا بہت معروف و مشہور ہے۔ جیسے "والعاقبۃُ للمتقین" اصل میں حُسنُ العاقبۃِ للمتقین تھا: "وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھلِکَ القُریٰ" میں اصل مُھلِکَ اَھلِ القُریٰ" تھا۔ اسی طرح "وکم مِن قریۃٍ اھلکناھا" اصل میں اَھلِ قریۃٍ" تھا

نکتہ ۳: "اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیکَ یَا رَسُولَ اللہ" جملہ دُعائیہ ہے کہ جس کے معنی یہ ہوئے:

"کہ اے اللہ کے پیغمبر! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ پر اللہ کی رحمت وسلام نازل ہوں"

نکتہ ۴: "کافؔ" خطاب کے لئے عربی میں مخاطب کا وجود حسی کے ساتھ حاضر اور سامنے ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ مخاطب کو وجود ذہنی اور دل میں حاضر رکھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ: "السَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ" سے واضح ہے۔ نماز افضل العبادات ہے، پس جب کہ اس میں

بصیغۂ خطاب درود و سلام پڑھنا درست اور ماجور ہے
تو بوجہ نماز میں بطریقِ اولیٰ جائز ہوگا۔

نکتہ ۵:۔ اگر کوئی خامہ فرسائی کرے کہ نمازی تو یہ کلمات بطریقِ حکایت پڑھتے ہیں۔ اس سے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی دلیل پیش کرو۔ وَلَن یَستَطِیعَ اِلیٰ ذٰلِکَ سَبِیلاً۔ یاد رہے کہ علمی میدان میں صرف چرب زبانی سے باتیں کرنا کافی نہیں ہے۔

نکتہ ۶: خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ فیض اقتران میں اپنے گھروں یا سفروں میں نماز پڑھتے تھے تو وہ بھی التحیات میں یہی کلمات پڑھتے تھے: "اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔" تو معلوم ہوا کہ کافِ خطاب کے لئے عربی زبان میں مخاطب کا وجود خارجی کے ساتھ حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔ فافہم ولا تکن من الغافلین

نکتہ ۷:۔ درود شریف کے ہزاروں صیغے احادیث شریفہ اور سلف صالحین سے منقول ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی درود، درود خوان پڑھ سکتا ہے۔

نکتہ ۸:۔ ہاں! نماز میں جو درود شریف منقول و مشہور ہے اس کو اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح وہ منقول

و ماثور ہے، ورنہ گناہگار ہوگا۔

الغرض: اب ہم اُن مبارک کلمات و القاب کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جو آنجناب رحمہ اللہ نے اوراد فتحیہ میں صلاۃ و سلام کے ساتھ ذکر کیے۔

● ۱ ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اس میں آیت: یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ... الخ کی طرف اشارہ ہے تاکہ لوگوں کے ذہنوں اور ان کے دل و دماغ پر یہ بات جم جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم خدا تعالیٰ کے فرستادہ اور پیغمبر اعظم ع ہیں۔ اور آپ واقعی طور پر دینِ اسلام کی اساس و بنیاد ہیں۔

● ۲ ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اے اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آپ ص پر خدا تعالیٰ کا درود و سلام کثرت سے نازل ہوں۔ آپ ص کا حبیب اللہ ہونا یعنی محبوب خدا ہونا مسلّم ہے۔ کیونکہ آنجناب ص نے ایک حدیث میں فرمایا: اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ، کہ اچھی طرح سُن لو میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، اور حبیب بصیغۂ اسمِ فاعل یعنی مُحِبٌّ اور بصیغۂ اسمِ مفعول بمعنی محبوب بھی آتا ہے۔

ترمذی شریف کے جلد دوم بر صفحہ ۲۰۲ کے حاشیہ پر اس طرح ان لفظوں میں حبیب کی تشریح کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

" وَهُوَ جَامِعٌ لِلْخُلَّةِ وَالتكليم وَالِاصطفاء وَالْمناجات مَعَ شَيْءٍ زَائِدٍ لم يثبت لاحدٍ وهو كونه محبوبُ اللهِ بالمحبة الخاصَّةِ الَّتِي مِنْ خواصه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

والفرق بين الخليلِ وَالْحبيب اَنَّ الخليلَ مِنَ الخُلّةِ اى الحاجة فَاِبراهيم عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ كانت حاجتُهُ وافتقارَهُ اِلَى الله تعالىٰ فمن۔ هٰذا الوجه اتخذهٗ خليلا - والحبيبُ فَعِيلٌ بمعنى الفاعل اَوالمفعول فهو صلى الله عليه وسلم مُحِبٌّ (اسم فاعل) ومحبوب (اسم مفعول) والخليلُ مُحِبٌّ لحاجته اِلَى مَن يُحبُّهٗ والحَبيبُ مُحِبٌّ لالغرضٍ وَالْخليلُ يكونُ فعلهٗ برضى الله تعالىٰ والحَبِيبُ يكونُ فِعلُ اللّٰهِ برضاهُ : قَالَ اللّٰهُ تعالىٰ: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا .. ولسوف يُعطيك ربّك فترضىٰ

كذا في اللمعات

اس عبارت کا حاصل ترجمہ :۔ " حبیب میں خلیل وکلیم

اور برگزیدگی اور مناجات کی سب صفتیں پائی جاتی ہیں اور مزید صفاتِ عالیہ بھی اس میں پائے جاتے ہیں جو دوسروں میں نہیں پائے جاتے ہیں، یعنی کلیم و خلیل اور مصطفیٰ اور صاحبِ مناجات بھی ہوگا اور اس صفات عالیہ کبھی جلوہ افروز ہوتی ہیں جو دوسرے اولوالعزم حضرات میں پائی نہیں جاتیں۔ وہ یہ کہ حبیبِ خاص محبت کے ساتھ محبوبِ خدا ہوتا ہے یہ نشان صرف آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور خلیل اور حبیب میں یہ فرق ہے کہ خلیل عربی میں خُلّۃٌ سے نکلا ہے جس کے معنی حاجت کے آتے ہیں۔ پس حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت اور افتقار تھا اس وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کو اپنا دوست بناکر ان کی حاجت روائی فرمائی۔ اور حبیب خواہ بمعنی فاعل یا بمعنی مفعول مراد لیا جائے کسی ذاتی غرض سے محبوب نہیں کہلاتا۔ خلیل کا فعل خدا تعالیٰ جل شانہٗ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے اور رہا حبیب وہ اس کے برعکس ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فعل اُس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ: "فلنولینک قبلۃ ترضاھا[1]" اور ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ[2]۔" ان دو آیتوں کا ترجمہ:-

آیت ۵ کا ترجمہ :- "البتہ ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیریں گے جس سے آپ راضی ہوں ۔"

آیت ۲۶ کا ترجمہ :- "اور آگے دے گا تجھ کو تیرا ربّ پھر تو راضی ہوگا۔"

خلاصہ یہ ہے کہ :- خلیل طالب ہوتا ہے اور حبیب مطلوب و مقصود ہوتا ہے ۔ وکم مِنْ فرقٍ بینہما ۔

● ۳ - اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوں ، اے اللہ تعالیٰ کے خلیل (دوست) "

تفصیل کے لئے سلام نمبر ۲ یعنی مندرجہ بالا بحث ملاحظہ فرمائیں باقی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مکتوبات شریف میں مکمل بحث کی ہے . انشاء اللہ العزیز شرح کے وقت ہم وہ بحث من وعن درج کریں گے ۔

● ۴ - اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوں ۔ اے اللہ کے نبیؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول بھی ہیں اور اس کے نبی بھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔ ملاحظہ ہو :-

نبیؐ اور رسولؐ میں فرق

نیز پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نبی اُس پیغمبر کو کہتے ہیں جس پر اللہ تبارک

تعالیٰ کی طرف سے وحی آجائے تاہم ازیں کہ وہ کتاب جدید اور شریعت مستقلہ سے سرفراز ہو یا نہ ہو اب آپ رسول کے معنی بھی سمجھ لیجئے۔ اس سلسلے میں علم الکلام کی مشہور کتابوں مسایرہ اور مسامرہ میں "رسول" کی تعریف کا خلاصہ اس طرح ہے: کہ رسول وہ انسان ہے کہ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے وحی آجائے اور نئی کتاب اور نئی شریعت سے بہرور ہو اور یہ کہ اس کے ذریعہ سے پہلی کچھ شریعتیں منسوخ ہو جائے۔

دوسرا قول یہ ہے: کہ نبی اور رسول ہم معنی ہیں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر صاحب مسایرہ علامہ کمال الدین محمد بن ہمام الدین عبد الواحد الشہیر بابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ دوسرا قول درج ذیل حدیث کے مخالف ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "نبی" اور "رسول" میں نمایاں فرق ہے۔ وہ حدیث شریف یہ ہے:-

"انّ رجلاً سأل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم عن اشیاءَ منہا عددھم ولفظ روایۃ احمد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی مسندہٖ قلتُ یا نبیّ اللّٰہِ کم عددُ الانبیاءِ قال مائۃ الفٍ واربعۃ وعشرون — الرسلُ من ذالک ثلثمائۃ وخمس عشر رواہ

الطبرانی فی المعجم الکبیر بلفظ واربعۃ وعشرون
الفا وفی روایۃ کم کانت الرسل قال ثلث مائۃ
وخمسۃ عشر ولیس فیہ سوال عن عدد الانبیاء۔"
خلاصہ حدیث یہ ہے: کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم سے ایک صاحب نے چند باتیں دریافت کیں جن میں سے
ایک بات یہ تھی کہ ' یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
پیغمبروں کی مجموعی تعداد کیا تھی ؟ آپؐ نے فرمایا، کہ کل نبیؐ ایک
لاکھ چوبیس ہزار تھے جن میں سے تین سو پندرہ (۳۱۵) رسول تھے۔"
دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سائل نے بالاصالہ و بالذّات
مرسلین کی تعداد دریافت کی، تو پیغمبر رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے تین سو پندرہ فرمائے۔ یعنی اس روایت میں نبیوں
کے متعلق کوئی سوال نہیں تھا۔ شرح عقائد نسفی میں بجائے
ایک لاکھ چوبیس ہزار کے دو لاکھ چوبیس ہزار مذکور ہیں۔"

شرح عقائد نسفی کی اصلی عبارت ملاحظہ ہو:۔
"انّ النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سُئل عن اعداد
الانبیاء فقال مائۃ الف واربع وعشرون الفاً وفی
روایۃ مائتا واربع وعشرون الفاً۔"

ا۔۔۔ دیکھو مسامرہ و مسایرہ اور علم العقائد کی دوسری کتابیں

کہ "آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے نبیوں کی تعداد دریافت کی گئی تو ایک روایت کے مطابق آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اور دوسری روایت کے مطابق دو لاکھ چوبیس ہزار فرمائی۔"

حق تو یہ ہے کہ نبیوں کی مجموعی تعداد پر کوئی آخری دلیل اور سند نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس طرح ایمان لانا چاہیئے کہ جتنے پیغمبر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اُمَمِ سابقہ کی طرف لوگوں کی رہنمائی اور دینی دعوت کے لئے بھیجے گئے وہ سب کے سب حق پر تھے اور سب سچے تھے اور اس بات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ نبوّت و رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا اور اس کا سلسلہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ پر ختم ہوا ہے۔ اور یہ کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نبوّت و رسالت کے رشتہ مروارید کے سب سے بڑے پُر عظمت و پُر حشمت، خوشنما اور کامل و یکتا دانہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ لہذا جو کوئی بھی آپ کے بعد نبوّت یا رسالت کا دعویٰ کرے وہ باتفاقِ علماءِ اُمّت مُرتد اور واجبُ القتل ہے۔ خاص کر جب کہ ہمارے پیغمبرِ رحمت زندہ ہیں ایسی برزخی حیاتِ طیبہ رکھتے ہیں کہ جو ظاہری حیات سے بھی اعلیٰ واکمل ہے، کما سَیَجِیْئُ عَنْ قَرِیْبٍ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

چنانچہ اسی اہم عقیدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

أَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِيْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰى اُفُقِ الْعُلٰى لَا تَغْرُبُ

یعنی، کہ سابقہ پیغمبروں اور نبیوں کے آفتاب غروب ہو گئے لیکن ہمارا آفتابِ تابان، تابانِ نبوّت حضرت خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سارے جہاں کے اطراف و اکناف حتیٰ کہ آسمانوں کی بلندیوں پر ہمیشہ اور سدا بہار چمکے گا اور باقی رہے گا، اس کی چمک و دمک، اس کی شان و شوکت اور رفعت و عظمت میں کبھی بھی فرق و کمی واقع نہیں ہوگی۔ وَلِنِعْمَ مَا قِيْلَ ؎

محمدؐ بادشاہ دُنیا و دیں ؞ اِمامُ المرسلینَ ختمُ النّبیّیں

● ۵۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ

صفی، صفوۃ سے مشتق ہے۔ صفوہ خیارُ الشیءِ بہترین چیز کو کہتے۔ پس صَفِيَّ اللّٰهِ کے معنی اللہ تعالیٰ کے بہترین اور برگزیدہ مخلوق کے ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے بہترین اور برگزیدہ مخلوق ہیں۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔

● ۶۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللہِ

جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیثِ مبارک میں اس کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "فَاَنَا خَیْرُھُم نفسًا وَخَیْرُھُم بیتًا۔" میں تمام مخلوقات سے بہتر ہوں اپنی ذاتِ گرامی کے اعتبار سے بھی اور اپنے برگزیدہ خاندان کے لحاظ سے بھی۔ ولنعم مَا قال مَن قال رحمہ اللہ

خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
شیوۂ شکل و شمایل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

● ۷۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اخْتَارَہُ اللہُ

اللہ جل شانہٗ کا درود رحمت آپ پر نازل ہوں، اے اللہ تعالیٰ کے وہ ذاتِ گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، جس کو اللہ نے اپنے انبیاء و مرسلین میں (معراج اور مقام محمود وغیرہ کے لئے) منتخب فرمایا، اور یہ ایسا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَاختار موسیٰ قومہ

● ۸۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَرْسَلَہُ اللہُ

اے وہ ذاتِ گرامی، جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سارے عالمین

کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ پر اُس کا درود و سلام نازل ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

واضح رہے اس صلوٰۃ وسلام میں علم فصاحت کی رو سے صنعت تلمیح ہے اکثر لوگوں نے اس پر غور نہ کرنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے "رحمۃً للعالمین" سلاموں میں نہیں لایا۔ مگر انہوں نے غور نہیں کیا کہ "یا من ارسلہ اللہ" میں اشارہ ہے سورۃ الانبیاء کے اس آیت کریمہ کی طرف یعنی وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ : یارسول اللہ ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام اہل عالم کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا یَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰه ، میں "رحمۃً للعالمین" بھی آیا ہے اور دوبارہ اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ؎ سخن شناس نیستی دلبرا خطاء اینجاست

● ۹ ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰه

اللہ تعالیٰ کا درود وسلام نازل ہوں آپ پر، اے وہ پیغمبر جن کو اللہ جل شانہٗ نے زینت بخشی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔"

نوٹ : یہ لیسجہ اللہ کی اس حدیث مبارک کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے جو ہم نے فضائل بسم اللہ ع۶ میں تحریر کی ہے جس میں آیا ہے ، وَزَيَّنَ الانبیاء بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

کہ اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرامؑ کو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے اور بھی زیادہ مزیّن اور بارونق بنایا ہے جس کی شرح کے لئے صفحات کی ضرورت ہے۔

● ۱۰۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ شَرَّفَہُ اللّٰہُ

درود و سلام آپ پر نازل ہوں، اے اللہ تبارک تعالیٰ کے وہ پیغمبر جن کو ربّ کریم نے بے شمار عزت و آبرو سے بہرہ اندوز فرمایا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

لفظ شرّف کے معنی، کی تحقیق کرتے ہوئے المنجد نے لکھا ہے "شَرَّفَ": اس نے بزرگی اور عزت بخشی۔ اس سے اور کیا عزت و بزرگی ہو سکتی ہے کہ اللہ ربّ العزت نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم میں لفظ "طٰہٰ"، "کلمہ یٰسین"، یا ایھا الرسول، یا ایھا النبی پکارا، اور کہیں آپؐ کو یا محمدؐ کہکر نہیں پکارا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

● ۱۱۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ کَرَّمَہُ اللّٰہُ

درود و سلام آپ پر نازل ہوں جنکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مکرّم اور باعزت بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

یہ حدیث وَاِنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ کی طرف اشارہ ہے۔ (ترمذی) یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے اپنے بارے میں فرمایا ، اولین و آخرین میں سب سے زیادہ کریم اور جامع خصالِ محمود ہوں ۔ انعم ما قیل ۔

یا ربّ تو کریمی و رسول تو ہم کریم
صد شکر کہ ہستم میانِ دو کریم

● ۱۲ - اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ عَظَّمَہُ اللّٰہُ

درود و سلام آپ پر نازل ہوں اے وہ ذاتِ مقدس جنکی اللہ تبارک و تعالیٰ نے تعظیم و توقیر فرمائی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ آیت " اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ " کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے ، کہ " بے شک اخلاقِ حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں ۔ اور آیت ، لَقَدْ جَاءَ کُمْ ... کے آخر میں آپ کے دو اسماءِ مبارک کی طرف تلمیح ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں فرماتا ہے : " بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ یعنی :- آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سب کے ساتھ بالخصوص ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں ۔ "

مَا شَاءَ اللّٰہُ ! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و بزرگی کے کیا کہنے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دن کعبہ شریف کی طرف دیکھا تو فرمایا ، " مَا اَعْظَمَ حُرْمَتَکَ وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً عِنْدَ اللّٰہِ مِنْکَ " (ترمذی)

کہ اے کعبہ! تیری عظمت و حرمت اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی اور گرامی ہے۔ مگر مؤمن کی عزت و حرمت اللہ جلّ شانہٗ کے نزدیک تم سے کہیں زیادہ ہے۔"

ہاں، یہ حقیقی مؤمن کی خاص صفت ہے۔ نام نہاد مؤمن اس فضیلت سے کوسوں دور ہے۔

● ۱۳۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

اے تمام پیغمبروں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا درود و سلام نازل ہوں۔" یہ حدیث شریف "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ کی طرف اشارہ ہے: کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "میں حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اولاد کا سردار ہوں۔" اور بعض مفسرین رحمہم اللہ نے یٰسٓ کا معنیٰ یوں کئے ہیں: یَا اَیُّھَا السید، اے بنی نوع انسان کے سردار"۔ حضرت میر رحمہ اللہ آیات و احادیث سے آپؐ کے القاب منتخب فرماتے ہیں۔ یہ آپؐ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ (رحمۃً واسعۃً)

● ۱۴۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ

اے تمام پرہیزگاروں کے پیشوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر اللہ جلّ شانہٗ کی رحمتِ کاملہ اور سلام نازل ہوں۔"

یہ اس حدیث مبارک کی طرف تلمیح اور اشارہ ہے جس میں حضرت

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :-
" اَنَا اَتْقَاکُمْ بِاللّٰہِ ۔" کہ میں تم میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ
کی عظمت وکبریائی کا مشاہدہ کرکے زیادہ ڈرنے والا ہوں ۔ یہ
آپؐ کے کمال قُربتِ الٰہی اور مشاہدۂ صفاتِ جمال و جلالِ کبریائی
کی دلیل اور بُرہان ہے ۔ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
اولین وآخرین میں سب سے اَلْاَتْقیٰ اور زیادہ پرہیزگار ہیں ۔
چنانچہ تفسیرِ احمدیہؔ میں لکھا ہے : " فالحق اَنَّہٗ لاخلافَ
لِاَحَدٍ فی اَنَّ نَبِیَّنَا علیہ السّلام لم یرتکب صَغِیْرَۃً وَ
لَاکَبِیْرَۃً طرفۃَ عَیْنٍ قبلَ الوحیِ وَ بعدَہٗ کما ذکرہ
ابوحنیفہ رحمہ اللّٰہ فی الفِقہِ الاکبر ... الخ ۔" (ص۲۳)
یعنی : سب کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وحی نازل ہونے پہلے اور وحی نازل ہونے
کے بعد کبھی بھی آنکھ جھپکنے کے برابر اپنے اللہ کی نافرمانی نہیں ہونے
دی ، بلکہ ہر آن اس کی مشیّت کے مطابق عمل پیرا تھے ۔ یہی امام
ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے ۔

● ۱۵۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتِمَ النَّبِیّٖنَ

درود وسلام آپ پر نازل ہوں ، اے سب نبیوں کے بعد (ظاہر)
میں تشریف لانے والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۔

لہ : یعنی : تفسیراتِ احمدیہ تصنیف حضرت ملّا جیون ؒ (استاد اورنگ زیب عالمگیر)

یہ آیتِ سورۃ الاحزاب کی طرف اشارہ ہے یعنی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ یعنی حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے والد نہیں لیکن آپؐ اللہ تبارک و تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ درود و سلام ہمارے ایمان کا اساس اور بنیاد ہے اس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوّت کی جزو ایمان قرار دینا مقصود ہے اس سے قادیانیوں اور لاہوریوں کے ارتداد اور ان کے نامسلمان ہونے کی طرف اشارہ ہے تاکہ مسلمان آئندہ کسی فریب دہی میں مبتلا نہ ہو جائیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیرِ کبیر میر سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی الہام پہلے ہی ہوا تھا کہ اس اُمّت میں کبھی کچھ لوگ نبوّت و رسالت کا دعویٰ کریں گے۔ لہٰذا آپ اپنے بعد آنے والے مسلمانوں کو اُس سے متنبہ اور باخبر رکھتے ہیں۔ پس افسوس اُن مسلمانوں پر جو اِس پُر عظمت اور باشان و شوکت وظیفہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

● ۱۶- اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ

درود و سلام آپ پر نازل ہوں، اے گناہگاروں کے شفاعت فرمانے والے (قیامت کے دن) یہ بخاری شریف کے باب الشفاعۃ کی حدیث

کی طرف اشارہ ہے جس میں آیا ہے، قیامت کے دن شفاعت کیلئے لوگ سب اولوا العزم پیغمبروں سے التماس کریں گے، سب جواب دینگے لستُ لھا لستُ لھا : میں اس کیلئے نہیں!! یعنی تمہارے لئے شفاعت کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ آخر میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کیلئے التماس کرینگے آپ انکی التماس سنکر فرمائینگے : انا لھا انا لھا، میں اسی کیلئے ہوں، میں اسی کیلئے ہوں فوراً آپ جبینِ مقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین پر رکھکر باری تعالیٰ سے عاجزی کرینگے تب آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ فرمائے گا:

"یا محمّد اِرفع رَاسَکَ ۔ سَلْ تُعطَ ۔ اِشفَعْ تُشَفَّعْ۔"

یعنی : "اے محمّد ! اپنا سر مبارک اُٹھائیے (خوش ہو جائیے) مانگئے جو کچھ مانگنا چاہتے ہو، آپ کو ضرور عطا کیا جائے گا، شفاعت فرمایئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

درجوشش رحمۃ للعالمین است

سجود او شفیعُ المذنبین است

● ۱۷۔ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا درود و سلام آپ پر نازل ہوں، اے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سب مخلوقات کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اس میں ملائک اور جنّ بھی آئے ہیں۔ لہذا اب یہ اعتراض

نہیں ہو سکتا کہ پیغمبرِ عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بھی نوع انسان کی طرح جنوں اور دیگر مخلوقات کا ذکر کیوں نہیں کیا تو اس کا جواب ہے کہ عالمین، عالم کی جمع ہے۔ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں جس میں جن بھی آتے ہیں۔

لہذا آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تمام مخلوقات کے پیغمبر ہیں، الی یوم القیٰمۃ۔

خاتمہ!

الحمد للہ آج مورخہ ۶ ماہِ ذیقعدہ الحرام ۱۴۱۵ھ خاکسار سید محمد قاسم شاہ بخاری اس کتاب موسوم بہ انفاسِ قُدسِ سیّد کی تالیف و ترتیب سے فارغ ہوا اور اس طرح میری تصنیفات و تالیفات میں یہ کتاب ننانویں (۹۹) کتاب ہے۔

معاصرین کرام یکے بعد دیگرے تقریباً سب رحلت کر گئے حال ہی میں حضرت مولانا سید علاء الدین صاحب بخاری (استاد حنفی عربی کالج) و خطیب جامع سویہ لوگ انتقال کر گئے موصوف میرے ہم درس و شاگردِ اول تھے۔ اب حضرت مولانا سید محمد اشرف صاحب اندرابی (شاگردِ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) بقیۃ السلف ہیں جن سے مل کر گاہے گاہے دورِ رفتہ یعنی عہدِ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ و عہدِ جانشینانِ شیخ الہندؒ کو یاد کرتا ہوں اس طرح باہم شاندار ماضی پہ خونابی آنسو بہاتے ہیں ؎

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا
انیس و لم یسمر بمکۃ سامر

اورادِ فتحیہ

مع اردو ترجمہ موسوم بہ

تحفۂ کبرویہ

از قلم: مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور بے حد رحم والا ہے

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ أَسْتَغْفِرُ

میں عظمت والے اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہتا ہوں۔ میں عظمت والے

اللّٰهَ الْعَظِيْمَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ

اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہتا ہوں۔ میں عظمت والے اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہتا ہوں

الَّذِی لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

وہ خدا ایسا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ جاوید اور مخلوقات کا

وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ وَ اَسْاَلُہُ التَّوْبَۃَ ط

انتظام فرمانے والا ہے اور میں اس سے توبہ قبول کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ

اے اللہ تو ہی ہر قسم کے عیب و نقصان سے پاک ہے، اور تجھی سے

السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ

امن و سلامتی ملتی ہے، اور سلامتی تیرے ہی طرف رجوع کرتی ہے۔

حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ

اے خدا ہمکو زندہ رکھ سلامتی کیساتھ اور ہمکو سلامتی کے گھر یعنی جنت

السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ

میں داخل فرماؤ، اے ہمارے پروردگار تو ہی نہایت برکت والا اور برتر ہے

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝

اے عظمت اور بزرگی کے مالک ہماری دُعا قبول فرماؤ۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا

اے خدا آپ ہی کے لئے حمد و ثنا زیبا اور شایان ہے۔

يُّوَافِيْ نِعَمَكَ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَ

آپ ایسے حمد و ثنا کے سزاوار ہیں جو آپکی نعمتوں کا حق ادا کرے اور آپ کے جملہ

كَرَمِكَ اَحْمَدُكَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِكَ

الطاف و عنایات کا مزید اضافہ کا باعث بنے، اے اللہ میں آپ کی سب

مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَعَلٰى

خوبیوں اور مہربانیوں کی تعریف کرتا ہوں، خواہ میں اُن

جَمِيْعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ

نعمتوں سے باخبر ہوں یا نہ ہوں اور تیری سب نعمتوں کے مقابل جو مجھے معلوم ہیں

اَعْلَمُ وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ ؕ

یا جو مجھے معلوم نہیں اور ہر حال میں

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

میں اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ؕ

خدا وہ معبود برحق ہے کہ اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ہمیشہ زندہ رہنے

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَہٗ مَا

والا۔ نہ اُس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اُسی کا ہے جو کچھ

فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا

کون ہے! کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش

بِاِذْنِہٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

کرسکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ

ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور اس کی معلومات میں سے کسی

مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ

چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے، مگر جس قدر

كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی اور علم آسمان اور

وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ

زمین سب پر حاوی ہے اور اسے اُن کی حفاظت کچھ بھی دشوار

الْعَظِيْمُ ۝

نہیں، وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار

میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں، سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

اللہ سب سے بلند و برتر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہی ہے۔

لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ

اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے

الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۱۰ بار

ہر قسم کی تعریف لائق ہے اور وہ ہر چیز پر طاقت رکھتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْجَبَّارُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حقیقی بادشاہ اور زور آور ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ اپنی ذات و صفات میں) اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ نہایت قوی اور بہت بخشنے والا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَرِیْمُ السَّتَّارُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بہت بخشنے والا اور ہمارے عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بہت اونچا مرتبہ رکھنے والا اور عالیشان ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَالِقُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے جو رات و دن پیدا کرنے والا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَعْبُوْدُ بِکُلِّ مَکَانٍ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہی اس بات کا حق رکھتا ہے کہ ہر جگہ صرف اسی کی عبادت کی جائے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَذْکُوْرُ بِکُلِّ لِسَانٍ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جس کا ذکر ہر (ایک) زبان سے ہوتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَعْرُوْفُ بِکُلِّ اِحْسَانٍ

اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں جو اپنی مہربانیوں اور احسانات سے پہچانا جاتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ

اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں ہوتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِیْمَانًا بِاللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں جس پر میں سچے دل سے ایمان لایا ہوں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَانًا مِّنَ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہ کلمہ بچاتا ہے اللہ کے غضب سے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَانَۃً عِنْدَ اللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہ میرا کلمہ اس کے پاس امانت ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، ہم گناہوں سے بچنے کی طاقت رکھتے اور نہ ہی ہمیں اُسکی عبادت کرنے کی طاقت ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ ط

کوئی معبود نہیں مگر اللہ ج اسلئے ہم صرف اُسی کی بندگی وعبادت کرتے ہیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا ط

کوئی معبود نہیں مگر اللہ ج، یہ کلمۂ حق سچا کلمۂ مقدس ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَّصِدْقًا

کوئی معبود نہیں مگر اللہ ج، میں یہ کلمۂ مبارک پورے حق وصداقت سے کہتا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَبُّدًا وَّرِقًّا

معبودِ حقیقی صرف حضرت اللہ ج ہے میں سب سے علیحدہ ہوکر اسکی بندگی واطاعت کرتا ہوں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَلَطُّفًا وَّرِفْقًا

معبودِ حقیقی صرف حضرت اللہ ج ہے وہ ہم سب پر مہربان اور رفاقت ونرمی فرمانیوالا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ

معبودِ حقیقی صرف حضرت اللہ ج ہے وہ معبود ہے ہر چیز سے پہلے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں اللہ کے سوا جو ہر چیز کے فنا اور زوال کے بعد موجود ہوگا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی وَیَمُوْتُ کُلُّ شَیْءٍ

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، صرف اللہ باقی رہے گا اور اسکے سوا تمام چیزیں فنا اور موت کے ساتھ ہمکنار ہونگی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، جو بادشاہ حقیقی ہے بغیر کسی شک و شبہ کے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْیَقِیْنُ

کوئی لائق عبادت اللہ کے سوا نہیں، وہ حقیقی بادشاہ بے چون وچرا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

کوئی لائق عبادت اللہ کے سوا نہیں، وہی بلند و برتر اور صاحب عظمت ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ

کوئی لائق عبادت اللہ کے سوا نہیں وہ بہت ہی حلیم، بردبار اور صاحب جود وسخا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ؕ

اللہ جل شانہٗ ہی معبودِ حقیقی ہے، (صرف) وہی سات آسمانوں کا پروردگار ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں سوائے اللہ کے جو تمام ظاہری جود و سخا کرنیوالوں سے زیادہ سخی ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں سوائے اللہ کے وہ تمام مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَبِیْبُ التَّوَّابِیْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں سوائے اللہ کے جو اسکی طرف رجوع کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَاحِمُ الْمَسَاکِیْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں سوائے اللہ کے جو مسکینوں پر رحم و کرم فرمانیوالا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هَادِی الْمُضِلِّيْنَ

اللہ ہی معبود حقیقی ہے وہی گمراہوں کو راہ حق کی طرف لے جانے والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَلِيْلُ الْحَائِرِيْنَ

اللہ ہی معبود حقیقی ہے جو حیرت اور تشویش میں پڑنے والوں کا رہنما ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَانُ الْخَائِفِيْنَ

اللہ ہی معبود حقیقی ہے وہی خوف و خطرات میں پڑنے والوں کو پناہ دینے والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غِيَاثُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ

اللہ ہی معبود حق ہے وہ سب سے مددگار فریاد طلب کرنے والوں کے لئے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ

اللہ ہی معبود برحق ہے وہی سب مددگاروں میں سب سے بہتر مددگار ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ

اللہ ہی معبود برحق ہے وہی تمام محافظوں سے بہتر نگران و محافظ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ

اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے جو سب سے بہترین وارث ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں اللہ کے سوا جو سب حاکموں سے بہتر حاکم ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ

اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے جو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں اللہ کے سوا جو سب سے بہتر وسعت عطا فرمانے والا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ

اللہ تعالیٰ ہی معبودِ حقیقی ہے جو سب سے بہتر مغفرت فرمانے والا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ

کوئی معبودِ حقیقی نہیں اللہ کے سوا جو سب سے بہتر رحم و کرم فرمانے والا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ

معبودِ برحق ماسوائے اللہ تعالیٰ کوئی نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور اُسنے اپنا وعدہ

وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ

سچا کر دکھایا اور اپنے خاص بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھرپور مدد فرمائی

وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ

اور آپ کے لشکرِ اسلامی کو غلبہ بخشا اور اس نے کافروں کو اکیلے اور تنہا شکست دی اور اسکے بعد اور کوئی چیز نہیں ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَھْلُ النِّعْمَۃِ

معبودِ برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نعمتوں کا مالک ہے۔

وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ

اور اسی کے لئے فضیلت شایانِ شان ہے اور اسی کیلئے اچھی تعریف زیبا ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَدَدَ خَلْقِہٖ

معبودِ برحق صرف اللہ جلّ شانہٗ ہے اس کے مخلوقات کے شمار میں

وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ

اور اس کے عرش معلی کے وزن اور اس رضامندی حاصل

وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

نہ ہونے کے لئے اور اس کے پاک کلمات کی روشنائی میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَاحِبُ الْوَحْدَانِيَّةِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو واحد اور یگانہ ہے جو ہمیشہ سے

الْفَرْدَانِيَّةِ الْقَدِيْمِيَّةِ الْاَزَلِيَّةِ

ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا نہ تو کوئی مدِّ مقابل ہے

الْاَبَدِيَّةِ لَيْسَ لَهٗ ضِدٌّ وَّ

اور نہ درجہ میں اللہ جل شانہٗ کے برابر کوئی دوسرا ہے اور نہ

لَانِدٌّ وَّلَاشِبْهٌ وَّلَاشَرِيْكٌ ؕ

اس کا کوئی مشابہ ہے اور نا ہی اس کا کوئی شریک اور ساجھی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

اللہ رب العالمین کے سوا کوئی لائق عبادت بندگی نہیں وہ اکیلا ہے۔

لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ

اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے شایان شان بادشاہی ہے اور

الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَحَیٌّ

اسی کے لئے سب تعریفیں سزاوار ہیں وہی زندگی اور موت عطا کرتا ہے اور

لَایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی

ہر قسم کا خیر و احسان اسی کے دست قدرت میں ہے۔ وہ ہر

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

چیز پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور اسی کی طرف سب کو واپس لوٹ جانا ہے

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ

اور وہ اوّل بھی ہے، آخر بھی وہی اور ظاہر بھی وہی ہے۔

وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ لَيْسَ

اور باطن بھی وہی اور وہ (ربّ العزت) ہر چیز سے پورا واقف ہے

كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

کوئی چیز اُس جیسی نہیں اور وہ سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ

ہم کو کافی ہے اللہ، وہی بہترین وکیل (کارساز) ہے وہ ہمارا

الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (یہ تین بار پڑھے)

اچھا آقا اور بہترین مددگار ہے

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

اے ہمارے پاک پروردگار! ہم آپ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا

اے مولیٰ! جو آپ عنایت کریں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو

مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا

آپ روکیں پھر اس کا دینے والا کوئی نہیں اور آپ کا فیصلہ کوئی

قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ

ٹالنے والا نہیں، اور کسی بزرگ صاحب جاہ وحشمت کو تیرے سامنے اسکی عظمت

الْجَدُّ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ ۲مرتبہ سُبْحَانَ

و بزرگی فائدہ نہیں دیسکتی۔ میرا پروردگار ہر عیب اور نقص سے پاک ہے

رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْكَرِیْمِ الْوَهَّابُ یَا وَهَّابُ

اور بلند و برتر ہے۔ وہ بہت بخشنے والا ہے اے بخشنے والے پروردگار ہمیں بھی بخش دے

سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ

اے اللہ تو پاک ہے تیری بندگی و عبادت ہم نے نہیں کی جیسا کہ

عِبَادَتِكَ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ

تیری عبادت کرنے کا حق تھا۔ تو ہر نقص و عیب سے پاک ہے ہم نے تم کو اس طرح

حَقَّ مَعْرِفَتِكَ سُبْحَانَكَ مَاذَكَرْنَاكَ

نہیں پہچانا جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق ہے، اے اللہ تو منزہ ہے ہر عیب سے

حَقَّ ذِكْرِكَ سُبْحَانَكَ مَاشَكَرْنَاكَ

ہم نے تیری یاد کا حق نہیں کی۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے تیری نعمتوں کی شکر گزاری

حَقَّ شُكْرِكَ سُبْحَانَ اللهِ الْاَبَدِيِّ

کا حق پورے طور پر بجا نہیں لایا۔ میں خدا تعالیٰ کی پاکی اور عظمت بیان کرتا ہوں

الْاَبَدِ سُبْحَانَ اللهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ

جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ پاک ہے حضرت اللہ جو اکیلا اور تنہا ہے۔

سُبْحَانَ اللهِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ

میں اس ربِ جلیل کی پاکی بیان کرتا ہوں جو اکیلا ہے اور کسی کا محتاج نہیں بلکہ اسی کی

سُبْحَانَ اللهِ رَافِعِ السَّمٰوٰتِ

طرف سب محتاج ہیں۔ میں پورے یقین و ایمان سے اللہ رب العزت کی پاکی بیان کرتا ہوں جو

سُبْحَانَ اللّٰہِ الَّذِیْ بِغَیْرِ عَمَدٍ ۔

میں اس خدا کی پاکی بیان کرتا ہوں جو آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند فرمانے والا ہے

لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ۔

بیوی اور بچوں کی ضرورت سے پاک اور برتر ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ

اللہ جل شانہٗ پاک ہے اس نے تو نہ کسی کو جنا اور نہ وہ (خود) کسی سے پیدا

یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

ہے۔ اور اللہ قادرِ کائنات کا نہ کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اس کا برابر

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

میں پاکی بیان کرتا اس پاک پروردگار کا جو بادشاہ ہے وہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

میں پاکی بیان کرتا ہوں اُس اللہ کی، جو ہماری اور فرشتوں کی دنیا کا مالک حقیقی ہے

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ

میں پاکی بیان کروں جو عزت و عظمت

وَالْقُدْرَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْجَلَالِ وَالْجَمَالِ

اور جو قدرت و ہیبت (خوف) اور بڑی شان والا اور حسن

وَالْكَمَالِ وَالْبَقَاءِ وَالثَّنَاءِ وَالضِّيَاءِ

جو ہر خوبی کا مالک ہے اور انگنت کمالات کا مالک ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا اور روشنی

وَالْآلَاءِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْكِبْرِيَاءِ

اور ہر قسم خاص اور عام نعمتیں عطا کرنے والا اور بزرگی

وَالْجَبَرُوْتِ ؕ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

و عظمت والا ہے۔ میں اس خدا کی پاکی بیان کرتا ہوں جو حقیقی بادشاہ

الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ

اور زندہ و جاوید ہے جسے نیند اور موت نہیں آتی۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ

ہر عیب اور نقصان سے بہت پاک اور منزہ ہے ہمارا پروردگار

الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ ط سُبْحَانَ

اور فرشتوں اور روح کا پروردگار خدائے برتر ہر عیب و

اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا

نقصان سے پاک ہے اور ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے بغیر کوئی دوسرا

اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ

معبود نہیں اور حضرت اللہ سب سے بڑا اور سب سے بزرگ عظمت والا ہے اور گناہوں

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ

گناہوں سے بچنے کی طاقت اور عبادت کرنے پر قوت نہیں مگر اللہ تعالےٰ

الْعَظِیْمِ ط

کی مدد سے جو نہایت بلند اور برتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْحَقُّ

اے اللہ! تُو ہی حقیقی بادشاہ ہے۔

الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ط

(اے معبود برحق) تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں ۔

	یَا اَللّٰہُ	
	اے اللہ ۔	
یَا رَحْمٰنُ	یَا رَحِیْمُ	یَا مَلِكُ
اے سب پر مہربانی کرنے والے	اے بہت بخشنے والے	اے حقیقی بادشاہ
یَا قُدُّوْسُ	یَا سَلَامُ	یَا مُؤْمِنُ
اے ہر عیب سے منزہ	اے سلامتی کے مالک	اے امن دینے والے
یَا مُهَيْمِنُ	یَا عَزِيْزُ	یَا جَبَّارُ
اے حفاظت فرمانے والے	اے غالب	اے زبردست حکومت کرنے والے

یَا مُتَکَبِّرُ	یَا خَالِقُ	یَا بَارِیُٔ
اے اونچی شان رکھنے والے	سب مخلوق کے پیدا کرنیوالے	اے آسمانوں و زمین کے بنانیوالے
یَا مُصَوِّرُ	یَا غَفَّارُ	یَا قَہَّارُ
اے لوگوں کی صورت بنانے والے	اے بہت ہی مغفرت کرنیوالے	اے بہت قوت رکھنے والا
یَا وَہَّابُ	یَا رَزَّاقُ	یَا فَتَّاحُ
اے بے شمار عطا کرنے والے	اے رزق عطا کرنے والے	اے بہت فتح و نصرت عطا کرنیوالے
یَا عَلِیْمُ	یَا قَابِضُ	یَا بَاسِطُ
اے ہر چیز کا علم رکھنے والے	اے روزی میں تنگی کرنیوالے	اے روزی میں کشادگی کرنیوالے
یَا خَافِضُ	یَا رَافِعُ	یَا مُعِزُّ
اے پست کرنے والے	اے بلند مرتبہ عطا کرنیوالے	اے عزت سے نوازنے والے
یَا مُذِلُّ	یَا سَمِیْعُ	یَا بَصِیْرُ
اے ذلت و پستی دینے والے	اے بہت سننے والے	اے ہر چیز دیکھنے والے

یَاحَکَمُ اے سب کا صحیح فیصلہ کرنے والے	یَاعَدْلُ اے سب سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والے	یَالَطِیْفُ اے مہربان
یَاخَبِیْرُ اے ہر چیز سے باخبر رہنے والے	یَاحَلِیْمُ اے حلیم و بردبار بے شک	یَاعَظِیْمُ اے عظمت و شان و شوکت و حشمت والے
یَاغَفُوْرُ اے گناہوں کے بخشنے والے	یَاشَکُوْرُ اے بندوں کی شکر گزاری قبول کرنے والے	یَاعَلِیُّ اے اونچی شان رکھنے والے
یَاکَبِیْرُ اے سب سے بڑے	یَاحَفِیْظُ اے حفاظت کرنے والے	یَامُقِیْتُ اے روزی دینے والے
یَاحَسِیْبُ اے مخلوق کا حساب کرنے والے	یَاجَلِیْلُ اے بڑی شان والے	یَاکَرِیْمُ اے بہت سخاوت کرنے والے
یَارَقِیْبُ اے نگہبانی کرنے والے	یَامُجِیْبُ اے بندوں کی دعا قبول کرنے والے	یَاوَاسِعُ اے وسعت عطا کرنے والے

یَاحَکِیْمُ	یَاوَدُوْدُ	یَامَجِیْدُ
اے ہر چیز کی حکمت جاننے والے	اے نیک بندوں سے محبت رکھنے والے	اے عزت و بزرگی میں سب سے بلند
یَابَاعِثُ	یَاشَهِیْدُ	یَاحَقُّ
اے قیامت کے دن زندہ کرکے قبروں سے اٹھانے والے	اے حاضر اور گواہی دینے والے	اے ثابت شدہ حقیقت
یَاوَکِیْلُ	یَاقَوِیُّ	یَامَتِیْنُ
اے بندوں کے کام کرنے والے	اے سب سے قوت و طاقت کے مالک	اے سب سے مضبوط تر
یَاوَلِیُّ	یَاحَمِیْدُ	یَامُحْصِیْ
اے حافظ و نگران	اے وہ ذات جس کی سب تعریف کرتے ہیں	اے ہر چیز پر احاطہ فرمانے والے
یَامُبْدِئُ	یَامُعِیْدُ	یَامُحْیِیْ
اے عدم سے وجود میں لانے والے	اے دوبارہ لوٹانے والے	اے زندہ کرنے والے
یَامُمِیْتُ	یَاحَیُّ	یَاقَیُّوْمُ
اے زندوں کو مارنے والے	اے زندہ و جاوید پروردگار	اے ہمیشہ رہنے والے

يَاوَاجِدُ	يَامَاجِدُ	يَاوَاحِدُ
اے بیشمار توانائی رکھنے والے	اے عظمت و بزرگی والے	اے محاسن وخوبیوں میں یکتا
يَااَحَدُ	يَاصَمَدُ	يَاقَادِرُ
اے اللہ تو اپنی ذات کے لحاظ سے ایک ہے	اے بے نیاز	اے ہر چیز پر قدرت رکھنے والے
يَامُقْتَدِرُ	يَامُقَدِّمُ	يَامُؤَخِّرُ
اے طاقت و عزت والے	اے آگے کرنے والے	اے پیچھے کرنے والے
يَااَوَّلُ	يَاآخِرُ	يَاظَاهِرُ
اے سب سے پہلے	اے سب کے بعد رہنے والے	اے ظاہر اپنے صفات کے لحاظ سے
يَابَاطِنُ	يَاوَالِىْ	يَامُتَعَالِىْ
اے پوشیدہ اپنی ذات کے اعتبار سے	اے ہر چیز کے حقیقی مالک	اے اپنے مرتبہ میں ہر چیز سے بلند والے
يَابَرُّ	يَاتَوَّابُ	يَامُنْعِمُ
اے پاک و بے عیب اللہ	اے بہت توبہ قبول کرنے والے	اے نعمتیں عطا کرنے والے

یَامُنْتَقِمُ	یَاعَفُوُّ	یَارَؤُفُ
اے انتقام لینے والے	اے عفو ودرگزر کرنے والے	اے اپنے مخلوق سے بہت شفقت کرنے والے
یَامَالِکَ الْمُلْکِ	یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	
اے سارے جہان کے مالک	اے عظمت اور بزرگی والے اور احسان کرنے والے	
یَارَبُّ	یَامُقْسِطُ	یَاجَامِعُ
اے مخلوقات کے پالنے والے	اے انصاف فرمانے والے	اے سب کو (یکجا) جمع فرمانے والے
یَاغَنِیُّ	یَامُغْنِیُّ	یَامُعْطِیُ
اے بے نیاز	اے دولت عطا کرنے والے	اے عطا کرنے والے
یَامَانِعُ	یَاضَآرُّ	یَانَافِعُ
اے روکنے والے	اے نقصان پہنچانے کی طاقت رکھنے والے	اے نفع دینے والے
یَانُوْرُ	یَاهَادِیْ	یَابَدِیْعُ
اے نور عطا کرنے والے	اے ہدایت کرنے والے	اے بے مثال پیدا کرنے والے

یَا بَاقِیُ	یَا وَارِثُ	یَا رَشِیْدُ
اے ہمیشہ باقی رہنے والے	اے سب کے وارث	اے رہنمائی کرنے والے
یَا صَبُوْرُ	یَا صَبُوْرُ	یَا صَادِقُ
اے بہت صبر کرنے والے	اے بہت صبر کرنے والے	اے سچ اور صداقت فرمانے والے

یَا سَتَّارُ

اے بہت عیب پوشی کرنے والے

یَا مَنْ تَقَدَّسَ عَنِ الْاَشْیَاہِ

اور وہ پروردگار جس کی ذاتِ مقدس شبیہوں اور ہم شکل

ذَاتُہٗ وَتَنَزَّہَ عَنْ مُشَابَھَۃِ

ہونے سے بہت پاک ہے اور جس کی صفات مثل و مشابہ

الْاَمْثَالِ صِفَاتُہٗ وَیَا مَنْ دَلَّتْ عَلٰی

ہونے سے منزہ ہیں۔ اور وہ پروردگار جس کی وحدانیت

وَحْدَانِيَّتِهِ اٰيَاتُهُ وَشَهِدَتْ

اور ایک ہونے پر اس کی نشانیاں دلالت کرتی ہیں۔ اور اسکے ایجادات اسکے

بِرُبُوْبِيَّتِهِ مَصْنُوْعَاتُهُ وَاحِدٌ

پروردگار ہونے پر گواہی دے رہی ہیں، میرا پروردگار ایک ہے

لَا مِنْ قِلَّةٍ وَمَوْجُوْدٌ لَا مِنْ عِلَّةٍ

مگر کسی کمی کی وجہ سے نہیں ہے اور وہ موجود ہے بغیر کسی پیدا کرنیوالے کے

يَا مَنْ هُوَ بِالْبِرِّ مَعْرُوْفٌ وَبِالْاِحْسَانِ

اور وہ خدا جو نیکیوں میں مشہور ہے اور جو [illegible] احسان [illegible]

مَوْصُوْفٌ مَعْرُوْفٌ بِلَا غَايَةٍ

موصوف اور [illegible] خدا اس [illegible] مشہور و معروف [illegible]

وَمَوْصُوْفٌ بِلَا نِهَايَةٍ اَوَّلٌ قَدِيْمٌ

[illegible] قدیم

بِلَا ابْتِدَاءٍ وَّآخِرٍ كَرِيمٍ بِلَا انْتِهَاءٍ

بالذات ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں اور سب کے بعد وہی رہے گا وہ اتنا سخی ہے

وَغَفُورٍ ذُنُوبَ الْمُذْنِبِينَ كَرَمًا

جس کی کوئی نہایت نہیں اور اس نے گنہگاروں کے گناہوں کو اپنی مہربانی اور اپنی

وَحِلْمًا يَا مَنْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

بردباری سے معاف کر دیے ہیں، وہ خدائے برتر جس کی کسی بھی شے میں کوئی مثال

وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ہے اور نہ ہی کوئی نظیر، اور وہ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

اللہ رب العزت ہمکو ہر مہم میں کافی ہے وہ اچھا کارساز ہے

نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ

(اللہ) بہترین آقا۔ اور بہت مددگار ہے۔

یَا دَائِمًا بِلَا فَنَآءٍ وَیَا قَائِمًا

اے ہمیشہ رہنے والے بغیر فنا کے اور اے خود بذات کائنات کے استحکام

بِلَا زَوَالٍ وَیَا مُدَبِّرًا بِلَا

فرمانے والے بلا کسی زوال کے، اور اے کائنات کے تدبیر کرنے والے بلا

وَزِیْرٍ سَهِّلْ عَلَیْنَا وَعَلٰی وَالِدَیْنَا

وزیر اور مشیر کے، ہم پر اور ہمارے ماں باپ کے تمام مشکلات آسان فرما دے

کُلَّ عَسِیْرٍ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ

اے خدا میں تیری شان کے مطابق تیری تعریف کا احاطہ اور

اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ

اور شمار نہیں کر سکتا ہوں۔ (بلکہ) تو ایسا ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود فرمائی

عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ

تیرے پناہ میں آنے والا قوی اور غالب ہے اور آپ کی عظمت و بزرگی بڑی شان کی ہے

وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَآءُكَ وَعَظُمَ

اور تیرے اسماءِ مبارکہ بہت پاک اور غیر پر اطلاق کرنے سے منزہ ہیں اور تیری

شَانُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ط يَفْعَلُ

شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں ، اللہ تعالیٰ جو چاہتا

اللّٰهُ مَا يَشَآءُ بِقُدْرَتِهٖ وَيَحْكُمُ

ہے وہ اپنی قدرت و طاقت سے کرتا ہے ، اور جس حکم کو

مَا يُرِيْدُ بِعِزَّتِهٖ اَلَا اِلَى اللّٰهِ

نافذ کرنا چاہتا ہے اس کو اپنی قدرت اور اپنے غلبہ سے سرانجام دیتا ہے

تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ط كُلُّ شَيْءٍ

خبردار ! کہ آخرکار سارے امور خدائے برتر ہی کی طرف لوٹتی ہیں ، اسکی ذاتِ

هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط لَهُ الْحُكْمُ

بابرکت کے سوا ہر ایک شے ہلاک اور فنا سے ہمکنار ہونے والی ہے ، اصل حکم اسی کا

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ

ہے تم سب مخلوقات اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ، اللہ تعالیٰ آپ کو

اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنقریب کافروں کے شرارتوں سے کفایت اور نجات عطا فرمائیگا وہ بہت

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ

سُننے والا اور بہت جاننے والا ہے - ہم کو ہر معاملہ میں اللہ پاک بس اور کافی ہے اس نے

لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَآءَ اللّٰهِ

دُعا کرنے والے کی دعا قبول فرمائی ، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے مرادوں کی انتہا

الْمُنْتَهٰى مَنِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ

نہیں ، جو شخص اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گناہوں سے محفوظ رہے تو اس نے اچھی طرح

نَجٰى سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَزَلْ رَبًّا

نجات پائی ، پاک ہے وہ اللہ رب العزت جو ہمیشہ سے پرورش کرنیوالا اور

رَحِيْمًا وَّلَا يَزَالُ كَرِيْمًا لَا اِلٰهَ

مہربان رہا اور آئندہ بھی مہربان رہے گا، بردبار اور کرم فرما پروردگار کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ

کوئی لائق عبادت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہے، وہ بے انتہا

اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

برکت والا ہے، وہ سات آسمانوں اور عرش مجید کا پروردگار ہے

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ

اور ساری تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہیں، جو سارے کائنات

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

کا پالنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و بندگی

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا

کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں وہ اپنی ذات و صفات

وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا فَرْدًا وِّتْرًا

ہیں واحد و یکتا ہے اور وہ کسی کی طرف محتاج نہیں، وہ مخلوقات کے کام درست

حَيًّا قَيُّوْمًا دَائِمًا اَبَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ

کرنے والا ہے وہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا، نہ اُسکی بیوی ہے

صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ

اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اُسے (اللہ رب العزت کا) اپنی بادشاہی

لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ

کوئی شریک اور ساجھی نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی دوست ہے

لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ط

کمزوری کی وجہ سے، اور اے مخاطب تو بھی اچھی طرح اس کی عظمت بیان کر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ حَسْبُنَا اللّٰهُ لِدِيْنِنَا

کہ وہی تمام کمالات کا سرچشمہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے کام سرانجام دینے کیلئے کافی ہے

حَسْبُنَا اللّٰهُ لِدُنْيَانَا حَسْبُنَا اللّٰهُ

ذو رلئے برتر ہمارے دنیوی کاموں کے بہت کفایت فرمانے والا ہے۔ اللہ ہمارا مددگار ہے

لِمَا اَهَمَّنَا حَسْبُنَا اللّٰهُ لِمَنْ

ان چیزوں کیلئے جو ہمکو غم و اندوہ میں ڈالتے ہیں۔ اللہ ہمارے لیے کافی مددگار ہے اس

بَغٰى عَلَيْنَا حَسْبُنَا اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنَا

شخص کے خلاف جس نے ہم پر ظلم و تجاوز سے کام لیا، اللہ تعالیٰ ہم سے حسد کرنیوالوں کیلئے کافی ہے

حَسْبُنَا اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنَا بِالسُّوْءِ

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ مکر و فریب کرنے والوں سے محفوظ رکھنے میں کافی ہے

حَسْبُنَا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ حَسْبُنَا

موت کے وقت اللہ ہمارے لئے کافی ہے، کافی ہے اللہ

اللّٰهُ عِنْدَ الْقَبْرِ حَسْبُنَا اللّٰهُ

کی رحمت ہمارے لئے قبر میں اترتے وقت، اللہ تعالیٰ ہمیں

عِنْدَ الْمَسَآئِلِ حَسْبُنَا اللّٰہُ

قبر کے سوال وجواب کے وقت کافی ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کافی

عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبُنَا اللّٰہُ

ہے پُل صراط پر گذرتے وقت، قیامت کے دن حساب کے

عِنْدَ الْحِسَابِ حَسْبُنَا اللّٰہُ

وقت اللہ ربّ العزت ہمارے لئے کافی ہے، ہمارے اعمال تولے جانے کے

عِنْدَ الْمِیْزَانِ حَسْبُنَا اللّٰہُ

وقت خداتعالیٰ ہمارے لئے کافی اور وافی ہے، جنّت میں داخل ہونے اور

عِنْدَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ حَسْبُنَا اللّٰہُ

اور جہنّم سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی ہے، دیدارِ الٰہی کے لئے

عِنْدَ اللِّقَآءِ حَسْبِیَ اللّٰہُ الَّذِیْ

اللہ تعالیٰ خود ہمارے لئے کافی ہے، مجھے اپنا پروردگار کافی ہے اس کے

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ

بغیر کوئی بھی عبادت کیلئے شایان شان نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا

وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور میں اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالا ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَعْظَمَ اللّٰہُ لَا

نہیں اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے وہ عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا

اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ اللّٰہِ مَا اَحْلَمَ

کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت بڑا حلیم اور بردبار ہے۔

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ اللّٰہِ

اللہ رب کائنات ہی معبودِ حقیقی ہے اللہ ہر عیب و نقص سے پاک ہے وکرم فرما

مَا اَکْرَمَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور بخشش کرنے والا ہے۔ معبودِ حقیقی اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں ہے

وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ

وہ ذات اور صفات میں ایک اور یگانہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں، حضرت محمد

رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے اور برحق پیغمبر ہیں، اے اللہ آنحضرت

عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا درود وسلام نازل فرما جس وقت بھی آپکو یاد کرنیوالے یاد کرینگے

وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درود و رحمت نازل کر جس کسی بھی وقت

ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ

غافل لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے غفلت برتینگے، ہم سب اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے پر خوش

تَعَالٰى رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

اور راضی ہیں اور اسلام کے دین ہدایت پر خوش اور راضی ہیں،

وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر

نَبِیًّا وَّرَسُوْلًا ط وَبِالْقُرْاٰنِ

راضی ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ، اور قرآن کریم کے پیشوا ہونے

اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَّبِالصَّلٰوۃِ

پر سچے دل سے راضی ہیں ۔ اور کعبہ شریف کے قبلہ ہونے پر اور نمازوں کی

فَرِیْضَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا

فرضیت پر ، اور باایمان مومنوں کے باہم بھائی بھائی ہونے پر خوش

وَّبِالصِّدِّیْقِ وَبِالْفَارُوْقِ

اور شادماں ہیں ۔ اور اسی طرح حضرت صدیق ، حضرت فاروق اور

وَبِذِی النُّوْرَیْنِ وَبِالْمُرْتَضٰے

حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی مرتضٰے ، حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَئِمَّۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ

کے خلفاء برحق ہونے پر بھی ایمان و ایقان رکھتے ہیں۔ اور سب حضرات

اَجْمَعِیْنَ مَرْحَبًا بِالصَّبَاحِ الْجَدِیْدِ

سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش رہے آمین۔ شاباش اور خوش آمدید ہو ہماری

وَبِالْیَوْمِ السَّعِیْدِ وَبِالْمَلَکَیْنِ

طرف سے اس نئی صبح اور نئے سعادت مندوں کو مبارک ہو ان دو فرشتوں کو

الْکَاتِبَیْنِ الشَّاھِدَیْنِ الْعَادِلَیْنِ

جو ہمارے اعمال لکھنے والے اور نہایت عادل ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ،

حَیَّاکُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ غُرَّۃِ

تم دونوں پر سلام کا تحفہ ہو۔ اس دن کے

یَوْمِنَا ھٰذَا اُکْتُبَا فِیْ اَوَّلِ صَحِیْفَتِنَا

آغاز میں مہربانی فرماکر ہمارے نامۂ اعمال کے شروع میں یہ کلمات لکھے اکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور بخشنے والا ہے

وَاشْهَدُ ا بِاَنَّا نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

اور آپ بھی گواہ رہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ لائق عبادت صرف

اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، جو ذات وصفات میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی

وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

شریک وساجھی نہیں۔ اور ہم اس بات کی بھی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَ

کے بندۂ خاص اور پیغمبر اعظم ہیں۔ اللہ نے آپ ؐ کو پیغام ہدایت اور دین حق

دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

لے کر بھیجا ہے تاکہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دین حق (اسلام)

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى هٰذِهٖ

کو تمام مروجہ دینوں پر غالب بنا دے، اگرچہ مشرک لوگ اس بات کو ناپسند

الشَّهَادَةِ نَحْيٰ وَعَلَيْهَا نَمُوْتُ

کریں۔ ہم اسی شہادت پر زندہ رہیں گے اور اسی شہادت پر مریں گے

وَعَلَيْهَا نُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اور اسی شہادت پر انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے روز زندہ کیے

اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ

جائیں گے۔ ان تمام بابرکت کلمات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں اُن

كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ

تمام چیزوں کے شر و بال سے جو اُسی نے پیدا کی ہیں۔ لیجیے میں شروع کرتا ہوں

خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ

اللہ کے نام پاک سے جس کا نام سب ناموں سے بہتر ہے۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو زمین

وَرَبِّ السَّمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ

کا پروردگار ہے اور آسمانوں کا پروردگار ہے ۔ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام مقدس سے

لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی

جسکے نام پاک کی برکت سے کوئی چیز زمین میں نقصان دے سکتی

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ

اور نا ہی آسمان میں ضرر رسان ہوسکتی ہے ، جو بہت سُننے والا

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

اور بہت جاننے والا ہے ۔ ساری تعریفیں اس خدا کیلئے شایان شان

اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ

ہیں جس نے ہمیں سونے کے بعد پھر جگایا اور زندہ کیا اور اسی کی

الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ ط اَصْبَحْنَا وَ

طرف ہمیں دوبارہ اُٹھکر زندہ ہونا ہے ، منتشر ہونا ہے ۔ ہم نے اور

اَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْعَظَمَةُ

سارے ملک نے اللہ تعالیٰ کیلئے صبح کی ہے، اور عزت وعظمت سے

وَالْكِبْرِيَآءُ وَالْجَبَرُوْتُ وَالسُّلْطَانُ

اللہ کیلئے شایاں ہیں اور ذاتی بڑائی اور صفات کی بڑائی اور بادشاہی

وَالْبُرْهَانُ لِلّٰهِ وَالْاٰلَآءُ

اور روشن دلیل اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اور تمام چھوٹی اور بڑی اور

وَالنَّعْمَآءُ لِلّٰهِ وَالَّيْلُ وَالنَّهَارُ

ظاہری و باطنی نعمتیں اللہ ہی کی طرف سے ہیں اور جو مخلوقات رات اور

لِلّٰهِ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

دن میں ساکن اور متحرک دکھائی دیتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کیلئے ہیں جو

الْقَهَّارِ ط اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ

اکیلا اور غلبہ کا مالک ہے۔ ہم نے صبح کی اپنی فطری مذہب

الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ

دین اسلام اور کلمۂ اخلاص (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) پر اور اپنے

وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ

نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین حق

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا

پر اور اپنے باپ حضرت

اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا

ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت حنیفی پر وہ باطل سے الگ تھلگ

کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ

ہو کر موحد کامل اور اللہ جل مجدہٗ العزت کے فرمانبردار تھے وہ ہرگز مشرکین میں سے نہ تھے

تَعَالٰی وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَاَنْبِیَآئِہٖ وَرُسُلِہٖ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کے فرشتوں اور اسکے پیغمبروں اور رسولوں

وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ

اور اس کے حاملین عرش اور اس کے تمام مخلوقات کا درود

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

نا محدود نازل ہو۔ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کے

عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ

تمام آل و اصحاب پر آپ پر اور ان سب پر اللہ رب العزت کی سلام

اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ؕ

اور رحمتوں کا سلسلہ ہر گھڑی جاری رہے۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

اے خدائے برتر کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر درود سلام

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ السَّلَامُ

نازل ہو، اے اللہ کے محبوب آپ پر اس کی طرف سے بے شمار

عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ

درود اور سلام کا فیضان ہو ، اے سب سے زیادہ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ ط

خدا تعالیٰ کی دوستی کے طلب گار پیغمبر صلعم آپ پر درود و سلام ہمیشہ جاری رہے

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ

درود و سلام نازل ہو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اے عالم غیب کی خبریں دینے

اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

والے پیغمبر ، اے خدائے جلیل کے برگزیدہ پیغمبر صلعم آپ پر سلام کا بے پایاں

صَفِيَّ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ

درود نامحدود نازل ہوتا رہے ۔ آپ پر درود و سلام نازل ہو اے مخلوقات

يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ط اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

میں سب سے چنے ہوئے بہتر پیغمبر صلعم ، اے اللہ کے پسندیدہ پیغمبر صلعم آپ پر

عَلَيْكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَلصَّلٰوةُ

سدا اللہ کا درود اور سلام کا سلسلہ جاری رہے، درود وسلام کا

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ

فیضان ہو آپ پر اللہ کی طرف سے اے وہ ذات ستودہ صفات جسکو اللہ نے تمام بنی

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ

نوع انسان وجنوں کی طرف قیامت تک بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ کی رحمت اور اسکی سلامتی ہو آپ

زَيَّنَهُ اللّٰهُ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

پر اے وہ پیکر حسن کہ اللہ نے تجھ کو عطا کیا حسن تمام اور مزین فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت

عَلَيْكَ يَا مَنْ شَرَّفَهُ اللّٰهُ اَلصَّلٰوةُ

اور سلام نازل ہو آپ پر اے وہ پیکر جسکو اللہ نے تمام شرف اور عزت سے نوازا۔ درود

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ كَرَّمَهُ اللّٰهُ

سلام ہو آپ پر اے وہ ذات گرامی جسکو اللہ نے تمام عظمت اور بزرگی سے نوازا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ

اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو آپ پر اے وہ پیغمبر جنکو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ صاحب

عَظَّمَہُ اللّٰہُ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عظمت بنایا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اے تمام پیغمبروں کے سید و سردار صلی اللہ علیہ

عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ط

وآلہ وسلم آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام نازل ہوں ،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ

اے پرہیزگاروں اور تقویٰ شعاروں کے رہنما آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت

الْمُتَّقِیْنَ ط اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

درود و سلام نازل ہو جائے ، اے تمام پیغمبروں کی پیغمبری پر مہر ثبت کرنے والے اور سب

عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ط اَلصَّلٰوۃُ

پیغمبروں کے بعد [illegible] آپ پر اللہ کی طرف سے [illegible] درود و سلام ہو [illegible]

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمُذْنِبِيْنَ

اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر درود و سلام ہو آپ پر اللہ کی طرف سے بلا انتہا گنتی و شمار اور سلام

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ

اے رب العالمین کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر اللہ کی طرف سے ایسا درود و سلام نازل

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط صَلَوَاتُ اللّٰهِ

ہو جیسے کہ جو علم و شعور سے بہت بالا ہو ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کے

تَعَالٰى وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَ

فرشتوں اور اس کے نبیوں (علیہم السلام) کی اور اس کے رسولوں

رُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ

کی اور اس کے حاملین عرش (فرشتوں) اور اس کی تمام بزرگ و برتر

خَلْقِهٖ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

کے سب مخلوقات کی رحمتیں ہمارے آقا و سردار حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ

پر اور آپ کی آل (اہلِ بیتؓ) و اصحابؓ پر خدا تعالیٰ کا سلام اور

السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

اس کی رحمتیں اور اس کی بے شمار برکتیں علی الدوام نازل ہوا کریں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اے خدائے لازوال اپنی رحمتِ خاصہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ

فِى الْاَوَّلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

و آلہٖ وسلم پر برگزیدگان اولین کے ذکر کئے جانے کے وقت، اور اے خدا ہمارے نبی رحمت

مُحَمَّدٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر اپنی رحمت نازل فرماؤ جبکہ آخری برگزیدگان پر آپ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى

نزولِ رحمت فرمائیں گے، اور آپ پر اے خدا درود و سلام کا تحفہ نازل فرماؤ

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

قیامت کے دن تک فرشتوں کی مجلس اعلیٰ میں۔ اور اے خدائے بزرگ و برتر ہمارے آقائے

مُحَمَّدٍ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ وَصَلِّ

نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر وقت اور ہر ہر لمحہ میں اپنی سدا بہار رحمتوں کی

عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

بارش برساؤ، اور اے اللہ! تمام نبیوں علیہم السلام اور مرسلوں علیہم السلام پر بے انتہا رحمتیں نازل فرماؤ

وَعَلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى

اور اپنے نزدیک ترین فرشتوں کو بھی اپنی بے پایاں رحمتوں کی نوازش کرے

عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ

اور اپنے نیک بندوں اور اپنے فرمانبرداروں کو اپنی رحمتوں کی بارش سے سرسبز اور شاداب بناؤ

اَجْمَعِيْنَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اے سب سے بڑھکر رحم و کرم فرمانیوالے ہمکو بھی اُنکے ساتھ رحم و کرم میں شامل کرلے آمین یارب العالمین

۱۱

دُعاءِ رقابُ

اوراد فتحیہ کی اختتامی دُعا جو غم و پریشانی دُور کرنے کیلئے اور جہنم سے خلاصی کیلئے مجرب ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت بخشنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ یَا مَالِکَ الرِّقَابِ وَیَا مُفَتِّحَ

اے اللہ بندوں کی گردنوں کے مالک ، اے رحمتوں کے دروازے

الۡاَبۡوَابِ وَ یَا مُسَبِّبَ الۡاَسۡبَابِ

کھولنے والے ، اور اے ظاہری اسباب پیدا کرنے والے

ھَیِّئۡ لَنَا سَبَبًا لَّا نَسۡتَطِیۡعُ لَہٗ طَلَبًا

ہمارے لئے ایسا سبب آسان بناؤ جسکی طلب و تلاش کی ہمکو طاقت نہیں

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مَشْغُوْلِيْنَ بِاَمْرِكَ

اے اللہ ہم کو مشغول بنا دے اپنے احکام کی تعمیل میں ، اپنے انصاف

اٰمِنِيْنَ بِعَدْلِكَ اٰئِسِيْنَ مِنْ

سے ہم کو امن و امان میں رکھ ۔
اپنے

خَلْقِكَ اٰنِسِيْنَ بِكَ مُسْتَوْحِشِيْنَ

مخلوق سے ناامید رکھ ، اپنی ذات کے ساتھ مانوس رکھ ۔

عَنْ غَيْرِكَ رَاضِيْنَ بِقَضَائِكَ

اپنے غیر سے وحشت میں رکھ ، ہمیں رضامندی سے اپنے فیصلہ پر رکھ

صَابِرِيْنَ عَلٰى بَلَائِكَ قَانِعِيْنَ

اپنے امتحانوں اور آزمائشوں میں صبر و ضبط عطا کر ، اپنے عطا اور

لِعَطَائِكَ شَاكِرِيْنَ لِنَعْمَائِكَ

بخشش پر قناعت سے شرف کر ، اور ہم کو اپنی نعمتوں پر شکر کی توفیق عنایت کر

مُتَلَذِّذِيْنَ بِذِكْرِكَ فَرِحِيْنَ بِكِتَابِكَ

تیری یاد سے لذت و سرور نصیب فرمائے، تیری کتاب قرآن کریم پر

مُنَاجِيْنَ بِكَ فِيْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَ

خوش ہونے والے، ہمیں اس حال میں کہ ہم شب و روز کے اوقات و اطراف

أَطْرَافِ النَّهَارِ مُبْغِضِيْنَ لِلدُّنْيَا

میں تیرے ساتھ سرگوشی اور راز و نیاز کرنیوالے ہوں۔ کہ ہم دنیا سے نفرت کرنیوالے

وَمُحِبِّيْنَ لِلْاٰخِرَةِ ط مُشْتَاقِيْنَ

اور آخرت کے شیدائی ہوں۔ اور کہ ہم تیرے دیدار

اِلٰى لِقَائِكَ مُتَوَجِّهِيْنَ اِلٰى

کے شوقین (اور) تیرے دربار کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

جَنَابِكَ مُسْتَعِدِّيْنَ لِلْمَوْتِ ط رَبَّنَا

اور کہ ہم موت کیلئے ہر وقت تیار رہنے والے ہوں اے ہمارے پروردگار

وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ

ہمیں وہ چیز عنایت فرماؤ جس کا تو نے ہم سے وعدہ

وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّكَ

فرمایا ہے اپنے پیغمبروں کی زبانی اور ہمیں روزِ قیامت میں شرمندہ نہ

لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ط اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ

بناؤ بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ الٰہی! توفیق کو ہمارا بہترین

التَّوْفِیْقَ رَفِیْقَنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

رفیق اور ساتھی بناؤ اور دینِ حق (اسلام) کو ہمارے راستہ کا

طَرِیْقَنَا اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی

محور بناؤ۔ اے ہمارے مولیٰ! ہم کو اپنے نیک مقصدوں تک پہنچا

مَقَاصِدِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ

اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک

أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اَللّٰهُمَّ

تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔ اے اللہ!

بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ

ہم نے تیرے ہی فضل و کرم سے صبح و شام کو اور تیرے فضل و کرم

نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

سے زندگی گزارتے ہیں اور تیرے ہی نام پر مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کے آئیں گے

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى

اے خدائے برتر ہم کو اپنی برگزیدہ کی طرف دیکھنے کی لذت عطا فرما اور

وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ

اپنے دیدار کی طرف شوق میں زیادتی عطا کر۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا

اے اللہ! ہم کو حق و صداقت کو اپنی اصلی صورت میں دکھا دو

اِتِّبَاعَهٗ ط وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا

اور ہمیں اسکی پیروی کی نصیب عطا کر اور ہمیں ناحق اور باطل چیزوں کو

وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا

انہی کی شکل و صورتیں دکھا ، اور ہم کو دنیا میں

حَقَائِقَ الْاَشْيَآءِ كَمَا هِيَ تَوَفَّنَا

اسلام پر وفات دے کر اپنے نیکوکار

مُسْلِمِيْنَ وَالْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ وَادْفَعْ

بندوں سے ملائے اور ہم کو ظالموں

عَنَّا شَرَّ الظّٰلِمِيْنَ وَشَارِكْنَا فِيْ

کے ظلم و شر سے نجات دے ، اور ہم کو ایمان والوں کی

دُعَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَنَبِّهْنَا عَنْ

دعاؤں میں شامل کرلے ۔ اور ہمیں غافلوں کی

نَوْمَةِ الْغَافِلِيْنَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ

کی نیند سے بیدار کر ، اور ہم کو حضرت سید المرسلین

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَدْخِلْنَا

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شفاعت عطا کر ، اور ہم کو

الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ وَاحْشُرْنَا

جنّت میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل فرما ، اور ہم کو قیامت

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ وَخَلِّصْنَا مِنَ

کے دن پرہیزگاروں کے ساتھ اٹھا ، اور ہمیں جہنّم سے خلاصی اور

النَّارِ يَا مُجِيْرُ

آزادی نصیب کر ، اے پناہ دینے والے خدا ہماری دُعا قبول فرما۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمّت کو مغفرت فرما۔

صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْ

اے اللہ ربّ العالمین حضرت محمدؐ

اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت پر رحم فرما۔ اے اللہ! اُمت

انْصُرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمدیؐ کو نیک کاموں میں مدد عطا کر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى

اے اللہ ربّ کائنات حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ

کو دشمنوں پر فتح، نصرت اور کامیابی عطا کر۔ اے اللہ! آنحضرت صلی

اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کو اصلاح فرما۔

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ

کو پریشان حالی سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ رسول کا نشانہ

کَرِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

باعزت بنا دے پیغمبر بر حق حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ

والہ وسلم کی اُمت کو۔ اے خدایا بزرگ و برتر حضرت محمد صلی اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ

علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو بزرگی و عظمت عطا کر۔ اے اللہ!

تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

اُمت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام گناہوں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

درگزر و معاف فرمادے ۔
اے اللہ ! اے

يَا حَبِيْبَ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا

توبہ کرنے والوں کو دوست رکھنے والے ہماری توبہ قبول فرما

وَيَآ اَمَانَ الْخَآئِفِيْنَ اٰمِنَّا ط

اے خوف زدہ لوگوں کو امن دینے والے ہمیں ہر آفت سے محفوظ

وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ دُلَّنَا وَ

بناؤ ، اے حیرت و دہشت میں پڑنے والوں کے رہنما اچھی چیزوں

يَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ اهْدِنَا وَ

کی طرف ہماری رہنمائی فرما اور گمراہوں کے ہدایت کرنے والے ہمکو

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا

ہدایت کا ملہ عطا کر ۔ اے فریاد کرنے والوں کے دادرس ہماری دادرسی فرما

وَيَا رَجَآءَ الْمُنْقَطِعِيْنَ لَا تَقْطَعْ

اے ناامیدوں کی اُمید! ہم کو ناامید نہ بنائے۔

رَجَآءَنَا وَيَا رَاحِمَ الْعَاصِيْنَ

اے نافرمانوں پر رحم و کرم کرنے والے ہمارے حال زار

اِرْحَمْنَا وَيَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ

پر رحم و کرم فرما۔ اے گنہگاروں کو مغفرت فرمانے والے ہمکو

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا ط وَكَفِّرْ عَنَّا

بھی مغفرت فرما۔ اے ہمارے گناہ ہم

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ط

سے دور کر لے، اور ہمیں نیک اور مردانِ حق کیساتھ وفات دے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ

اے خدا! ہمارے گناہوں کو بخش دے، اے اللہ ربّ العالمین

اُسْتُرْ عُیُوْبَنَا ۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا

ہمارے عیبوں کو ستر فرما ، اے اللہ ہمارے سینوں کو نور ایمان سے کھول دے

اَللّٰھُمَّ احْفَظْ قُلُوْبَنَا ۔ اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ

اے اللہ ہمارے دلوں کو شیطانی خطرات سے حفاظت فرما ، اے اللہ ہمارے دلوں کو

قُلُوْبَنَا اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُبُوْرَنَا اَللّٰھُمَّ

نور ایمان سے منور بنا دے ، اے اللہ ہماری قبروں کو منور کیجئے ، اے اللہ ہمارے

یَسِّرْ اُمُوْرَنَا اَللّٰھُمَّ حَصِّلْ مُرَادَنَا

کام آسان بنا دے ، اے اللہ ہمارے مقصود پورے فرما دے ،

اَللّٰھُمَّ تَمِّمْ تَقَاصِیْرَنَا اَللّٰھُمَّ

اے اللہ ہمارے کوتاہیوں کی تلافی کیجئے ، اے اللہ ! ہم کو ان

نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ

چیزوں سے نجات دے جن سے ہم ڈرتے ہیں ، تو ہی پوشیدہ خزانوں کا مالک ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَ

اے اللہ ہم کو مغفرت فرما اور ہمارے ماں باپ اور ہمارے

لِمَشَايِخِنَا وَلِاَسَاتِذَتِنَا وَلِاَصْحَابِنَا

رشتہ داروں اور ہمارے استادوں اور ہمارے ساتھیوں

وَلِعَشَائِرِنَا وَلِقَبَائِلِنَا وَلِمَنْ لَهٗ

اور دوستوں اور ہمارے اہل قبیلہ اور ان لوگوں کو بھی

حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ

جن کا ہمارے اوپر کچھ حق ہے۔ بلکہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ

عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقِنَا رَبَّنَا

وآلہ وسلم کے تمام اُمتیوں کو مغفرت فرمائیے آپؐ پر درود وسلام ہو۔ اے

شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ

اللہ ہم کو اس فیصلے کے بجائے جس میں ہمارے لئے شر و نقصان ہو۔ اے پروردگار

النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ يَوْمِ

ہم کو دوزخ کی آگ اور قبر کے عذاب سے بچائیے اور ہم کو قیامت کے

الْقِيٰمَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

دن پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ اٹھائیے

وَالْاَبْرَارِ ط اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ هٰذِهِ

اے اللہ! اس اورادِ فتحیہ کی

الْاَوْرَادِ الْفَتْحِيَّةِ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ

برکت سے ہمارے لئے اپنی مہربانیوں اور بخششوں

الْعِنَايَاتِ وَالْكَرَامَاتِ وَوَفِّقْنَا

کے دروازے کھول دیجئے ، اور ہم کو اپنی

لِلطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ وَاحْفَظْنَا

اطاعت و عبادت کی بھرپور توفیق عطا کر ، اور ہم کو

مِنَ الْاٰفَاتِ وَالْبَلِيَاتِ وَبَارِكْ لَنَا

آفتوں اور آزمائشوں سے اپنی حفاظت میں رکھ ، اور ہم کو

فِى الرِّزْقِ وَالْعُمُرِ وَالْحَسَنَاتِ ؕ اَللّٰهُمَّ

رزق اور عمر اور نیکیوں میں برکت فرما ، اے اللہ!

احْفَظْنَا يَا فَيَّاضُ مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَايَا

اے فیض و برکت والے رب ہم کو تمام امتحانوں اور

وَالْاَمْرَاضِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى

بیماریوں سے حفاظت فرما ۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا درود و سلام

خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

ہو اپنے بہتر مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپکے جملہ آل و

اَجْمَعِيْنَ ۝

اصحاب پر ۔ آمین یا رب العالمین